UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222622
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

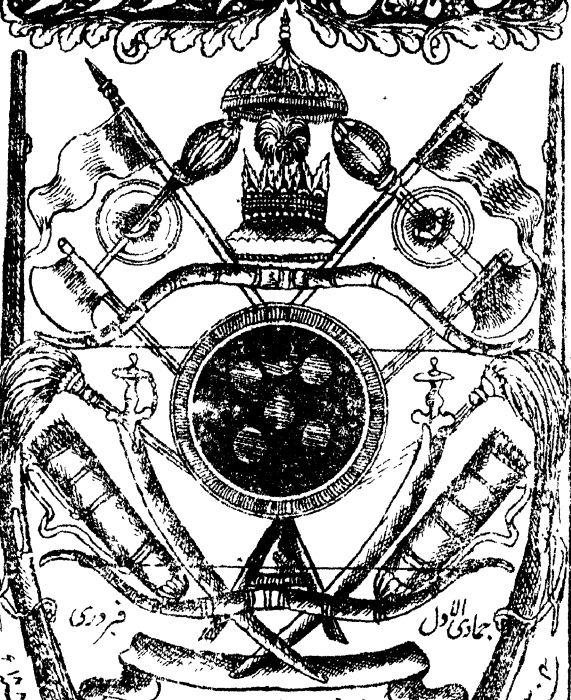
Call No. ۸۹۱۵ د۳۱۱ Accession No. ۷۱۶۷۸

Author ش م

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

# شاہنامۂ اردو




حسب منشا خواجہ قطب الدین احمد صاحب

در مطبع نامی لکھنؤ طبع شد

U1678

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم
کہ ہی کردگار غفور و رحیم

کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ
کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

جن و دیو و انسان و حور و پری
سد معمر اور زہرہ و مشتری

کیا اوسنے پیدا بالا و پست
زبردست دنیا مین اور زیردست

عجب اسکی قدرت عجب شان ہی
عیان اور سپہ سب اوسکے نہان ہی

بھرے دم حبابات سکا دیا مین ہان
رکے موج ذکر اسکا ورد زبان

چمن مین کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان سبے ہوا بے نیاز

خداوند کون و مکان ہی وہی
نگہدار خلق و جہان ہی وہی

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر ہستی کوئی کیا کر سکے

توانا ہی وہ آپ اور زورمند
قوی ہی خداوند پست و بلند

گدا و شہ اسکے ہین فرمان پذیر
وہ سب کا ہی یاری وہ دستگیر

جو درگاہ مین اسکی ہو ہر زمان
مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالی

مین افتادہ یارب سر خاک ہون
ستمدیدہ دور افلاک ہون

یہ پھر تا نہین بخت برگشتہ آہ
رکے ہی یہ سرگشتہ شام و پگاہ

نگاہ گرم مجھ پہ کر یا خدا
مجھے بند رنج و الم سے چھڑا

دیکھا اب بہار گل آرزو
پلا مجھکو جام مل آرزو

گنہ بخش میرے کہ مین بندہ ہون
پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون

بلندی وہ خسروان ہی وہی
شہی بخش شاہنشہان ہی وہی

کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور
سلیمان کو گاہی کرے مثل مور

کیا اسنے قدرت سے پیدا تمام
نہان تجھ ہوی سو ہوید تمام

بلند اسنے چرخ برین کو کیا
فراخ اسنے یکسر زمین کو کیا

پرستار اوسکا ہی ہر اک مدام
کرین ذکر اسکا سبھی خاص و عام

کیا اسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سے اسکی ہی گل شاد بہر

جہاندار ہی پاک پروردگار
پرستار اسکے ہین سب تاجدار

دلیرون کو اسنے کیا ہی دلیر
کیا نرہ شیرون کو اسنے ہی شیر

گدا کو وہ چاہے تو دی خسروی
ضعیفون کو دم مین وہ کردی قوی

وہ بخشے جسے عزت و اقتدار
توہی تاب اسکی کرے پھر جو خوار

توای منشی اسکی ہی کرا التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تضرع کنان اور مناجات خوان

ستاتی ہی اب گردش روزگار
مجھے خوار کرکے ہی لیل و نہار

نہین ہی کوئی اور فریادرس
تو ہی داد خواہون کا بس داد رس

فراکر تو روتازہ باغ مراد
مرا کر تو پور و شن چراغ مراد

گنہگار ہون اور عصیان شعار
ولے تو ہی غفار آمرزگار

مجھے اپنے در کے سوا اور در
دکھا مت توای داور دادگر

نہیں اور کچھ خواہش دل یہاں ۔۔۔ ولیکن تمنا ہی ہر زماں ۔۔۔ کہ منت کش غیر ہرگز نہیں ۔۔۔ تلا یک ممنون احسان رہوں

نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد ۔۔۔ تو برلا مراد اور کر مجھکو شاد ۔۔۔ جہان مین نہ رکھ دل پریشان مجھے ۔۔۔ نکر کر روزی سے حیران مجھے

شبستان دل کو مرے نور تو کر ۔۔۔ چراغ خرد سے منور تو کر ۔۔۔ مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے ۔۔۔ عدد دانش و گوہر عقل دے

مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ ۔۔۔ معانی شناسی کی ہو دستگاہ ۔۔۔ مجھے بخش اب جرأت سنگاہ سخن ۔۔۔ شناسی دکھا مجھکو راہ سخن

مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان ۔۔۔ زبان کو مری کر فصیح البیان ۔۔۔ الٰہی مری اب دعا ہو قبول ۔۔۔ بحق محمد و طفیل بتول

## نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک عنبر ہو کیون دہان ۔۔۔ ثنای محمد ہی ورد زبان ۔۔۔ وہ ختم رسل سرور نامور ۔۔۔ فلک جسکے آگے جھکاتا ہی سر

سر سروران ہی وہ عالیجناب ۔۔۔ سپہر نبوت کا ہی آفتاب ۔۔۔ جہان جسکے دین سے ہر گوشہ تمام ۔۔۔ ضیا نور او سکا ہی داغی غلام

سر سروران احمد مجتبےٰ ۔۔۔ رسول خدا سید انبیا ۔۔۔ خرد مند دانشور و بے نظیر ۔۔۔ بیان سہ و مہر روشن ضمیر

سحاب سخا و محیط کرم ۔۔۔ یم جود و خوش خلق عالی ہمم ۔۔۔ وہ مہر جہانتاب اوج جلال ۔۔۔ وہ سرو سہ فراز باغ کمال

فروغ جہان نور ایمان و دین ۔۔۔ وہ شمع شبستان عین الیقین ۔۔۔ شفیع گناہان بروز جزا ۔۔۔ کشائندۂ عقدۂ مدعا

فرازندۂ رایت سروری ۔۔۔ درخشندہ خورشید پیغمبری ۔۔۔ وہ ہمخاص خاصان پروردگار ۔۔۔ کہ جسنے کیا دین کو استوار

قدم اُسنے معراج پر جو رکھا ۔۔۔ تو پایہ سر اُسکا اور معراج کا ۔۔۔ سپہر برین کے نہ تھا نوش و قصیب ۔۔۔ ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

میسر ہوا جبکہ قرب حضور ۔۔۔ نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور ۔۔۔ تجلی کہین جسکو اہل یقین ۔۔۔ منور ہی جس سے زمان و زمین

یہ بخشا اوسے پایگاہ رفیع ۔۔۔ ہوے جسکے شاہان عالم مطیع ۔۔۔ گرامی و اشرف ہی ایسا نہین ۔۔۔ غرض کل سکی بولاک ہی شان مین

کرین اُسکے اصحاب کا اب بیان ۔۔۔ کہ ہین جسکے عزت و فخر شان ۔۔۔ ابوبکر و عثمانؓ والا گہر ۔۔۔ عمر اور علیؓ وہ شہ نامور

کرے اب بجا انصاف کا کچھ بیان ۔۔۔ نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان ۔۔۔ کرون سخن کو اس اب مختصر ۔۔۔ یہ عرض مری کر شام و سحر

سعین اور یار و ہمدرد یا مصطفےٰ ۔۔۔ مرے دل کے ہر لاؤ تم مدعا ۔۔۔ گنہگار ہون مین بروز حساب ۔۔۔ مری کیجیو تم شفاعت شتاب

## در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

یہ منشی تمہارا ہی کمتر غلام ۔۔۔ خداوند تاج و کلاہ و سریر ۔۔۔ فروزندہ خورشید برج سہی ۔۔۔ کرم اوسپہ انپار کھو صبح و شام

لکھا ہی خاصہ اب مدح شاہ جہان ۔۔۔ خجستہ شمائل فرشتہ سیر ۔۔۔ جہانبان و دین پرور و حق پژوہ ۔۔۔ شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

جہاندار اکبر شہ بے نظیر ۔۔۔ مودت ہی اُسکو وفا کیش سے ۔۔۔ ثنا و ہی دریاے عرفان کا ۔۔۔ گرامی دُر درج شاہنشہی

ہمایون خصائل شہ نامور ۔۔۔ نہین اُسکے ہمسنگ کوہ گران ۔۔۔ فزون تفقت مخلق و ہمت بلند ۔۔۔ حقائق شنوشاہ والاشکوہ

محبت رکھے ہی وہ درویش سے ۔۔۔ شہ داد گر خسرو نامدار ۔۔۔ جہان پرور و کام بخش جہان ۔۔۔ دل اُسکا ہی مثل گہر پر صفا

حقیقت کرون علم کی کیا بیان ۔۔۔ فقیر و غنی کا ہی امید گاہ ۔۔۔ نبے کام یان ہر کسی کا شتاب ۔۔۔ مروت مین یکتا شہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار ۔۔۔ نہ محروم یان سے گیا زینہار ۔۔۔ سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب ۔۔۔ سرہ فرازان کس بیکسان

در دولت شاہ عالم پناہ ۔۔۔ گہر بار رہتا ہی غلام سحر ۔۔۔ اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا ۔۔۔ یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہی کہ امیدوار ۔۔۔ وہ ہی آستان خدیو زمان ۔۔۔ جھکایا یہان جو سر انکسار ۔۔۔ حضور اُسکے خلعت سے ہی تر و آب

کف جود سلطان والا گہر ۔۔۔ جہان سرکشان سومین سجدہ کنان ۔۔۔ تو چرخ برین نے یہ پایا وقار ۔۔۔ کرے عفو از روے لطف و عطا

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی — اوٹھاتا نہ گراوسکی سوج کبھی — اوٹھا شعلہ سکا ہی خرشندہ ماہ
عطارد ہی منشی جہاندار کا — سیاہی ہی مریخ سرکار کا — کہ اوسکو میسر سعادت ہوئی
نہ کیوں کہ ہو زہرہ کایان فخر شان — کہ ہی نغمہ سنجان مین چاکریان — جو ان مشتری گرم طاعت ہوئی — تو پایا فلک پر بڑا اعتبار
بلطف شہنشاہ عالی جناب — فقط دوستان ہی نہین کامیاب — زحل نے اطاعت جو کی اختیار — کرے آنپر احسان شہ دین پناہ
شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار — نہین تاب کلک فسان زبان — جو دشمن بھی ہون آنکر عذر خواہ — دعا پر ہی ناچار ختم سخن
یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان — یہی ہی دعا اسکی ور د زبان — کرے جو بیان وصف شاہ زمن — ترا لطف دائم نگہبان رہے
رہے اسکی شمشیر کشور ستان — تہ خاک و خون ہو سر دشمنان — کہ یارب شہنشاہ شادان رہے — ہمیشہ جہان مین ہو باتاج و تخت
عزیزان معنی شناس ایک روز — جہاندار اگر یہ نہ بیرو ہے بخت — کہ تھا مثل نوروز بہجت فروز

## سبب تالیف کتاب

بہم محفل آراستے ہنگام شب — مہیا تھے سامان عشرت طرب — وہ مجلس تھی رشک بہار چمن — ہر ایک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن
تواریخ کا بھی جو مذکور تھا — تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا — کہ ہی شاہنامہ تما شا کتاب — عجب نظم دلکش ہی یا آب و تاب
ولے ہر کسی کو میسر نہین — یہ تاریخ فرخ نہین ہر زمین — تو کہل کہ مرد سخن سنج تھا — کیا ترجمہ اسنے شہنامہ کا
لکھا نثر مین نسخۂ مختصر — کہ احوال معلوم ہو سر بسر — یہ شمشیر خانی وہ موسوم ہی — تمام اسمین احوال مرقوم ہی
یہ سنکر برادر مرے مہربان — سخن مہم و دانشور و نکتہ دان — کہ زور آور انکا جہان مین ہی نام — نجلق پسندیدہ مشہور عام
یہ بولے کہ ای منشی اس بات کو — تم اب ریختے کی زبانمین لکھو — کرو نظم ترتیب با آب و تاب — بنام شہنشاہ گردون جناب
وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان — وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان — چراغ شبستان سلطان پسر — جہاندار بخشندۂ لعل و زر
خدایا خدانے جسے شاہ اکبر کیا — خداوند اورنگ و افسر کیا — سنا یہ سخن جب تو با صد طرب — وہین کرکے شمشیر خانی طلب
ہوا مین دل و جان سے مصروف کار — لکھی نظم یہ دلکش و آبدار — بجز فکر اشعار شام و سحر — نتھی مجھکو زنہار فکر دگر
معانی شناسان فرخ نہاد — سخن آشنایان بادین و داد — ہوے سنکے اس نظم کو شاد کام — رہ منصفی سے یہ بولے تمام
کہ واللہ یہ نائبہ دلپذیر — بہت خوب ہی بلکہ ہی بینظیر — بجا ہی جو ہون اسپہ گوہر نثار — کہ ہی یہ بنام شہ نامدار
مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا — کیا فکر تب سال تاریخ کا — تو پھر ہاتف غیب نے مژدہ دم — کیا قصہ خسرو ان عجم
۱۲۳۰ھ

## تحسین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوی روشندل و ہوشمند — یہ کہتا ہی زیر سپہر بلند — ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا — شہ داد گستر کیومرث تھا
سدا کوہ مین تھا وہ سکونی گزین — بجز جرم پوشاک تنی کچھ نہین — سیاہک تھا اوس شاہ کا اک پسر — خرد مند مثل پدر نامور
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا — ارادہ اُسے اس سے تھا جنگ کا — غرض بچہ اُس دیو کا ایکبار — پدر سے لگا کہنے اے نامدار
یہ ہی عرض میری کہ جو حکم ہو — تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو — سنا اُسنے جب یہ بیان پسر — تو دیوون کی فوج اُسکے ہمراہ کر
کیا اسکو وہ مین روان سوے شاہ — کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ — سیامک نے جسدم سنی یہ خبر — کیا عرض جاکر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہو نمین امیدوار — جو ہو حکم جاؤن بے کارزار — کیومرث نے اُسکو رخصت کیا — بہت اسکے ہمراہ لشکر کیا
بھووہ بادشہ زادۂ جنگ جو — ہوا بچہ دیو کے روبرو — تو پھر ہاتھ سے بچہ دیو کے — نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اُسے

سیامک ہوا رزمگہ مین ہلاک — ملا جسم اسکا تہ خون و خاک — یکایک جو لشکر نے کھائی شکست — سپہر بریں نے کیا سبکو پست
حضور کیجو مرث آئے دوان — ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان — سیامک کا یکسال ماتم ہا — دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سنی جب یہ اسکے اک آواز غیب — ہوا شاہ کو یون عیان از غیب — کہ بس اب صبوری کو کر اختیار — زیادہ نہو نوحہ گر زینہار
ذرا رکھ تو دل کو ترین خوشی — کراب جاکے دیوون پہ لشکر کشی — مظفر تو ہوگا بفضل الٰہ — دلیرانہ دیوون سے ہوکینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر — رخ دیو سرکش تہ خاک کر — کیو مرث نے جب سنی یہ ندا — تو ہوشاد ماتم کدہ سے اوٹھا
کیا اپنی آراستہ فوج کو — ہوا ساتھ دیوون کے پھر جنگجو — سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا — کہ سرتاپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز — کیو مرث کا جان و دلسے عزیز — روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درندا ور چرند و ہر جانور — سداتھے مطیع شہ نامور — روانہ ہوے وان سے بہر مدد
جو پہونچا وہ لشکر تو وہ دیو بھی — ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی — وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز — تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہوے دیو عاجز دو دو دام سے — خفا زندگی کے ہوے نام سے — رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس
کیو مرث کے ہاتھ سے دیو ہزار — ہوا کشتہ یکسر آبدار — ہوے قتل اور اوسکا لشکر بھی
کیو مرث کی فتح شامل ہوئی — تمناے دل اوسکی حاصل ہوئی — غرض دیو اور بچۂ دیو بھی — جہان مین رہا کچھ ان بیس سال
لیفرخندہ فال ہوا بعد ازان — کیو مرث شاہ جنبۂ خصال — وہ ہوشنگ فرمانروا سے جہان

## احوال سلطنت ہوشنگ

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت — بصد فرخی مالک تاج و تخت — کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اسکی آباد تھا — نتھا نام غم کا ہر اک شاد تھا — کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی پور پیش نظر — کیا اور یہ کام فرہنگ سے — یہ ارشاد تا کیسہ ہیر پھر کیا
کہ آتش ہی نور الٰہی تمام — سیاس خدا وند لایا بجا — کیا جشن شاہانہ تختہ تک
سو شہر لایا وہی آب جو — جہاندار نے پھر بائین نیک — نہ پوشاک تھی سنجوری بیشتر
نشان اسنے دی رسم نان و طعام — بجز میوہ و غیر برگ سبز — کیے اسنے پیدا بروی زمین
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر — سمور اور سنجاب و روپوستین — جہاندار ہوشنگ فرمانروا
جو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان — چہل سال یاد اوسکا دانش ہا — ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

## در بیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند — رعیت نواز اور تہا داد گر — تہا کام جز داد شام سحر
تمناے خاطر تھی بہبود خلق — مراد دل بادشہ سود خلق — یہ اسنے لگا کہنے شاہ جہان
کتبدیر ایسی کرو کوئی اب — جو تھے عہد مین اسکے دانشوران — کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
سیہ گوش اور یوز و شامین و باز — پھر آغاز و ان پشم بافی ہوئی — وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر
شہ خلق پر ور کا تھا اک وزیر — ہوے سب گرفتار دام اگر — لے آیا حضور شہ نامجو
وہین دیو نے غیرت مین آکے تمام — وہ قید ایکدن کرکے اک دیو کو — اودھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ
جو سرکردہ دیو و نکی تھا فوج کا — فراہم ہوے وہ پے جنگ شاہ — اودھر تھے دلیران و گیان و یلو
سواوس دیو سرکش کا غوغا تھا — صف آرا ودھر تھے وہ خونخوار دیو

بہم جنگجو ہر دو لشکر ہوے
ہزارون جدا من سے وان سر بسر

بیک گرز تو مار اسے کینہ خواہ
دکھائی عدم کی وہین راہ سکوہ

پھر از رزمگہ سے جو ہو فتحیاب
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب

اگر ہو وے جان بخشی ہی تاجور
تو سکھلاو ہین ہم ایک طرفہ ہنر

شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین
وہ حرفون کا پڑھنا بتایا وہین

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا
بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار
خرد مند دانشور و ہوشیار

دلیر و قوی زور آفاق گیر
خداوند اورنگ شاہنشہی

بیان سے قزون اسکا جاہ و حشم
شجاعت بہت خوب ہمت بلند

فن پارچہ بافی و کشتکار
ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون

ہوا عہد مین اسکے پیدا یہ سب
فراوان سے ہر چیز کا رہنمون

کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
زر و جوشن و تیغ و برگستوان

کہ اب اس مکان مین رہ راحت کرو
سوا اسکے جس جا تھا آب روان

سکھا دیہان مردمان کو تمام
دیا اور کیا حکم بعد ازان

وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ
کہ ہر طرز و رتبہ مکانات کا

بہت دلکشا اور بہت استوار
ہوے دیو تب وہین بشغل کار

اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

غرض دیو ہون دوش پر رکھکے تخت
بیا قوت و گوہر مرتب کیا

شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی
بروے ہوا تخت کو لے چلو

جب آیا یہ نوروز عشرت قرین
نشستا دل مین اندیشہ و تشت فوق

جو ایوان دیو پری کو تمام
سوا اسکا ہے جشن جمشید نام

رہی خلق آسودہ و بے خطر
غرض عید اس کرتا وہ شاہ جہان

تھا کوئی رنجور اس دور مین
رہا حکمران شاہ زر نلک

قوی اور مند اور نہ بیمار تھا
کوئی در مند اور نہ بیکار تھا

کیا ہی بیان مین یہ جس طرح
جو گذرے برس سات سو اسطرح

کہ جاہ و حشم ہی مراد اس قدر
یکایک جو اپنی طرف کی نظر

برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
بجاہ و حشم زیر چرخ برین

کہ جسکا سر اپر مرے ہو وے جاہ
بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ

جہان سے ہوا رنج ہر دم کاستہ
جہان کو کیا مین نے آراستہ

مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک سے
نشاط و خوشی نغمہ و جام و می

لگے کہنے دانشوران زمن
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن

وہ ضحاک شاہ کے جب مقابل ہوا
تو ضحاک شہنشاہ قاتل ہوا

رہے زندہ میدان مین جو دیو
او نحسین قید کر لیا وہ خبیو

کرو قتل دیو و نکو کیدست اب
لگے کہنے دیوان خونخوار تب

پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
وہ لائے دوات و قلم تب کہ پاس

شہنشہ نے سی سال کی داوری
رہے اسکے محکوم دیو و پری

ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا
سپہدار اقلیم فرماندہی

اور اقبال دولت سے تھا ارجمند
فراست سے ہر چیز کا رہنمون

زر و جوشن و تیغ و برگستوان
سوا اسکے جس جا تھا آب روان

دیا اور کیا حکم بعد ازان
کہ ہر طرز و رتبہ مکانات کا

ہوے دیو تب وہین بشغل کار
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بیا قوت و گوہر مرتب کیا
بروے ہوا تخت کو لے چلو

نشستا دل مین اندیشہ و تشت فوق
سوا اسکا ہے جشن جمشید نام

غرض عید اس کرتا وہ شاہ جہان
رہا حکمران شاہ زر نلک

کوئی در مند اور نہ بیمار تھا
کوئی در مند اور نہ بیکار تھا

کیا ہی بیان مین یہ جس طرح
جو گذرے برس سات سو اسطرح

کہ جاہ و حشم ہی مراد اس قدر
یکایک جو اپنی طرف کی نظر

برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
بجاہ و حشم زیر چرخ برین

کہ جسکا سر اپر مرے ہو وے جاہ
بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ

جہان سے ہوا رنج ہر دم کاستہ
جہان کو کیا مین نے آراستہ

مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک سے
نشاط و خوشی نغمہ و جام و می

لگے کہنے دانشوران زمن
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن

خداوندا ورنگ شاہنشہی
خداوندا ورنگ شاہنشہی

شجاعت بہت خوب ہمت بلند
شجاعت بہت خوب ہمت بلند

ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون
ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون

فراوان سے ہر چیز کا رہنمون
فراوان سے ہر چیز کا رہنمون

زر و جوشن و تیغ و برگستوان
زر و جوشن و تیغ و برگستوان

سوا اسکے جس جا تھا آب روان
سوا اسکے جس جا تھا آب روان

دیا اور کیا حکم بعد ازان
دیا اور کیا حکم بعد ازان

کہ ہر طرز و رتبہ مکانات کا
کہ ہر طرز و رتبہ مکانات کا

ہوے دیو تب وہین بشغل کار
ہوے دیو تب وہین بشغل کار

طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بیا قوت و گوہر مرتب کیا
بیا قوت و گوہر مرتب کیا

بروے ہوا تخت کو لے چلو
بروے ہوا تخت کو لے چلو

نشستا دل مین اندیشہ و تشت فوق
نشستا دل مین اندیشہ و تشت فوق

سوا اسکا ہے جشن جمشید نام
سوا اسکا ہے جشن جمشید نام

غرض عید اس کرتا وہ شاہ جہان
غرض عید اس کرتا وہ شاہ جہان

رہا حکمران شاہ زر نلک
رہا حکمران شاہ زر نلک

کوئی در مند اور نہ بیمار تھا
کوئی در مند اور نہ بیمار تھا

کوئی در مند اور نہ بیکار تھا
کوئی در مند اور نہ بیکار تھا

کیا ہی بیان مین یہ جس طرح
کیا ہی بیان مین یہ جس طرح

جو گذرے برس سات سو اسطرح
جو گذرے برس سات سو اسطرح

کہ جاہ و حشم ہی مراد اس قدر
کہ جاہ و حشم ہی مراد اس قدر

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
یکایک جو اپنی طرف کی نظر

برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
بجاہ و حشم زیر چرخ برین

کہ جسکا سر اپر مرے ہو وے جاہ
کہ جسکا سر اپر مرے ہو وے جاہ

بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ
بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ

جہان سے ہوا رنج ہر دم کاستہ
جہان سے ہوا رنج ہر دم کاستہ

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان کو کیا مین نے آراستہ

مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک سے
مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک سے

نشاط و خوشی نغمہ و جام و می
نشاط و خوشی نغمہ و جام و می

لگے کہنے دانشوران زمن
لگے کہنے دانشوران زمن

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن

کہ بس تو ہی بخشندہ و داد گر
ہوا رخصت اب اس سے اقبال و بخت
وہ فرمانبران شہ نامدار
شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس
لگی دولت اس شہ سے منہ پھیرنے
گرفتار صرصر الٰہی ہوا
لکھون آگے ضحاک کی داستان
سپہدار مرتاض تازی بنام
ہزارون برو اشتر و گاؤ میش
پسر ایک تھا اسکا ضحاک نام
حضور اسکے ابلیس نا راست گو
ولے تھا فریب اسمین یکسر بھرا
لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
قسم کھا کے ضحاک ابلیس سے
ہوا جبکہ اسپر مین عہد استوار
کہا تو جوان اور ترا باپ پیر
یہ گفتار تو نا پسندیدہ ہے
کہی شاہزادہ نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پہ سو کند بند
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
کنوان ایک اس شاہ کی راہ مین
وہ شہ اس مکان مین ہر روز طرب
کیا اسکو خس پوش پھر سر بسر
گئے ٹوٹ اسکے سبھی دست و پا
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
فزاوانش بہت اسپہ معروف کی

نہین اور تجھسا کوئی تاجور
نصیحون سے اسکے گیا تاج و تخت
کنارا لگے کرنے بے اختیار
وہین اور کئے اسکے پیرو و حواس
لگی اسکو بیدولتی گھیرنے
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

## احوال سلطنت ضحاک تازی

شہ کامران خسرو فرخ اکرام
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
جوان و دلیر و بلند احتشام
ہوا حاضر الدن یہ بیکل نکو
خدمع سے سخن کوئی خالی نہ تھا
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی
اگر عہد اور قول دے تو مجھے
دیا اسکو گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر
نہ میزان و دانش مین سنجیدہ ہے
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجھکو یہ بچے گزند
بتا کوئی تدبیر بیخوف و باک
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر اے شاہ کشور کشا
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
مسیحون ای بادشاہ جہان
کلید خزینہ خانہ پھر اسکو دی

وہ دل مین سمجھ یہ یزدان شناس
کوئی دیکھ لیگا یہ روز بد
خفا ہو کے شہ سے وہ کیا بات
یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
جہاندار جمشید انجام کار
ملا انفرض خاک مین بخت جم

کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
ہوئی فر و فرمانروہی اسکی رد
غرض آ کے وہ گئے وان سے در بدر
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک
ہوا بس تبہ اور پریشان خوار
ہوا جاے ضحاک پھر تخت جم
کرون اسکی اب سلطنت کا بیان
رعیت فوازی مین مشغول تھا
غریبون کو دیتا شہ بے نظیر
بڑا بادشاہ تھا اور بڑا اقتدار
کہ دلچسپ اور نغز تھین سر بسر
ہوا خرم و شاد اس نقل سے
سخن خوب تر ایسے ہین مجھکو یاد
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی
کرون ظاہر اے مرد فرخندہ خو
تو اسکو شہنشاہی کے مین قبول کر
لگا کہنے اس سے کہ اے نیکرد
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو
بھرے عہد سے اپنے اے نامور
ولیکن وہ ناچار مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
شہ نامور نے کیا تھا بنا
کیا کندہ وو ہین سر راہ شاہ
اگر شاہ آزاد اس چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خدا وند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شاہ و گداہ

خورش خانۂ خسرو نامور — ملا جیکہ اسکو تو شام و سحر — پکانے لگا نغز خوشتر طعام
وہ طیار کرنیش فرمان روا — کبھی مرغ لاتا کبھی بار پا — خورش کوہ لایا تو شاہ جہان
ہوا لمحہ کے اسکو بہت شاد کام — کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام — یہ سنکر کیا عرض اسنے وہین
کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر — خورش لاونگا اس سے کل نغز تر — حضور جہاندار فرخ نہاد
بصد لطف کہکر تدرو سفید — پکا لیگا بادل پر امید — نہایت ہوا خرم و شاد کام
زروے عنایت کہا یون کہ اب — جو کچھ چاہیے مجھسے کر تو طلب — کہ ای شاہ ضحاک عالیجناب
مری آرزو ہی کہ شام و پگاہ — کہ دون اک سر کتف شاہ — مگر شہ کی لطف و عنایات سے
بر آوے مرا کار مے عجب — سیہ کاسیابی ہو با صد طرب — ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
نوازش سے تجھکو کرون ارجمند — کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند — یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کیے — تو شیطان نے امیہ بوسہ دیے — ہوے دو مین پیدا دو مار سیاہ
یہ کردار بد کر کے وان آشکار — نظر سے وہ نا یاب ہوا نابکار — بہت اپنے دل مین یہ شیطان ہوا
کیا چارہ دانشور دون مطلب — لگے کرنے تدبیر و تجویز سب — کسی کو بھی اسکا نہ آیا علاج
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا — بشکل طبیبان مہ پیدا ہوا — لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار
ہوا وہ لکھا جو نصیبون مین تھا — نہین دفع ہونی یہ ہرگز بلا — خرد چارہ سازی سے کیا چارہ ہے
ہوا سنکے ضحاک اندوہ گین — لگا کرنے فریاد و زاری ہمین — کہ ای مرد فرزانہ چارہ ساز
کسی طرح سے چارہ سازی ہو کر — شتابی سے عاجز نوازی مگر — تو بولا وہ ہمدم ہمین کہ ای تاجدار
نہین اس سے بیمار کوئی اور نغز — کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز — رہے پھر نہ تا صبح یہ بیچ گزند
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج — لگا کرنے دائم خدا غدہ تاج

## آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر — یہ ہیبت ہوئی شاہ کے دہر مین — کہ ضحاک بنا ہنسنہ تاجور
رکھے ہی دو مار سیہ اپنے پاس — ہوے پیش ضحاک حاضر سبھی — لگے ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین
بزرگان ایران کے جمشید سے — اگر فوج سرکار جاوے ادھر — مگر چست باندھی بے بندگی
بیان کی کے احوال ایران تمام — وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا — تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی مدتون
یہ سنکر مہ و شکر مین بیکران — جو اقبال اور بخت برہم ہوا — ولے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ — تو جم اور تہمہ لشکر جم ہوا — تو جم
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جسم — ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ — ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
کیے لوگ ضحاک نے پھر روان — تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم — اسے قید کر کے یہان لاؤ تم
کرون پھر ہر اک کا مین رتبہ فزون — گیا وہ مین حکم شہ نامجو — ہر اک طرف کے پھر طرفدار کو

کہ لاوے اُسے جو گرفتار کر
رضامندیِ اُس سے ہووں مشتہر

ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جسم
شب و روز باخاطر بیدالم

ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپکو
نہ ہرگز پتہ تا تھا وہ آپ کو

غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جسم

سرو مہر سے حسن مین خوب تھی
دلارام و دلدار و محبوب تھی

وہ ابرو تھی یا تیغ براں تھی
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھی

وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سے بالا وہ قامت کہون

لبون سے جو کچھ اسکے ہوا آشکار
دم عیسوی سے نہوز نہار

سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تھی وہ شجاعت مین کم

جو در پیش آیا تھی کوئی جنگ
تو بیجوف واندیشہ بن بید رنگ

برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
خرد مند دانشور و نکتہ دان

اوسی سال مین جو منوچہر شاہ
سوے زابلستان لایا پناہ

دلیر و ہنرمند صاحب جمال
جہان مین تھی وہ دلربا ہمتال

ولے باپ کو اُسکے انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا

رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
خوشی سے وہ ہم بستر اُسکا ہو بس

سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہا تھا کہ اے دختِ فرخندہ خو

کہ ہو دے تو ہمخوابہ شاہ جسم
اور اس سے ہو اک طفل فرخ شیم

کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
حضور شہنشاہ عالیجناب

یہ مژدہ جو تونے سنایا مجھے
تو راز نہان سب بتایا مجھے

وہ جسم اتفاقاً وہان جو گیا
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا

یہ تھی آرزوی دل شاہ جسم
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم

ولے جا جبون نے نہ جانے دیا
وہ ناچار مجبور شاہ رہ گیا

تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جسم
کہ ہو دور دل سے غبار الم

پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر
تو حیران ہوئی بس وہین دیکھکر

یہ پوچھا کہ تو کون ہی اے جوان
عیان کر یہ مجھسے تو راز نہان

کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم

مجھے خواہش بادہ ناب ہی
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور

کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
کہ در باغ پر ہے اک آبا جوان

بڑا رتبہ اسکا ہو میرے حضور
سو وادی و کوہ آوارہ تھا

پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
سپہدار اورنگ زابل کا شاہ

وہ زلف دوتا اُسکی دام بلا
کہ یکسیکڑون اک نگہ سے ہلاک

کہون کیا کہ رقمانے کیا کیا
وہ چشم اُسکی خونریز مردم مژہ

ہنر پہلوانی مین کے تھے اسکو ید
پھنستی تھی پوشاک مردانہ وہ

جوان تھی ولیکن تدبیر پیر
تو مدبر سے اُسکی بدخواہ تیر

بہت اُسکے شاہان طلبگار تھے
یہ بیس عمدہ واثق تھا باہمد

زن عاقل کدایہ تھی دخت کی
ترے مین نہ دیکھے جو طالع تو ہان

یہ سنکر نوید مسرت فزا
یہ سن شاہ نے مژدہ دلفروز

غرض اس سہانے سے وہ شاہ مین
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی

ذرا جی کو وان اپنے بہلایئے
ہوا خوش جو آئی تو پھر لوٹ آئیے

کسی کام کے واسطے باغبان
عیان جسم کی صورت سے تھی نہ کوئی

دیا اسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گرہ و بخت برگشتہ ہین

خداوند سے باغ گر لالستان
پرستار نے جب سنا یہ سخن

اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی پر

غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
نہایت غریب اور بیچارہ تھا

کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ

گرفتار جنکا نہو وے رہا
ہزارون ملائے ہیخون و خاک

کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
ہوئی جس سے ترکونکی ترکی تمام

وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد
لیے رزم جاتی دلیرانہ وہ

شعور و فراست مین تھی بینظیر
شہنشاہ زابلستان نے پائی خطر

یہ نقد دل و جان خریدار تھے
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان

بہت شاہ جمشید تھی وہ دلربا
کہا قابلیہ سے کہ اے نیک روز

نہ سنتا تھا خواہ ہنگ و بیگانہ سخن
جو دنیا راحت جسم کی طلبگار تھی

صبا کی طرح سیر کر آیئے
وہ ٹھہرا ذرا بادل داغ داغ

کنیز اُس پر پیر وی آئی وہان
درخشندہ تھی شوکت خسروی

کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و شوریدہ ہون

ابھی جا کے دو تین جام شراب
گئی باغ مین مثل رشک چمن

رخ خوب سکا ہی رشک قمر

اسے اور ہرگز نہیں کچھ عوض
کرائے تو بس صرف پانی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
یہ سمجھی وہ میں وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہی اب کیمن بزیر شجر
بس اب دیکھکر اس پرستار کو
کیا جب طلب اسنے جمشید کو
کیا جم نے جانے میں آخر حذر
رکھے جان سے ہی گرامی مجھے
غرض شوق سے تو یہاں آشتاب
اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہوا
نہ جسم کے رکھے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین و ہان
کیا شیشہ و جام پھر روان طلب
جو حکم اس پر پھر چہرہ نے یوں کیا
برسم شہان جو ہوا بادہ کش
کیا پھر یہ جمشید سے ایکجوان
لگی کہنے یوں پھر وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہے بادہ اے نازنین
کرے دم میں یہ بزدلونکو دلیر
خوشی کے مرے کو زیادہ کرے
زبس مجکو تھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
یکایک یہ خاطر میں گذرا کہ آب
تو اسنے میں گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جسمیں بید و عم
جو یوں بیٹھے دیکھے کہ تر بہ بہ

طلب دور ساغر کی رکھتا ہی
ولے اسکو پہونچاؤنگی میں شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیون میں سے ہی یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہی کیمن سے میں انکر
تجھے یاد ہے آئی ای نیکبخو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی ضرر کچھ نکر
بہت پاس خاطر ہی میرا اسے
کہ شاہد بھی ہی اور سرو و شراب
اثر عشق کا دل میں پیدا ہوا
خراماں چمن میں وہ ہوتی سی ساتھ
ہوئیں جم کے آگے وہ سجدہ کنان
ہوا دور عیش و نشاط طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی میں وہ ہوش
رہ دو ہے اب تو آیا یہان
تجھے ہے شوق بادہ ہی مقدر
کہ ہی شہر جملہ تمیل شراب
کہ دل سے ہے دور و نگاہ چین
پیے نے کو کہی کرے کار تیر
غم و اندوہ میں دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ جہان ہی یہی
شبیہ نہ جم کر دون میں طلب
پڑی اس پر پھر چہرہ کی جو نظر
بادہ لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی بھی میں پیش جسم

پرستار سے سنکے وصف جوان
می لعل اور رشک بدخشانیوں
دور باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے یون کہ ای خستہ حال
مگر اس کنیز یہ مائل ہو
اگر بھکو ہی آرزوی شراب
جو جاؤنمین پیش بت دلستان
پری ہی مرا شاہ زابلستان
مجھے ہی یہ پیروانی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
کیا باغ میں شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بکف پر پر و بمشک و گلاب
کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیا پے بجام
کہ ہی یہ جوان ہیکمان بادشہ
ترے مہ سطے ہو کے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ نور و شتابی ہے
جو ہی پیر فرتوت بھی بادہ کش
کیے رفع سب ماندگیہای تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر نازنین یون دلستان
کہی سے کہا یون کہ جاؤ شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کیوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کرکے پھر وہ ہین ہمدگر

لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرو دون و چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طمع غنچے کی ہی پی سے تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت تھا دل ہوا
تو اس باغ مین ایکجوان آشتاب
سبا دا بلا کوئی آوے یہان
مین اسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہی ہیکل شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن دھوکے شتاب
پلاؤ اور اسے بادۂ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام
کیا چرخ نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور دو مجھکو جام
نظر آئے مجھکو عجب پیچ و طور
مین بے صبر بے بادۂ ناب ہون
جسے کوفت ہو موسمیای ہو
تو ہو وہ جوان پیکے ای حور وش
لگے مے سے خوشتر بہار جسمین
گمان لیگی تب وہ یہ شیخ مین
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے باپ سے جم کی لاکھ شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
ادھر سے لیا اور ادھر سے دبا
لگی کہنے جمشید سے یون کہ جان

تو فرمائے تا مین سے اس دم جسے
کہ زن مشین دستی کرے وقت کار
ولے ہمسری مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر و زور و ہنر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
گمان باتھ سے کے جم کے رگھی
تو پھر دل جسے چاہے اس زنگ لون
پریرو بھی اس رمز کو پا گئی
گمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پرزور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جسم دیکھکر
تصور مین جم کے پیا پھر شباب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے
مراوہ ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ کیا شاہ جم بھلکے وہین
کہا اسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیر سواب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اسنے دایہ سے جب یہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت سے جم کے مقابل ہوئی
تو اور رنگ دہیم کو یاد کر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم
صحبت ہی دیپ و بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سلیمان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ

کرون صید اسکو مین اک تیر سے
نکر میشد ستی تو اب زینہار
کرے ہمسری گر تو ہیچا کرے
رکھے مرد ہی زن سے بان بیشتر
عرق آگیا جبرے پر بس وہین
کیا عذر بھی او بہت عاجزی
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اسکے بھی دھیا نمین آئی
گری مادہ بسمل ہو نر اوپر گیا
کہ زابل مین تجھ سا بدر سہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو نمین آج
ہوئی آفرین خواہ شک مہر
پریچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ نکرون تیر کا گر اسے
اکرون اسکو ہمخواب مین فوق سے
اکہ میری طلب گار ہی نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہوا بستر اسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیم تن
زروی کرم راست لا وخدا
تو بس باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ اسوقت کرنے کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقلون ہو شیار
تو دیکھی شبیہ جم ای رشک ماہ
رہا کچھ دل مین شکیب و قرار
لیا جبکہ ہاتھ مین اسنے تاج و کلاہ

شہ جم یہ بولا کہ ای نازنین
اگر لاکھ زن ہون شجاع و کریم
کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
حوالے مرے کر یہ تیور کمان
ولے دل مین اسکی فزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ فرنگ ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بند رنگ
پھر اک دم مین بیٹھ وہ نازک بدن
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
ہوا بیش اتنون کہ جو چیستے
طلبگار جسم کی ہوئی دلنشین
نشہ جم سے پھر آپ لیکر گیان
تو جس مرد فرخ پہ مائل ہو دل
یہ اس گفتگو سے تھی اسکی مراد
ہم گفتگو ان خوشی سے یہ تھی
کہ دایہ بھی آپہونچی اس درخت کی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکی سو ہو یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق زار یار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش خوش بہت
پھر اسنے مین وان جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کرکے اب تو پریزیان
گیا کس طرف سے کہ تیرا خیال
ستمدیدگان کے وہ احوال پر
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جو رچیخ ستمگر نے ہاے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو

اجہان عرب ہون وان اور عجم
قوی ہی پنے تر دیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہی گرد
ہنر دیکھ میرا تو ای دستان
نہ زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
اگرون گر یہ تیر کا مادہ کو
اگہ ہو سکے ہم آغوش جمشید شاہ
کہا کھینچکر ایک مارا خدنگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پہشتر
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
ہوا بیش اتنون کہ جو چیستے
طلبگار جسم کی ہوئی دلنشین
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اسکی شامل ہو دل
اگہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اس درخت کی
کہ اے دختر مہوش دلربا
شہ جم شہ نامجو ہے یہی
برکھے تھی تمنائے بوس و کنار
اگہ مشتوق مطلب ہے اجادہ کر
وہ دایہ کو اسنے دکھائی شبیہ
اور اسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس شکبار
ہوا کسلیے یان تو الکمان
مگر ہمسے کچھ تو نے پایا ملال
عمر دور سے نالہ کرتے زمین سمر
بزرگی و اورنگ و تاج و علم
کیا ظلم اس سفلہ پر وسنے ہاے
دیا تاج کو تخت یکسر ہلاک کر

دعا سے تیری کی ہین کشف پیدا
وہ صورت مین ہین یوسے بھی بہتر

کراب ہی وہ برگشتہ اختر کہان ہے
بجز نام اسکا نہین کچھ نشان ہے

کہین ہی اسیر بلائے بزرگ
ہوا یا کہین لقمہ شیر گرگ

کہی آپ سے یہ شہ نامجو
ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو

کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہی جم
نہ پرویدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم

شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان

تملق بہت نازنین نے کیا
ولیکن یہ انکار کرتا رہا

کریگا تو انکار گر لاکھ پر
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر

بہانہ تو کرتا ہی اب بار بار
نہین جائیگا پیش کچھ زینہار

ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
اور اُس راز سے مجھکو واقف کیا

تری ہی تمنائے دیدار تھی
دل و جان سے تیری طلبگار تھی

نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
نہ دیکھین شکیب اور نہ کچھ ہین خواب

غرض آخر کار لایا ادھر
مرا جذبہ دل تجھے کھینچ کر

بہت شاہ سے ہو کے خواستگار
نہ اقبال مین نے کیا زینہار

تو مجھ سے دلارام و دلدار سے
یہ بچہرہ و ماہ رخسار سے

ہمارائی کے ہون درد سے بیقرار
خدا کے لیے مجھسے ہو ہمکنار

یہ لشکر کشی رونے بے اختیار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار

یہ دل تجھپہ صدقے کرون بلکہ جان
تو کر مجھسے راز نہفتہ عیان

کیا دخت نے جب بہت انکسار
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار

مخالف مرا ایک تو بخت ہے
مراد تمن جان وہ کمبخت ہے

مجھے دوسرے تجھسے اندیشہ ہے
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار

یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
یہ جب درمیان آئی قول و قسم

پھر پھیر کے ہاتھ جم کا ماتھہ
پڑھا عقد پر طرح آئین تھی

ہوے عقد پر تخت و دولت گواہ
ہوے ہمکنار وہ ہمکنار

وہ با ہم لگے بیٹھنے کرنے کام

نہین ہی خبر شاہ جمشید کی
نہین حال سات سکے کچھ آگہی

خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
ہوا اُسکا احوال کیا کچھ نہ کیا

یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
تب اُس دخت دایہ نے جسمین کہا

کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور
رہی دایہ اور وہ بت رشک حور

کہا مین ہین جم وہ بولی کہان
یہ کہتی ہی کیا پیکر بیزبان

مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین
مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین

بہت کرکے یہ عجز اور انکسار
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار

کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
تو ست جان ہی مجھکو اے جان اب

یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان
خبردار ہی راز اختر سے ہان

کہ تجھسے خدا دے مجھے اک پسر
یہ سنکر شہ زور و شام و سحر

تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
اگر فتار غم ایک مدت سے ہون

خدا سے یہ خواہش تھی اے ماہ جبین
کسی طرح تیری ملاقات ہو

عنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام جو

کہ تجھپہ دل زار دیوانہ تھا
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

نہو شوق سے گر ہمآغوش اب
تو صد حیف ہی اور بڑا ہی غضب

نہین تو کرون اپنے سینہ کو چاک
کرون آپ کو ایک دم مین ہلاک

مقرر ہی تو جم مجھے ہی یقین
تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین

جو کچھ راستی ہی تو وہ بات تو
رکے کیون ہی پوشیدہ آکا مجو

مجھے راستی سے نہ کیون ہو خجل
کہ رکھتا ہون دو چیز سے مین خطر

خبر اسکو پہونچے مبادا کہین
اور آجاوین لوگ سکے ای نازنین

نہین ہی پسندیدہ عاقلان
کہ زن سے عیان کیجے راز نہان

قسم ہی مجھے اب تری جانکی
قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی

مکر خوف واندیشہ اے نامور
سمجھ اس مکان کو نہ بیم و خطر

کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا ظاہر آگے پھر اپنے کے نام

کیا جاکے آراستہ تخت زر
ہوئی ساتھہ جمشید کے جلوہ گر

ہوے عہد و پیمان محکم بہم
ہوا ساتھہ گلرو کے پیوند جسم

سر مہد زرین ہوئی جا خواب
ہوا اتصال مہ و آفتاب

ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
نشانی یہ بیٹھا خدنگ مراد

گئی روز گذرے کہ وہ سیمبر
بہت کم گئی آنے مہ بین پدر

تو کرنے لگا اُسکی وہ جستجو — کسنے خبر دی کہ وہ ماہرو — ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
یہ سنتے ہی بس وہ ہوا شعلہ زن — اور آئی وہ جب دخترِ نازنین — تو عین چین ہو گئے آذرِ غم
ہوئی اس قدر اُسکے بیتاب تو — تڑپنے لگی سر بسر خاک تو — کیا چاک اب شرم کا پیرہن
کیا راز کو تو نے ہمسے نہاں — لے رنگ روپ ہی تیری عیاں — وہ بھی حال مان فنون گلبدن
کیا عرض اُسنے کہ سن اے پدر — دیا حکم تھا تو نے یہ پیشتر — ہو اجو چاہے جسے اُس سے ہمخواب تو
لے شیشۂ سنگ توڑا نہیں — ہے نیک سے منہ کو موڑا نہیں — رکھا میں نے نامِ رسن نیسر نگاہ
جہان میں کوئی اُسکا ہمسر نہیں — کوئی چاہ میں اس سے برتر نہیں — یہ دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا
بفیضِ خدا سنے پایا ظہور — ہوا جلوہ گر چہرہ مقصد کا نور — شہ جم یہان آگیا ناگہان
سنی دایہ سے اُسنے یہ بات جب — شہ زابلستان ہوا شاد تب — یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
یہ ہی بات یاد ری بختک کی رسہر — ہوا جو گذر شاہ جسم کا ادھر — مقرر اُسے باندھ کر سیمبرگاہ
کہ ہو مجھسے خوشنود وہ شہریار — فزون ہو مرا غرّہ جاہ و وقار — مجھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی — وہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی — یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
روا رکہ نہ خونریزی شاہ جم — مری جان پر تو نکر یہ ستم — جو لے اپنے کشور میں گر پناہ
اوٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال — نہ اپنا سمجھ ملک و زر و سیم کو — سدا تخت و سیم رہتا نہیں
نہ اپنا سمجھ لعل و زر و سیم کو — سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو — نہ بیچارے پر جور و بیداد کر
نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند — نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند — تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
فغان بس لگی کرنے بے انتہا — فغان بس لگی کرنے بے انتہا — ہوئی بسکہ گریہ کناں نازنین
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز — نہ ہر گز گزندا سکو پہونچا و نگا — تو خاطر کو رکہ جمع شاہ سمر
کہ ای بادشاہ خوشی جا بجا ب — گئی پیش جمشید دو میں دوان — اسے بلکہ دون ملک و مان سپاہ
ہما مہر رخشندہ جب جلوہ گر — ہما مہر رخشندہ جب جلوہ گر — سحر میں بھی آؤنگا تیرے حضور
نہو بدگمان مجھسے اب زنہار — گیا پیش جمشید شاہ زابلستان — سنا تھا جو کچھ یا اُسنے سو کہا
کہ خدمت میں حاضر ہوں شاہ عجم — یقین جان تو جبتلک زندہ ہوں — گیا وہ بہ پیش سحر
کرِ بختک جمشید از زابلستان بطرف
ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم — اے دل کو تھا اُسکے آرام کم — وہ دلدار بھی رہتا تھا دل کے پاس
رہے تھا شب و روز وہ خوش و خرم — کہ بیوے کبھی مبادا یہان گزند — کسی نے کہا ای شہ بینظیر

اسے تجھکو پکڑا کر بحال تباہ
روانہ کریں سو کے ضحاک شاہ

ہوا جب خبردار اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم گھات سے

وہان سے سوے ہندوستان ہی ہوا
بیابان نورد و تباہی ہوا

وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بھنگ
لگا بخت نا ساز سے کرنے جنگ

خراب اور آوارہ سبکو کیا
ملا خاک مین یا سے تو نے دیا

کہانتک پھرون مین تباہ و خراب
کہانتک رہون یون ہی مین مصیبت و تاب

عدم سے نہ آتا مین ہستی ہی مین
نہوتا تجھے یہ غم جانکاہش

اسے آگیا خواب اور ناگہان
ہوا فتنہ خفتہ بیدار روان

غرض ایک ضحاک کا ایلچی
کہ ساتھ اسکے تھے بیشمی قوج بھی

شہ جم کو پہچان اوسنے لیا
گرفتار بس اسکو وہین کیا

کسی کا نہین یہ جہان دوستدار
کسی کا نہین چرخ گردندہ یار

کہ دولت بھی ہے آہ ناپایدار
نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار

ہوا پھر گرفتار رنجیر و بند
اوسے چرخ گردان نے یہ دن دیا

گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے
پس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے

الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد
گرفتار خواری تھا وہ بیکسو

خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر
ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر

پر اب سطرح کیون ہوا خوار تو
خرابی مین کیون ہی گرفتار تو

کہان بادشاہی و تاج و علم
کہان لشکر و فوج جاہ و حشم

جواب اسکو جمشید نے یہ دیا
کہ مجھسے نصیبا جو یون پھر گیا

نہ مغرور دولت پہ ہو استقدر
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر

کریگا فلک تجھکو خوار اسطرح
کہ دیکھے ہی تو مجھکو اسطرح

گرون یا قلم سر کو شمشیر سے
پرون تیرے تن کو یا تیر سے

یہ گفتار سنکے لگا کہنے جسم
کہ اس قدر مجھکو نہین کچھ غم

یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا
کہ چیرو اسے ایک آرہ منگا

پھر آرے سے چیرا اسے بس وہان
ہوے ایک جم سے دو پیکر عیان

نہ دور فلک کا ہے کچھ اعتبار
کہ پھر تا رہے ہے یہ لیل و نہار

ہر اک دم ہے موجود یان سلوک
سدا کوش زد ہی بس آوازسے

جسے اس زمانہ مین کوئی پہونچی خیر
قوی رنج و الم سے ہوئی نو حہ گر

اُسے کام تھا انکا یا یہ کے ساتھ
سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ

نہین تو وہ لشکر اوسے گھیرکے
کریگا تبہ ملک کو سر بسر

وہ زابل سے چلکر سوے یمن گیا
ولیکن وہان بھی بہت کم رہا

جو گھیرا گیا راہ کے رنج سے
گیا بیٹھ سایے مین اک بخل کے

کہ ای بخت کمبخت کیا جو دہے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے

ہوا پھر مخاطب بسوے فلک
اگر تجھکو خرخ بیداد یہ کب تلک

یہ ناسازی بخت ہی سر بسر
کہ سرگشتہ یون ہو نمین شام و سحر

یہ کرتا ہوا زاری و آہ و سم
ہوا سے ذرا سو گیا ایک دم

اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین
سو وہ آگئی اسکے سر پر وہین

وہ تھا سوے خاقان چین بیکسو
کہین اتفاقاً جو گذرا ادھر

بحال پریشان بند گران
کیا اسنے ضحاک جم کو روان

عبث ہی جو دولت پہ بھولے کوئی
طرح گل کی شادی سے پھولے کوئی

ذرا دیکھنا حال جمشید کا
کہ تھا جسکے سر پر جبھا تاج و کلاہ

خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ
کہ مان جم کو لاؤ بحال تباہ

فقط پاون مین کچھ نہ زنجیر تھی
بندھی تھی رسن ہی کمر مین بھی

اٹھاتا تھا شرم سے سر وہان
اور آنکھون سے تھے اسکے آنسو رواں

لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
فروتر ترا رتبہ خورشید سے

ہوا کیسلیے تجھسے برگشتہ بخت
کہان ہی ترا تاج و تخت و درہم

کہان حکمرانی کہان گیر و دار
کہان وہ ترے رسم و آئین کار

تو ہیچا ہی اس بختیاری پہ ناز
عبث ہی ہے پھر اس تاجداری پہ ناز

تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایکروز
رہیگا نہ تیرا سدا ایک روز

لگا کہنے پھر یون وہ بیداد گر
کہ کھینچون تجھے سنگھی دار پر

ذرا دیکھ کہ کیا ہی تری آرزو
وہ منظور ہی جو کہے مجھسے تو

قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک
تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک

وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی
شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی

جہان بے عجب ہی امید و وفا
کہ بے مہر ہی اور سراپا خطا

جو ہوا رجمند اسکو یہ چرخ دون
کرے آخر کار یون سرنگون

خبر یہ گئی سوی زابلستان
ہوا قتل جمشید شاہ جہان

نہ آنکھون مین خواب اور نہ دلمین قرار
لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

اُٹھایا بہ تاسنے جہاں اور سر
پھر آخر کو وہ مرگئی کھا کے زہر
دو ہمشیر تھیں شاہ جم کے گھر میں
نہیں لوگ لائے پکڑ کر وہیں

کیے خلق تھی ایک کو شہر ناز
اور اُس دوسری کا تھا نام ارنواز
اُنھیں شاہ ضحاک نے کر طلب
رکھا اپنے گھر میں بلطف و طرب

## خواب دیدن ضحاک و ترسیدن از ان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پسر اژدہا
جہاں میں لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارتگری

دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک
طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتے غریب اور یا ارجمند

غرض مغز کو انکے کھلواتا وہ
سنا یہ نکو ہر صبح و شام
لگا کرنے پیدا وہ بیحساب

یہ دیکھا کہ پیدا دو پیدا ہوئے میں گئے
اور اُنمیں سے دو میں نگلوان یک خورد
کیا حملہ تینوں نے ضحاک پر

وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
سو اُسنے وہیں ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر

ستمگر کے ہاتھ کو باندھا شتاب
رسن زد ال گردن میں بعنف شتاب
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر

ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوا دل کو اندیشہ و خون و باک
کیا سخت اسکو زبون و ستوہ

ہوے وہ میں پیدا رابل حرم
دل اُنکا ہوا ہوں سے پر الم
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

فغان خواب میں کیوں کیا استعد
لگے کانپنے جس سے دیوار و در
یہ فرمانروا کیا فتنہ بر پا ہوا

مری زندگانی سے ہونا امید
نشاط جوانی سے ہونا امید
سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان

تو اختر شناسان آکے حاضر ہوں یاں
کریں اسکی تعبیر یکسر بیاں
یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح تب

سنی داستان خواب کی یک قلم
گئے ہوش اور ہو گیا بند دم
تو حاضر ہوے موبدان روان شتاب

زوال اُسکی دولت کا پہونچا قریب
ہوئی اُسکی پیدائی اب نصیب
ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا

یہ اندیشہ تھا گر کہیں راست آب
تو ہووے شہ نامور پر غضب
نہ زنہار اُنکے بجا ہوش تھے

دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند

کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا
تہی مجھسے اب تخت شاہی ہوا
تو ناچار یون موبدان نے کہا

فریدون کوئی شخص ہوویگا شاہ
بصد شوکت و حشمت و فر و جاہ
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال

کہین ہوویگی گاو پرمایہ ایک
سو پالیگی اُسکو بآئین نیک
وہ ممتاز نسل کیان ہوویگا

کہا شہ نے پھر خواب میں کسنے ہان
مرے سر پہ مارا ہی گرز گران
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین

وہ مارییگا اک گرزۂ گاو سر
اکریگا تجھے آکے یاں سے بدر
لگے کہنے یون عاقلان ہوشیار

وہ بولے کہ اے شاہ بیخوف و باک
کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک
یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو

سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
لہو اور درد و غم سے وہ بیصبر و تاب
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر

جو ہوش و ہواس اُسکے آئے بجا
تو پھر تخت پر پاؤن اُسنے رکھا
تہ تک ہوش قائم رہے شاہ کے

نشان فریدون کی تھی جستجو
اگے ہاتھ دشمن پہ تھی آرزو
ولے بے خور و خواب رہنے لگا

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سب کو فرمان یہ ناپاک نے
شب و روز بیتاب رہنے لگا

کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
اگر قید کر کے یہان لاؤ تم

## داستان تولد شدن فریدون

سنا تو ن فریدون نکلی اب داستان
ملکزادہ اک آتبین نام تھا
گرامی تبار و خجستہ نژاد
کہ ضحاک ناپاک کے مرد مان
رہے تھا وہ پرشیدہ گھر مین مدام
اور اُسکی تھی اک روئبہ سیم فام
جبین سے عیان اُسکی شان مہی
پھر اُس آتبین نے یہ جی مین کہا
یہ گھر و مین سوے صحرا گیا
گرفتار کرکے بحال تباہ
فریدون کی مان کو یہ پہونچی خبر
وہانسے شتابی سے نکل وہ گئی
وہانکا نگہبان تھا حق شناس
غرض مالک گاؤ نے زود تر
وہان ایک شب وہ زن نیکذات
مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
وہ سوچی کہ یہ کودک شیر خوار
وہ ناچار ہو کر بہت بیحواس
یہ کہنے لگی ایک دل خستہ ہو کر
ٹھکانا نہین اور باقی ہو نہین
قبول اس جوان مرد نے سب کیا
روان سوے البرز وہ زن ہوئی
اسے جانتا تھا بجاے پسر
گیے جب گذر الغرض تین سال
ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
کہ البرز مین یان سے لیجاؤنگی اب
نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
خدا کی طرف سے ہوئی رہبری
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر

وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
ہمیشہ شہ تھا اور ان مین مسکن نہین
تو لیجائے اُسکو گرفتار کر
اُسے جاودان بیم ضحاک تھا
ہوئی وہ زن مہ وش بار دار
فریدون رکھا باپ نے اسکا نام
نکل گھر سے چلپے پس و پیش دشت
اُدھر نا گہان لوگ ضحاک کے
کیا قتل آخر اُسے شاہ نے
نہ اُس سرزمین مین رہی زنہار
کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
کہ پرمایہ تھا نام اُس گاؤ کا
کہ بس ہو گیا پیر و شیر خوار
تو دسوا اس یہ آگیا گا ن کا
ولیکن عجم مین رہے تھی مدام
وہ طفل اُن دنون دو مہینے کا تھا
لگی رونے وان جاکے بے اختیار
یہ بچہ ہی بیچارہ و بے پدر
اُسی گاؤ پرمایہ کا دیو شیر
ہوئی وان سے رخصت اسے سونپکر
یہان مالک اس گاؤ پرمایہ کا
وہ مصروف تھا پیروشین مدام
سو مرغزار اب ذرا جایئے
کہا اُسنے آکر کے اے مرد پیر
وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال
وہ کہنے لگی یون کہ اے مرد نیک
یہ کہکر اُسے لیگئی بس وہان
یہ سنکر ستمگار و بدروزگار

بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان
خطا اصل مین اسکی ہرگز نہ تھی
وے گھر سے نکلے تھا باہر نہین
یہی خوف تھا جی مین شام و سحر
دل اُسکا شب و روز غمناک تھا
ہوا اُس سے پیدا پھر اک مہ عذار
اُسے دیکھکر دل ہوا شاد کام
وہان چلکے کیچے ذرا سیر و گشت
جو یہ بچے تو پہنچا نگر بس اُسے
اکیا یہ ستم ہاے بدخواہ نے
کہ رہتی جہان تھی وہ اہل و نہار
وہ پہونچی وہان با دل سوگوار
غریبون کو شیر اُسکا بس وقت پر
نہ خواہش رہی شیر کی زنہار
کہ چلیے کہین اور رہیے نہان
ہوا شیر تھا خشک اُسکا تمام
شب و روز سوچ اُسکے جینے کا تھا
کیا اُسکے آگے بہت انکسار
تو کر پرورش اُسکی شام و سحر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
ندیکھا ذرا اُسنے پھر کر ادھر
فریدون یہ رکھتا تھا شفقت بڑا
پلاتا تھا شیر اسکو ہر صبح و شام
وہان سے فریدون کو لے آیئے
مجھے دے مرا کودک دلپذیر
اسے ہو دیکی وان اذیت کہان
مرے دل مین گذرا ہے سو ہو وہان
جہان اُسکا البرز مین تھا مکان
رہ کین سے آیا سوے مرغزار

گسیان اور گاؤ کو کر ہلاک — کیا حکم اُسنے یہ بیخوف و باک — کیا مار اُسے ایران کو سپرد سب — اُسے لیگئی یا نے ہان آنکر
نشان کچھ نہ پایا فریدون کا جب — کہا ایران کو اُسے خواہید شناس — رکھا خود وہ دربش کے پانوں پر
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر — تو دیتا وہ دونوں کو ہیرنج و زر
فریدون کو وہ لیگئی اُسکے پاس — شہنشاہ بادادو دین ہوگیا
یہ خبر ہے پہنچی فریدون کا سر — جہنم کو بھیجے گا ناپاک کو
جو کچھ قوت اُسکو ہو پہنچتا ہم — ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
خداوند درد و زمین ہوگیا — نہ زنہار کچھ خوف دل میں رکھا
کہ بیگا یہی قتل ضحاک کو — ملایا اُسے کیوں نہ خون ضحاک
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے — میں اب جاکے لیتا ہوں ضحاک کو
فریدون نے صحرا میں مسکن کیا — ترے پاس لشکر نہیں زر نہیں
کیا شاہ ضحاک نے کیوں ہلاک — جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
کہا سوے ضحاک بیداد گر — یہ پاسخ دیا اپنی ماں کو وہیں
تو بیگیں ہی کچھ اُسکے ہمسر نہیں — نہیں خوف ضحاک سے زنہار
ذرا صبر کر تو بالطاف رب — پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین — کہ سر ہو نہ برباد اہمین کہین
مدد گار میرا ہی پروردگار — وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے — یہ گفتار مستانہ بہتر نہیں
یہ گفتار مستانہ بہتر نہیں — سنو آگے احوال اب کاوہ کا

## منحرف گشتن کاوہ و آہنگر از ضحاک و

کیا علم اُسنے یہ بیخوف و باک — فریدون کی جانب سے لیل و نہار
کیا یار اُسے ایران کو سپرد سب — تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
اُسے لیگئی یا نے ہان آنکر — خداوند ہند و تاج و اورنگ کا
کہا ہان کہ اُسے خواہید شناس — سلاسل فریدون سے تھا انکو کام
رکھا خود وہ دربش کے پانوں پر — طلب کر بزرگان اقلیم کو
تو دیتا وہ دونوں کو ہیرنج و زر — شب و روز رہتا ہمہ ہم و گزند
شہنشاہ بادادو دین ہوگیا — گیا وہ گیا سوے ہندوستان
جہنم کو بھیجے گا ناپاک کو — دلاور سپاہان دلیران سرو وہ
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے — سپاہ آسکو اون گرفت کر
نہ زنہار کچھ خوف دل میں رکھا — کیا ہر سو ہ ظالم فشانی سے رام
ملایا اُسے کیوں نہ خون ضحاک — بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
میں اب جاکے لیتا ہوں ضحاک کو — سرکردہ اک مرد درویش تھا
ترے پاس لشکر نہیں زر نہیں — یہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب — کیا عرض اُسنے فریدون کی جب
یہ پاسخ دیا اپنی ماں کو وہیں — لگا کہنے در پیش سر بسر ایک بند
نہیں خوف ضحاک سے زنہار — یہ چہینے گا ضحاک کا تخت و تاج
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے — زن خوش سیر بھی یہ بولی وہیں
کہ سر ہو نہ برباد اہمین کہین — ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
سنو آگے احوال اب کاوہ کا — یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب — یہ سنکر فریدون ہوا غضب
وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ — ارکھے ہو وہ ساتھ اپنے کچھ سپاہ
نصیحت مری ہی ہے سر پر تو دھر — تو کیا اضطراب اس صدائے سپر
تو کیا آئے کار نمایان کب — میسر ہوا اسباب شاہی مجھے
اکیلا لڑونگا میں مانند شیر — خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر
نر و تاج و اورنگ سب ہیں لون — کروں ایکدم میں ستمگر نگون
کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو ہو جوان — مجھے قوت و زور دانا کہان
ارکھے حق سدا تجکو آباد و شاد — نصیحت مری ہی ہے سر پر تو دھر

## ابنوہی پسار فرا ہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار — کہ دل میں تمہارے ہے خوف اُسکا
بہت مردم آزاری اُسنے جو کی — یہ اُنکی طرف سے جو آزردہ تھے
کرے آکے ضحاک کا سر جدا — خداوند ہند و تاج و اورنگ کا
کہن ایکدن ظالم کینہ جو — سلاسل فریدون سے تھا انکو کام
دل اُسکی طرف سے جو ہو دردمند — یہ بولا امراد تمہن جہان مال
خبر مجھکو ہو پہنچی ہی اگر یہان — شب و روز رہتا ہمہ ہم و گزند
خرد مند محتاج بند گان ہو — کہ بیگا یہی قتل ضحاک کو
فرا ہم کروں او ہیاؤن او دمر — کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
کہ بیگا یہی قتل ضحاک کو — فریدون نے صحرا میں مسکن کیا
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے — کیا شاہ ضحاک نے کیوں ہلاک
فریدون نے صحرا میں مسکن کیا — کہا سوے ضحاک بیداد گر
کیا شاہ ضحاک نے کیوں ہلاک — تو بیگیں ہی کچھ اُسکے ہمسر نہیں
کہا سوے ضحاک بیداد گر — ذرا صبر کر تو بالطاف رب
تو بیگیں ہی کچھ اُسکے ہمسر نہیں — فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب — مدد گار میرا ہی پروردگار
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین — وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
مدد گار میرا ہی پروردگار — یہ گفتار مستانہ بہتر نہیں
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے — سنو آگے احوال اب کاوہ کا
یہ گفتار مستانہ بہتر نہیں — فریدون کی سنکر یہ گفتگو
سنو آگے احوال اب کاوہ کا — کہ کیا آئے کار نمایان کب

کہ اب ایک طومار محضر کریں — گواہی و مہر اپنی آسیر کریں
نہیں کار ما را سکو بجز مدعا ن داد دہ — جہان آسکے لطف و فر سے ہے فرخ
حضر سے کہ تھا اُس ستمگار کا — سیاوش نے یہ ناچار رکھا
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر بڑا — دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کے — کھلا دیجیے سانپ نکو منظر سر
لگا محو شاہ سن سیری فریاد کو — ذرا کام فرمانہ بیداد کو
دلے کیلیے ہمیشہ سختے و جور — فرا کیجیے اپنے دلمین تو غور
کرے میرے فرزند کو یوں ہلاک — شہ آوے ترے دلمین کچھ ترس
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا — ہراسان ہوا دل مین سان ہوا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور — کہ اب مہر جلد اپنی محضر کر
بزرگان اقلیم سے یون کہا — کہ ای مردمان سنیے یہ کیا کیا
کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو — غرض سوے دوزخ رکھا سنے رو
کہے اور بھی کچھ سخنہاے سخت — حضور خداوند دیہیم و تخت
ہوے آفرین خواہ وہ شاہ کو — یہ کہنے لگے اے شہ تاجو
حضور خداوند روے زمین — زبانہا پر وہ لاے سخنہاے کین
شقاوت سے لی اب رہ انحراف — گیا یانسے بس ہو وہ بزدان
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے — تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش — تو بیکبارگی آوز کے سیر ہوش
خدا نے جو چاہا سو یا رو کیا — اور آکے کریگا جو کچھ چاہیگا
طلب کرکے پھر چرم آہنگران — بنایا وہین اک علم اسے وان
یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش — کہ اے نامداران با عقل و ہوش
کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی — رفاقت کرے ترک ناپاک کی
وہ کاوہ تھا بس آگے آگے روان — پس کاوہ انبوہ پیر و جوان
غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان — وہ پہونچے وہان تھا فریدون جہان
کیا عرض اے صاحبقران جو تخت — تری یار دولت مدد گار بخت
یہ سمجھا فریدون عالیجناب — کہ تائید صبی ہوئی ہمرکاب

یہ مضمون ہو مرقوم اسمین تمام — کہ ضحاک بیخسرو نیکنام
شہ خلق ہے راست کہتا ہے — جہان پرور نیک کردار ہے
ہلاک غضب کی پھر گواہی ہوئی — نشانی بفرمان شاہی ہوئی
کہین نوبت اسکی تھی فرخندگی — یہ اُسدن ہوس شاہ کے دلمین تھی
وہ کاوہ ہوا آکر داد خواہ — لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
تو ہی آزدہا پیکر و پہلوتن — جہاندار سالار شاہ زمن
کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا — کہے نام تو داد بیداد کا
پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے — نکوئی کا مضمون سراسر لکھے
نہ کھا رواخین بچارے کا — اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا
ہمانا جبکہ کاوہ نے محضر وہان — ہوا تب خرد شان و نصرت نشان
خطر سے شہ دیو چہرہ کے اب — گرفتار عصیان ہوے سب
یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک — کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک
پھر اُس انجمن سے وہین اُٹھ گیا — اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا
ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب — حق نعمت شہ گیا بھول سب
رہ کینہ سے چاک محضر کیا — اطاعت سے پھر دیو رو پھر کیا
مگر دوستدار فریدون ہوا — کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب — تحمل کا مجھے نہ جو چھو حساب
اگا پیٹے اپنے سر کوہ جب — بس اک خوف آیا مرے دل کو تب
گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ — فراہم ہوئی پاس اسکے سپاہ
علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور — روانہ ہوا واسطے بس بشیر
فریدون کا ہو جسکے دل مین خیال — سوا اسکے کیہان وہ خجستہ جمال
ہوے جمع وان شہریون کے لشکری — ہوا پھر فزون رتبہ سروری
کہان ہے فریدون یہ واقف تھے — مگر سر اٹھائے وہ سیدھے چلے
جو کاوہ حضور فریدون گیا — ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
تو ضحاک کا چلکے دیہیم لے — جہاندار ہو بہنت اقلیم لے
کیا شکر لطف جہان آفرین — بجا سجدۂ شکر لایا زمین

## رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم — سپاہ فراوان و تاج و علم — ہوا خوش فریدون فرخ ہمہ — کیا تاج شاہنشہی زیب سر

علم جو تھا جشم آسنگ کا — کیا زبیر دیا سے سو جی نہان
وہ یکدست تھا سرخ فرد فش — رکھا نام پھر کاویانی درفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان — تو پہلے منگا چرم آسنگران
شہان کیانی بصد فرخی — پہ رسم و رہ نیک جاری کی
گیا پاس ماں کے یہ سنے کہا — کہ رکھتا ہوں میں قصد یزدان کا
وہ جاہ و حشم دیکھ شادان ہوئی — ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر — نگہدار رہتا تو شام و سحر
فریدون کے تھے دو برادر بزرگ — ولیکن وہ تھے کینہ و بدسگ
پھر آہنگر اس شاہ نے کر طلب — کیا حکم اسطرح اسکو کہ اب
آخر تا تھا شب کو وہ لشکر جہان — سحر گاہ ہوتا تھا واں سے روان
وہ پہونچی کمین آسجگہ ایکبار — کہ ایزد پرستوں کے تھے واں مزار
فریدون کو الہام اس دم ہوا — فریدون نکا دل بس سے خرم ہوا
پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان — کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان
کوئی آئی دربیش مشکل جہان — یہ افسون تو پڑھنا وہاں بیگمان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد — ہوا دل میں اپنے وہیں شاد شاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا — ظہور اسکے تھا دولت و جاہ کا
لگے کہنے باہم کہ یہ غیظ ضب — جو ہون اسکے محکوم ہم روز و شب
کہا ایک نے ہی پہ مشکل کمال — ہلاک فریدون ہے یعنی محال
کریں گے ہلاک اسکو تدبیر سے — بہانے سے حیلے سے تزویر سے
گئے بس وہ دونون شقاوت نشان — آ کھارا وہین ایک سنگ گران
یکایک سنی اسنے آواز سنگ — ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر — بدانديش حیران بے دیکھکر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یان — ہلا اس طرح یان سے سنگ گران
جہان آفرین رکھا اب نگاہ — بجا لایے شکر لطف آلہ
نہ کچھ منہ پہ انکے کہا زینہار — زیادہ کیا انکا جاہ و وقار
بیابان اور کوہ کی راہ لی — سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
گذریان سے کشتی جو انکی طلب — ندی اور ہوا شہ ہوا غیظ و غضب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر — گئے بحر خزر سے سب آ تر
مکان وہ نیا یا تھا ضحاک نے — کیا تھا بلند اسکو ناپاک نے

نی پیکر گو ہرین اسپہ ایک — بہت نادر و خوب و بیحد نیک
علم کی جو اسطرح تمہید ہوئی — ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
بنا کر علم اسکو پر زر کرے — مرصع سے پیکر جواہر کرے
کیا پھر فریدون نے یہ عزم رزم — کہ ضحاک سے کینہ اب چکلے زدم
دعا کر تھا اے مادر مہربان — کہ ہون مین ظفریاب لشکر روان
دعا دیکے پھر رخصت اسکو کیا — اور اس دم خدا سے یہ لی التجا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب — ہوا کا وہ لشکر کو لے ہمرکاب
فریدون نے ساتھ اپنے نامیان — وفور عنایت سے شادان سبا
بنا دے تو اک گرزۂ گاؤ سر — مرتب کیا اسنے بس زود تر
اسی طرح ہر روز تھی رہ نورد — سر چرخ پہونچی تھی لشکر کی گرد
رہا شاہ تنہا وہان وقت شب — اور امداد کی اسنے واں سے طلب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ — یہ افسون بتاتے ہین سو یاد رکھ
فریدون نے سیکھا وہ افسون سری — یہ بولا کہ اے لائق سروری
کہ ہو جاے آسان وہ مشکل تمام — بن آوین شتابی سے یکدست کام
خوشی سے اسے اور قوت ہوئی — زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی
بڑے بھائی دونون تھے جو کینہ ور — حسد لیکے یہ چشم دیکھ کر
فریدون کو بس قتل کرنا ہے یہ — نہ تا خیر کو راہ یان دینجے
دیا دوسرے نے یہ سیکو جواب — نہین لازم اس کام مین اضطراب
کہین بادلون پر صفا — استدامن کوہ سوتا وہ تھا
سر کوہ سے اسکو غلطان کیا — کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان — ہوا بند وہ سنگ غلطان کنان
رہ مکر سے پھر خروشان ہوئے — وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
اگر کوہ سے ہاے گرتا کبھی — تو ضائع فریدون بھی ہوتا ابھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان — کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
قصد فرخی پھر شہ نیلفر — دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا — فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
کیا وہین دریا مین گھوڑا دوان — روانہ ہوئی فوج بھی بیدرنگ
وہان سے جہاندار گیتی ستان — ہوا سوے بیت المقدس روان
بہت دور سے وہ نظر آیا تھا — خلایق بھی آسے دیکھ شاد ہوتا تھا

طلسم ایک تھا وہ دیو مکان — بلا ہاے دشوار تر تین جان — گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر — دلیری کو چھکے نہ پہونچے تھا شیر

نگہبان ہوئی وہ بلاے عظیم — سیہ دیو اور اژدہاے عظیم — فریدون نے افسوس سد ہم پڑھا — کہ عاجز ہوے دیو اور اژدہا

کیا گرز سے دو مین اُنکو ہلاک — پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک — وہان ایک اور رنگ آیا نظر — مکلل یاقوت و لعل و گہر

یہ کاوہ سے پوچھا کہ کس کا ہی تخت — لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت — کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی — ولے اب فریدون غازی کا ہی

بصد فرخی پھر شہ نام ور — سر تخت زرین ہوا جلوہ گر — پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا — اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا

کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان — جو کچھ تجھکو معلوم ہے سب بیان — فریدون کی کرنے گیا جستجو

اور ہر لیگیا لشکر بیکران — زرہ پوش مردان جنگی یلان — درون طلسم آسکا ہی مارو نر — رکھا ہی یہان گنج و لعل و گہر

رہی فوج تصویر سی باقی یہان — ہوا اسکے نخچیر شاہ آفاق گیر — تصرف مین لایا وہ زرین سریر

لیا مال و زر اور توڑا طلسم — خدا کا ادا شکر نعمت کیا — کہ جسنے خداوند دولت کیا

گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ — ہوا قتل جو وان مقابل ہوا — فریدون شبستان مین داخل ہوا

بتان پریچہرہ وسیم بر — یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا — کیا آن کے تونے ہمکو رہا

وہ بے خواہران جم نامور — اٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب — کہین کیا وہ اے شاہ عالیجناب

ز اک دیو ہیکل کی صحبت مین تھے — اور دھر اُس سیہ روسے تھا ہمپہ وبال — کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت

ہوا ہمپہ اب تک خدا مہربان — پھرے دن ہوا پھر مدد گار بخت — سو ہند ضحاک اب کیون گیا

یہی اپنے دل کی ہمارا ب آرزو — یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا — سوا اُسکے یہ ہمنے سے آرزو

وہ بولی کہ تجھسے تھا اسکو خطر — کہ شاید کہین ہاتھ آجاے تو — فسون ساز و جادو گرو ہوشیار

کہ ہندوستان کو مسخر کرے — بہم وانسے ہونچا ہی اک سحر کار — دعا ہی یہ ہر ایک کی صبح و شام

تجسس کو تیرے گیا ہی وہ دھر — وہ ہے چاہتا ہی یہ عالم تمام — نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے — ولے رہے تیرے اقبال و دولت قرین

## نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند — سراپا گلستان ہوا وہ مکان — ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ — نصیب شہنشاہ گیتی پناہ — شبستان ہوا غیرت صد چمن — ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوا ہم سریر عرش و افلاک تخت — کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت — کیا شاہ نے ملک تسخیر سب — ہوا کامیاب نشاط و طرب

ہوئین کامران وہ بہ ہمراہیان — بہم بزمی خسرو کامران — جو تھا کندرو نامی اک پہلوان — طلسم و زر و مال کا پاسبان

ہوا رونق افزای تخت کیان — فروزندہ خورشید بخت کیان — کہ شاہان شہ گرد گردن بلند — جوان و دلیر و قوی ارجمند

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کے — وہان جاکے آگے کہی یہ خبر — بزرگ انجمن دیو ہین ہولناک — دلاور ہی پیر و زور ہی گرد ہے

کسی طرف سے لاکے فوج گران — سو سہر بداد آئی دوان — وہ سہر کردہ ہی لشکر و فوج کا — سپہدار و تمتاز و فرمانروا

گیا ہی وہ پاس اپنے گرز گران — خداوند دولت ہی وہ نوجوان — بجا دشمنانے وان آن نر — وہ لوٹا طلسم اور لیا مال و زر

جو اُمڈے ہے جنگجو پہلوان — جوانمرد ہے جنگجو پہلوان

ترے دیو گردان جنگ آزما
جو وان تھے انھین قتل سیکڑون کیا

ہوا تیری داخل شبستان مین
تصرف کیا تیرے ایوان مین

ولے اُسنے پنہان کیا راز کو
کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو

نہین جائے اندیشہ کچھ زنہار
رہا چاہیے شاد لیل و نہار

کہا سوچ کچھ تو نہ چاہیے
اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے

اِدھر کہنا اُس سے ہو شہر ناز
اُدھر اُسکے پہلو مین ہو یار نواز

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے

تری بات کا کچھ نہین اعتبار
ذرا بھی نہین راستی زنہار

نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون

تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے
تو ہو کامران افسر و تخت سے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
نہ بگڑے تہو کام وہ کام کر

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین
کہ گردن رکھے اب سر اُسکے زمین

فریدون شہ نامور تھا جہان
وہان شاہ ضحاک آباد وان

کہ اُسکے ستم سے وہ پر خون تھی
طلبگار عہد فریدون تھے سب

دلیران مردان و بہزاد پیر
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر

وہ لشکر جو یون ہو گیا خلاف
تو بیداد گر دل مین سمجھا یہ صاف

کیا مشورہ دل مین پھر یہ وہین
کہ تنہا مسلح جون اب بر کمین

ہوئی رات جس دم تو وہ بیحیا
ہوا غرق آہن مین سر تا بپا

کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
چڑھا پھر سر بام کاخ برین

ہوئی شعلہ خیز آتش شک تب
دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو رود

وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب

ملا دینے اُسکو تہ خون و خاک
زمین تا کہ ناپاک سے ہو پاک

اسے قید کر کوہ کے درمیان
رہے یہ گرفتار بند گران

کہین کوہ تھا آل دنا دند نام
وہان غار تھا اژدہا تھے تمام

بشاہی اُسے سال گذرے ہزار
ہوا بعد اُسکے گرفتار خوار

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار

ہوا جبکہ ضحاک پر متقاب
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب

ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت

کہ پہونچا فریدون وہان آنکمے
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر

خروش اُسنے سنکر شبستان کیا
کیا یون کہ مہمان کوئی ہو گیا

وہ یا کند رونے یہ اُسکو جواب
یہ گفتار سن اور کیا پیچ و تاب

شبستان مین شوشی کرے آنکمے
کہے جو کوئی گردہ گاؤ و سر

زمین ہیچ یا نہ اُس سے بہم
کہ یون خواہران جہاندار جم

ہوے آدمی اُسکے جا کہ تمام
پھرا شہر مین اُسکا لشکر تمام

لگا کہنے یون اُس سے از رو یقین
ہوا کند رونے یہ بہت شگفتگین

تو مارے خطر کے گریزان ہوا
تر اخوف سے دل پریشان ہوا

کہ مجھکو ہے یہ کمان خسروا
اُسے کند رونے یہ پاسخ دیا

کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے

تو آیا ستمگار کے دل مین جوش
سنی جبکہ گفتار اژدہا دوش

روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام
غرض کر کے طیار لشکر تمام

نہ رانی تھا کوئی بھی ناپاک سے
ولے فوج بیدل بھی تھی خاک سے

دل اُسکا ہوا خرم و شاد کام
سنا فوج نے جو فریدون کا نام

کہ تھا حق شناش و کریم و خلیق
فریدون کے آگے ہوے سب غریق

نہین چاہتا میری شاہی کوئی
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی

وہان جا کے اُس قلعہ آل سکو کرون
سوے نواسگاہ فریدون چلون

کہ کوئی نہ پہچانے پھر زنہار
یہ سن دم بہ دم صورت شاہکار

فریدون سے ہی شوق مین کرم ناز
جو دیکھا تو ایوان مین سرفراز

وہان جا کے پہونچائے مژدہ کو گرز مند
شتابی سے ایوان مین دا کمند

مقابل ہوا اُسکے وہ گرز گاؤ سر
اُٹھا لیکے وہ گرز گاؤ سر

کہ اک سر سے پھر اُسکے سر پر لگا
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا

کہ باقی ہی اُسکی ابھی زندگی
صدا غیب سے لیکن آئی تھی

فریدون نے بند اُسکے گرفتار کر
کیا بند لیجا کے ضحاک کو

کہ نام نکو ہی رہے یادگار
یہ دنیا کہ ہر چند ہے بیثبات

فریدون مین بھی یہ صفت تھی مگر
تو سب نامداران گردان سپہر

کہ تھے دولت نامدار سے

شتابی سے حاضر ہوے آنکہ — حضور شہ عادل و دادگر
کیا شاہ نے آنہ لطف و کرم — فزون تر کیا آنکا جاہ و شوم
نوازشگری شہ نے کی اختیار — کیا عدل و اورد انیاں و نہار
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک — تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک — تو میشک ہو آغاز و انجام نیک

کیا عرض اون ہم من فرمان پذیر — سر تخت ایران و توران و چین
کہ شاہ کیا عوان در گنج و زر — جو کار فریدون کرے بیگمان
سنو تم کہ آگے کرون میں بیان — فریدون کے بیٹون کی اب داستان

## تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

نہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور — کہ تھا آنکا نام ایرج و سلم و تور
ہوے جب جوان بادشہزادگان — ہوئی یون تمنای شاہ جہان
تو آنکو وہان کد خدا کیجیے — نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو — جو ہو مدعا اسکی کر جستجو
بہت ملک مین گشت سے کیا — وے جبکہ شہر مین مین گیا
رکھے تین دختر ہے شاہ یمن — پریچہرہ و مہوش و سیمتن
فریدون کا پیغام یکسر کہا — وہ اقبال شاہ یمن نے کیا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان — کیا شاہزادون کو شہر روان
بری طلعتون کو کیا کد خدا — بہت مال اور نقد انکو دیا
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال — کہ اب مین ہوا پیر دیرینہ سال
دیا سلم کو روم و خاور و چین — ملا تور کو ملک توران زمین
سور روم و خاور کے سلم و تور — رہا ایرج ایران مین بیہمتا و سور
یکایک دل سلم بیدار ہوا — سوے کین ایرج وہ مایل ہوا
سو تور لکھکے نامہ شتاب — رسول ایک بھیجا کہ آے جواب
فرا سوے اپنے خداوند تور — کہ ہرگز نہین باپ کو کچھ شعور
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ — کی ہے جاے اسکے سریر و بخت گاہ
یہان کا ہی حاصل بجاے ایران کم — غنیمون سے ہے رزم و کین مبہم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر — ہوا دل مین اسکے غضبناک تر
بہر نیک و بد تیرے شامل ہون — یقین جانیو تو یکایک ازین
کہ اس نامہ بر کو بسوے پدر — روانہ کرو اب تو خوب تر
ہمین تخت ایران سزاوار جو — یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہو
جب آیا رسول خردمندیان — کیا سلم نے جب اس سے بیان

ملکزادہ ایرج وے خرد تھا — خردمند و دانشور و خوش لقا
سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون — فزون حسن مین ماہ نو سے ہون
کوئی مردوانا تھا صندل نام — طلب کر کے اسکو شہ الکرام
اسے جبکہ فرمان شاہی ہوا — تو رخصت ہو واں سے وہ راہی ہوا
تو لوگون سے واں جا کے ہوا یہ عیان — کہ حسب تمناے شاہ جہان
سپہدار کاواں کے تھا مہر نام — گیا واں رسول مبارکہ پیام
فریدون نے جسدم سنی یہ نوید — ہوا خوش کہ دل کی برآئی امید
گے جب وہ سوے دیار یمن — ہوا شاد تب شہریار یمن
ہوے واں سے پھر سوے ایران زمین — ملکزادگان اور وہ مہوشان
کرون ملک تقسیم ہر ایک کو — کہ باہم برادر نہون کینہ جو
ولے ملک زیر ایران تمام — مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
وہ کرنے لگے بادشاہی وہان — ہوے تخت و دیہیم سے کامران
قناعت ندا کی خاور و روم پر — نہ آیا پسند اسکو تخت و افسر
لکھا تھا یہ ضمن مین کہ بہتر ہین ہم — نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
دیا سکو اورنگ و دیہیم و زر — کہ مجھسے بھی اور تجھسے ہے برتر
مجھے اور تجھے ملک ایساد یا — جہان جنگ و کینہ ہی صبح و مسا
یہ تقسیم ہی مجھکو بس ناگوار — تری مصلحت کیا ہی اے شہریار
لکھا پھر سلم و تور نے جواب — کہ اے بادشاہ شریا جناب
ترے ساتھ مین ہے یہ ایرج بہ چین — بے قتل ایرج کمر بستہ ہون
یہ پیغام بھیجو کہ اے پادشاہ — بزرگی و خردی پہ کچھ کر نگاہ
رہ راستی پر رہ آجاے گر — تو بہتر ہے پھر ورنہ تیغ و سپر
کہ سوے فریدون روانہ ہو تو — یہ پیغام لیجا جہاندار کو

کہ دونوں لورنے بعد از درود — اگر ایران کا اب رہے چرخ کبود
نہیں خوف یہ رسم و آئین و راہ — کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ
ستم ہی جو کہتر کرے مہتری — غضب ہے جو کہتر کو ہو برتری
یہ ہی حق میں ایرج کے خوب نکو — کہ ایران اب دست بردار ہو
شتابی سے ہوں سوئے ایران روان — قیامت کریں ایک پا و ہاماں
وہاں سے روانہ ہو پیغامبر — جو آیا حضور شہ نامور
فرستندگان کی طرف دے دعا — درود و ثنا و ستایش سزا
کیا عرض پھر یوں کہ پیغامبر — گزند اور زیاں سے ہے بیحد خطر
اگر میری تقصیر ہووے معاف — تو پھر میں گزارش کروں اس سے صاف
تو کہنے بخطر ہو کے کیسہ پیام — بیان شوق سے کر حقیقت تمام
پیام درشت اور سخنہائے سخت — کہ سب حضور خداوند تخت
کیا میں نے یکدست تقسیم ملک — کیا تینوں کو بغیر تسلیم ملک
جو مجھسے نہیں تو خدا سے ڈرو — نہ زنہار باہم خرابی کرو
ذرا گوش دل سے سنو میری پند — کہ قائم نہیں دور چرخ بلند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب — فرستادہ رخصت ہوا بہر شتاب
کیا پھر یہ راز نہفتہ بیان — کہ بیحد خاش ہیں گرفتہ کیان
ارادہ کیا از رہ سرکشی — کہ تجھ پر کریں آکے لشکر کشی
اگر میں بھی تیرا مددگار ہوں — معاون ترا وقت پیکار ہوں
وہ ہیں کینہ جو زیر چرخ کہن — تو کیا فکر رکھتا ہے ایجان میں
جہاندار نے پھر کیا یوں بیان — کہ اے نور چشم سعادت نشان
تو ہے خورد اور یہ ہے مجھمیں تاب — جو آئے نبرد آزما ہو شتاب
وہ یکدل ہو سب ہر دو جنگ آوران — فراہم کیا لشکر بیکران
پسندیدۂ عقل و رائے نکو — یہی ہے کہ تو صلح جو انسے ہو
کہ تا جانیہ تیرے نہ ہووے گزند — تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
سنی گوش جان سے فریدون نے پند — لگا کہنے یوں ایزد ارجمند
جو دنیا و دولت نہیں پائدار — تو غم کھاے کیوں مرد عالیتبار
تو کذب امین اس تاج و اورنگ سے — بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے
کہ میں خرد ہوں اور وہ ہیں گرگ — بجاہ و حشم بھی ہیں مجھسے بزرگ
مجھے دہر میں کچھ نہیں جستجاہ — نہیں کچھ تمنائے تاج و کلاہ

ہوا خسرو عقل کو تیری کیا — کیا دور بیں دل سے ترس خدا
یہ کیا غور دل میں کہ مہتر ہیں ہم — سزاوار اورنگ و افسر ہیں ہم
کوئی گو منسلک کافی ہے بس — عبث ہے اسے اور باقی ہوس
وگرنہ سواران جویائے کین — دلیران و روی و ترکان چین
پھر اسطرح ایرج ہوں دونوں خراب — خبر شرط ہے دے بجا سکا جواب
ادب سے ہوا وہ میں سجدہ کنان — رکھا سر کو اپنے سر آستان
لگا پوچنے وہ کہ دونوں میں شاد — وہ بولا کہ یزدان تجھکو کرے میں یاد
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے — کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ — پیام آوران ہیں سدا بیگناہ
کہا جبکہ شاہ آزادہ نے — تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم — یہ بولا کہ آتی نہیں انکو شرم
بدی کچھ نہیں ہیں نے کی زنہار — فزوں جو کیا فخر و جاہ و وقار
مجھے اب تمنا ہی تاج و سریر — نہیں کچھ کروں دیکھو ہوں میں تو سیر
رہو راضی اب میری تسلیم پر — پے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
فریدون نے ایرج کو پھر طلب — کیا بھائیوں کا وہ پیغام سب
کیا سلم اور تور نے اتفاق — رکھیں میں تیرے ساتھ دونوں نفاق
کہ قتل یہ تیرے باندھی ہے ہوس — ترا جھیں میں ملک یہ ہی ہوس
تو میرے بھی ہو میں مقابل ہیں وہ — وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
یہ بولا وہیں ایرج نام جو — وہ لاؤں عمل میں جو ارشاد ہو
ترے ہیں وہ دونوں برادر بزرگ — ہوے تجھسے اب کینہ جو مثل گرگ
مری ہے یہ حالت کہ بس غمزدہ — کیا ترک شاہی ہوا گو شکستہ
یہاں ساتھ لشکر نہ اسباب جنگ — نہ فوج استقدر ہے نہ آسباب جنگ
مری طرح شاہی سے اب درگذر — اگر کہ دل میں کچھ خواہش تاج و زر
نہ آرام و جان افسر و سر رہوا — قلم آخر شش صمصام کا سر ہوا
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت — نہیں کچھ مجھے الفت تاج و تخت
یہ کینہ اگر سر اور نگ ہے — پے تاج شاہی اگر ننگ ہے
حضور آنکے جاماں میں ایرج سیاہ — نہ سوجھا اس کو داد و دیں اپنے راہ
کروں عرض یوں ہیں میں و ہا پیش تر — مبارک تمہیں ہووے تاج و سریر
مرے ساتھ کسواسطے شکر کین — کہ ہیں بندۂ خسرو روم و چین

بیین ہمی کہ چہر مجسے الفت کرین
برادر ہمین تیرے خصم ہوں
ولے من بھی اک نامہ لکھونگا
تجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
سر تخت شاہی سے آیا فرود
تمھین بھی ہے لازم کہ شفقت کرو
سرنامہ جب شاہ نے معنبر کیا

بزرگانہ چہرہ شفقت کرین
تو بھی صلح جو اور محبت گزین
تم آہین در دل اپنا کروا
تم آہین یعنی میضبوط کیا
کلاہ مہی سر سے لایا فرود
سر کین سے گذرو محبت کرو
تو ایرج نے تورا نکی پھر رادی

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
بہت خوب جانا ہے تم اودھر
کہ بس پڑھکے اونکا دل کینہ ور
ترا انکو دیدار حاصل ہو پھر
کہ تم ہو بزرگ ایکو انسان گرد
کہ اپنی باندھی ہے یہ بند کی
کئی روز وان جبکہ جائین گذر
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر

کہا یون پھر صد آفرین مرحب
کہ دونون وہ بیجا ہیں اب ایسے
سر مہر آجاے پھر زود تم
قرین مسرت مراد دل ہو پھر
اور ایرج تمھارا برادر ہی خورد
یہ آیا ہے اب پرستندگی
تو پھر اسکو رخصت کرو تم اودھر
کہ تخت واسطے راہ کے ناگزیر

## داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بے فوج برای عذر و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روے کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شنہ روم و تور ان چنین شد ستور
وہ تور ان زمین آگہی را فتہ
فریدون نے نامہ بھی ہاتھ لکھا
ملکزادہ ایرج تھا فرمانروا
کہ ہو بے خطا تم سے وہ نامدار
کہا تور سے کاے سر افراز تو
ہوا تحمل ایرج کا اب ناگزیر
کیا دوسرے دن وہ آنے حضور
ہمارا ادب کچھ نہ گہرا نگاہ
یہ باتین جو ہندی سے سنے سلم
مجھے چاہیے اب نہ تاج و نگاہ
یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
سر کرسی زر وہ بیٹھا تھا
پھر اسکے بکف دست بازو پہ
نکر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نہ رکھا ہے خون ہوا در روا
کیا عجز ایرج نے ہر چند پر

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
بہت خوب جانا ہے تم اودھر
کہ بس پڑھکے اونکا دل کینہ ور
ترا انکو دیدار حاصل ہو پھر
کہ تم ہو بزرگ ایکو انسان گرد
کہ اپنی باندھی ہے یہ بند کی
کئی روز وان جبکہ جائین گذر
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر

وہ رکھتے تھے ایران کی طرف عزم
خبر انکو پہونچی یہ آتے ہین مان
خوشی سے جہان انکی تھی باغ باغ
مگر اب تو پھر ہا ہوا یہ فساد
سر فوج پھر سلم نے کی نگاہ
ہمین قصد تھا ملک ایران کا
بھری آہ اس بات سے تور نے
کہ اے بے ادب ہمسے کہتری تو
شب و روریان تم تو کھینچتے رہے
کہ اے باد شاہ جہانگیر گرد
نہین مجھپہ لازم ہی اتنا عتاب
نہ گفتار ایرج کی بھائی اسے
وہ بیکس سی زار زار رہ خشم گین
بہت کرکے منت زاری انکسار
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
نہین کچھ مجھے خواہش سروری
وہ طیار کرکے تھے اسپ رزم
کہ فوج آتا ہی ایرج جہان
اسے گھیلے وان وہ باغ و جام
تو اسنے پھر اسپ ان پہ نہاد
نیا یا طرف اپنے میل سپاہ
وہ اب آیا اندیشہ تور ان کا
کہ خون روا اسکا نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو
رہے تو وہان شاہ جانتا ہے تو
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہمارے
کہ ہون بندہ شاہ عادل رہنما
نہ الفت برادر پہ آئی اسے
اٹھا سر سے ایرج کی ماری پھر
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
تجھے رنج پہونچا نہ گا کردگار
کرون رات دن محنت و چاکری
کیا سنکے ایرج کو پھر غرق خون

سرنامور تن سے کرکے جدا — حضور فریدون روانہ کیا — لگھا یون کہ تو نے جسے اسی پدر
تو رکھ اسکے اب سر پہ تاج مہی — بٹھا اسکو بالا سے تخت شہی — اوپا تاج وزر تھا یہ آسکا ہی سر
کہ اتنے مین نالہ کنان مرد مان — فریدون پہ کھینچے تھا وان تھا ان تعلق — کہ آوے کہین ایرج نامدار
فریدون اسے دیکھ گریان ہوا — وہ تابوت کھولا تو آیا نظر — وہ بیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر
وہین تو رو ڈالے وہ کوس علم — ذرا ہوش آیا فریدون کو جب — وہ بولا کہ ہووین سرپوش سب
اکھاڑے نہالان گلشن بہم — بنایا تھا ایرج نے اک گلستان — سر اسکا کیا دفن لشکر وہان
ہوا کشتہ یون ایرج نازمین — یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار — کہ افسوس اے گردش روزگار
کہ ہو تخم ایرج سے اے نامور — ہوا سوا ہوا لیکن اے کرگزار — ترے فضل سے ہون یہ امیدوار
پی رزم و کین چست بلند ہمت — کہا تک کرون درد غمہا بیان — سنو اب منوچہر کی داستان

## تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتحد اشدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تول شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہجہان — شتابی سے مجمع کر و آشکار — کیا ایکدن تو یہ ہو چہا دہان
کہ ہی کوئی یان ماہر و ہوشیار — گھا یون کہ اب ہون یہ امیدوار — کہ ہی حاملہ ایک ماہ آفرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار — تو پیدا ہوئی دختر داستان — کہ ایرج سے اسکے ہو اک پسر
کہ دیکھے تو مہینے وہان — رکھا ہم قرین اسکو دائے کے ساتھ — کہ ایرج کا ہو نام اسکا نشان
کیا پرورش ناز و نعمت سے اتھ — ہنرمند و دانشور و پہلوان — فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
فریدون کی تھی نسل سے وہ جوان — منوچہر نام اسکا نشان دے گیا — ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا — دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار — وہ لاپجا شکر پروردگار
وہ لاپجا شکر پروردگار — نہ ہو پہونچے ذرا چشم بد سے گزند — رہے اسکا اقبال دائم بلند
رہے اسکا اقبال دائم بلند — پھر اسکے رکھا سر پہ تاج مہی — سکھائے سب آئین و رسم شہی
سکھائے سب آئین و رسم شہی — دل و جان سے تھا اسکی خدمتگذار — منوچہر کی تم اطاعت کرو
منوچہر کی تم اطاعت کرو — دلیران جنگی و مردان کار — فراہم ہوا لشکر بے شمار
فراہم ہوا لشکر بے شمار — شتابی سے ایرج کا خون لیجیے — کہ عزم عدو سوز ان اب کیجیے
کہ عزم عدو سوز ان اب کیجیے — حضور اسکے رو باہ سے کم ہی شیر — قوی بازو و پہلوان و دلیر
قوی بازو و پہلوان و دلیر — یہ پریشان ہوئے انکے ہوش و حواس — یہ سنکر بہت دل مین لائے ہراس
یہ سنکر بہت دل مین لائے ہراس — یہ لکھیے کہ اب بادشاہ جہان — منوچہر کو بھی طلب کیجیے یان
منوچہر کو بھی طلب کیجیے یان — کہ شاید فریدون کرے قبول — غرض بازرہ گنج بھیجا رسول
غرض بازرہ گنج بھیجا رسول — کرائے مہر بخشندۂ سروری — دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی — رکھے شہ کے آگے یہ ہیچ و کم — وہ تحفے جو لایا تھا ایرج نے سب

وہ دیبائے رومی و خز و حریر
وزرین طبقہائے منقش عبیر

وہ پیلان محمول سیم و زر

حضور جہان دار گندآوران

کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندے ہین ہم آپکے شہر یکنام

کیا ہمکو گمراہ شیطان نے راہ

جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا

ولے تو خطا بخش ہے خسروا

ہماری یہ تقصیر ہو سے معاف
کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف

تمنا یہ ہی دینے شام و سحر

سو خاور آ سے منوچہر کر

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم آسکی کرین چاکری جاودان

رکھین آسکے تارک پر دیہیم زر

کرین پیشکش آسکے گنج و گہر

فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
سنا اور یون سرکشون کا پیام

بلایا منوچہر کو تب وہین پہ

ٹھجایا سمر کرسی گوہرین

کہا یون کہ اے پور فرخ خصال
تجھے ہی سعید اور مبارک فال

ہوے تیرے بدخواہ یکسر زبون

نظر گر تہ کنند بد بیگمون

پھر آیا وہ شہ سوے پیغامبر
ہوا خندزن اسکی گفتار پر

دیا اسکو پیغام کا یہ جواب

کہ جا ہر دو ناپاک سے کہدے شتاب

ہوے گر منوچہر پر مہربان
تن ایرج نامور ہی گمان

مگر تمنے اب بیگناہ و خطا

کیا قصد خون منوچہر کا

منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
سوا خاور آ ویگا ایکدم سیاہ

وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

وہ گرشاسپ شاپور شیر و یہ یل

کہ ہین پہلوانی مین سب سے بدل

منوچہر کے ساتھ ہونگے روان

مجھے زر سے دیتے ہو کیا تم فریب

یہ مکاری ہی سب تمھارا فریب

نہین چاہیے گوہر شاہوار

تو سب تیر لیجا یہ گنج اے سول

کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہی قبول

نہین ہی بجا یہ غضب سے بھرا ہی سب

ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا

سوا اسکا مکافات دیگا خدا

تو پیدا ہوا اور اک نامور

اگر ایرج نہین تو منوچہر ہی

فروزندہ مثل مہ و مہر ہے

نبرد آزما مثل شیر ژیان

مگر چیست باندھی پے کارزار

نچھوڑے وہ ایرج کا تین کہنہ یار

سنا جب تو ہوش اور آوے بس تمام

ذرا ایک دم پھر نہ ٹھہرا وہان

ہوا بس وہین سے خاور روان

جہان سلم اور تور تھے وان گیا

وہ پاسخ جو تھا اسکا ہون زہرمار

کیا سلم اور تور سے آشکار

جو دیکھا تو ہی مرد پیکار جو

جوانمرد شیر افگن و پیلتن

یل نوجوان گرد شمشیرزن

قوی زور مین مثل پیلان ژیان

نبرد آزما ہر جوان مرد ہے

طلبگار پیکار و رو در ہین

ہوے سنکے پاسخ بہت خیرہ سر

پھر آراستا یک کی انجمن

پے کینہ خواہی ہوے ایرانزمین

کہ ہم گرنہ پہلے کرین قصد جنگ

مبادا منوچہر ہووے دلیر

شتابی ادھر آوے مانند شیر

چلین ہم بسوے منوچہر شاہ

کرین چلکے ایرانیون ہم اس سے جنگ

## جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
فرا ہم کیا لشکر بے شمار

بلان تنومند جنگی سوار

سواران رومی و ترکان چین
نبرد آزمایان توران زمین

روان سوے اقلیم ایران ہوے

پے کینہ خواہی شتابان ہوے

فریدون کو پہونچی یہ جد خبر
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر

بلا نامداروں سے تب یون کہا

صبوری کرو کم نہ باندھو کمر

کہ تا آوین اب اور ہم پیشتر

خبر بھیجو یہ پہونچی کہ اب سلم و تور

منوچہر نے یون گذارش کیا

کہ اے جہاندار کشور کشا

نہین مجھکو زنہار تاب درنگ

قریب آگئے بس نہین کچھ بھی دور

اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ

کیا اس طرف شاہ نے پہروان — منوچہر کو با سپاہ گران — زرہ پوش مردان شمشیر زن — جوانان جنگ آور و صف شکن
لیے سر بسر گرز و تیغ و سنان — نہ پروائے سر نہ ذرا فکر جان — یہان فوج کا کیجیے کیا شمار — سواران جنگی تہتے شصد ہزار
صف جنگ آراستہ جب ہوئی — رہ صلح مسدود پھر سب ہوئی — وہ آگے ہوا کاویانی درفش — کہ تھا یک قلم سرخ و زرد و بنفش
سوار است گرد دلاور قباد — سو چپ وہ کشا سو خم نہاد — وہ سام و نریمان و قارن دلیر — کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
بجاے تعین تھی قائم سیاہ — منوچہر تھا رونق قلب گاہ — اودھر سے تھے وہ دو فرزند شیر — پے رزم لائے سپاہ گران
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد — دو مین دو فرون آئے دو ان مثل باد — قباد دلاور سے کہنے لگا — منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
کہ اے بے پدر خود کہ تہ تجھے — ہوئی دختر بے تیری نازاد — تو زنہار اس بات سے مت نہو شاد
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب — کیا تور اور سلم نے یہ کام — کہ دونون کو لعنین کریں خاص و عام
تمہاری وہ محفل مین لایا نباہ — یقین جانو تم اگر زیر فلک — رہی تا یہ لعنت قیامت تلک
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اسنے دیا — دمین زرمگہ سے پھر آیا قباد — حضور منوچہر فرخ نہاد
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا — یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ — لحیان ہو تراد و گہر یدہ تنگ
کرون قتل مین سلم اور تور کو — جواب پھر گیا تور میدان سے — امان اُسنے پائی ذرا جان سے
رکھین جنگ کو آج موقوف ہم — پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ — گیا بس وہین سے آرامگاہ
ہوا خیمہ زن دشت مین وقت شب — سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ — دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
سواران جنگی و مردان کار — وہ دونو ستمگار بھی لے سپاہ — ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ
ہوا گرم بازار کین و ستیز — جوانون کا سر اور گرز گران — دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ — ہوئے کشتہ تیغ آوران بیشمار — زمین خون سے ہوئی لالہ زار
ولیکن بتائید لطف الٰہ — ہوے تور اور سلم بس دردمند — کہ آیا نظر انکو اپنا گزند
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم — کہ غالب رہی آج فوج غنیم — سوا سوا سطے صلحت ہے یہی
منوچہر پر اج شبخون کرین — تہہ اُسکو ہم زیر گردون کرین — کہ آیا ہے وہ بدنہاد ان پلید اور کر
شبخون کا رکھتے مین وہ عزم جزم — کیا چاہتے مین وہ غفلت مین رزم — کہا ہوشیردار لشکر سے اب
غرض سونچ کر اُسکو پسر سیاہ — کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ — لیے ساتھ اپنے پرے کارزار
گئی نصف سے رات جس دم گذر — جہان تیرہ بس ہوگیا سر بسر — سواران جنگی لیے سو ہزار
بعزم شب خون وہ آیا جدھر — خبردار پائی سپہ سر بسر — طرف اپنے لشکر کے اب آئے
ولیکن نہ زنہار پایا نزار — ہوا گرم ہنگامۂ کارزار — ہوا غرق خون یہ ہزارون جوان
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو — کمینگاہ سے تب شہ نامجو — کے قتل اگر تب کینہ خواہ
جہان تور بد کیش تھا رزم ساز — دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز — تو غالب اُسکے ہوئی جان دور
اُٹھایا وہین اُسکو بس زین سے — لٹایا زمین پر سر کین سے — حضور فریدون روانہ کیا
سو سلم آیا اودھر سے شتاب — ہوا تور پر فتحیاب — گہ یزدان وہان سے ہوا بیدرنگ

گیا بھاگ کر درمیان حصار ۔۔۔ ہوا جاکے محصور وہ نابکار ۔۔۔ منوچہر بھی سوئے حصن تہین ۔۔۔ گیا لیکے فوج اور کعبہ اور ہین

نگہبان ثور کا کواک گرد تھا ۔۔۔ دلیر و جوان مرد جنگ آزما ۔۔۔ سوے رزم و پرخاش مائل ہوا ۔۔۔ منوچہر کے وہ مقابل ہوا

پھر اک تیر مارا بہت زور سے ۔۔۔ گر یہ منوچہر کے آن کے ۔۔۔ منوچہر نے کھینچکر وہین تیغ ۔۔۔ لگائی شتر غم پر بے دریغ

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی ۔۔۔ ہوا شہ غضبناک پھر اسگھڑی ۔۔۔ کمر بند اسکا پکڑ کین سے ۔۔۔ سر خاک پر گا اسے زین سے

تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک ۔۔۔ سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک ۔۔۔ لگا کہنے پھر شاہ فیروز چنگ ۔۔۔ کرو قلعہ کو کعبہ کر خوب تنگ

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار ۔۔۔ تہا قلعے مین پھر صبا کا گذار ۔۔۔ رہا سلم مدت تلک قلعہ بند ۔۔۔ ہوا ننگ زیر سپہر بلند

منوچہر نے اسکو بھیجا پیام ۔۔۔ کہ بس تیری ترکی ہوئی ننگ و نام ۔۔۔ ملا دونگا تجھکو تہ خون و خاک ۔۔۔ بنا مردی آخر تو ہوگا ہلاک

اگر شیر دل ہی تو اے پہلوان ۔۔۔ تو مت جان دے کچھ تامل سکان ۔۔۔ مقابل ہو اسکے تو مت جان دے ۔۔۔ خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب

یہ سنکر اسے غیرت آئی وہین ۔۔۔ وہ غیرت سپر رزم لائی وہین ۔۔۔ نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار ۔۔۔ دلیرانہ آیا پے کارزار

منوچہر شہ نے سب پر لطف و خوشی ۔۔۔ عنایات شاہانہ مصروف کی ۔۔۔ کیا خم شصیر اسپر رہا ۔۔۔ کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان ۔۔۔ ہوا تب عنان تاب شاہ جہان ۔۔۔ سپہدار خاور کا تھا لاڈلا ۔۔۔ وہ آیا حضور شہ بے نظیر

پیادہ ہوا وان منوچہر کو ۔۔۔ کیا پھر قدمبوس باصد خوشی ۔۔۔ سر رحم آیا وہین شہریار ۔۔۔ کیا آنے پیمان وعہد استوار

بٹھایا منوچہر کو تخت پر ۔۔۔ رکھا اسکے تارک پہ تیہم زر ۔۔۔ غرض سلم اور تور کی فوج کو ۔۔۔ وہ لایا حضور شہ نام جو

جہان سے ہوئین مقتضی آجکل ۔۔۔ کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل ۔۔۔ جو تھا منصب اسکا وہ قائم کیا ۔۔۔ زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

پھر آخر فریدون جہان سے گیا ۔۔۔ وہ سرو سہی گلستان سے گیا ۔۔۔ جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا ۔۔۔ فریدون پیادہ گیا پیشوا

ہوا پھر بفضل خدا سے کریم ۔۔۔ منوچہر بھی بادشاہ عظیم ۔۔۔ جب آیا وہ ایوان شاہی مین تیز ۔۔۔ فریدون نے باصد نشاط و طرب

کیا شام کو اپنا مختار کار ۔۔۔ کہ تھا کاروان وہ بیل نامدار ۔۔۔ کہا پھر بہ سام و نریمان سے ۔۔۔ کہ اپنے نبیرے کو سونپا تجھے

یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد ۔۔۔ کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد ۔۔۔ بہت پند دی پھر منوچہر کو ۔۔۔ دعا دی کہ تا ہم جہان مین تو ہو

جہان مین تو فرمانروا ہو صدا ۔۔۔ یہی آرزو ہی یہی ہی دعا ۔۔۔ بسان فریدون کیا عدل و داد ۔۔۔ ولے نام نیکی رہے جاودان

## داستان تولد شدن پسر بخانہ سام و پرورش نمودن سیمرغ نام نہادن نبیرہ و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر ۔۔۔ تولد ہوا گل رخ و سیمبر ۔۔۔ سفید اسکے اندام پر مو تمام ۔۔۔ اگی دایہ یہ دیکھکر پیش سام

یہ کہنے لگی تجھکو اے نامور ۔۔۔ خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر ۔۔۔ کہ ہے یہ چنین سرو قد لالہ رو ۔۔۔ ولے مثل خارا کے یکسر ہین مو

وہین سام نے آکے دیکھا اسے ۔۔۔ ہوا خوف و اندیشہ پیدا اسے ۔۔۔ رکھا اسکا مان باپ نے نام زال ۔۔۔ تعجب تھا صورت پہ اسکی کمال

یہ کہتے تھے وان موبدان خلیق و قام ۔۔۔ کہ یہ فعل ہرگز نہین پور سام ۔۔۔ پرندا دیا دیو ہے یا پلنگ ۔۔۔ پرخلعت ہوا انسانی بے درنگ

یہ سنکر ہوا سام یل شرمگین
اٹھا لیگیا زال کو بس وہین
سوکوہ البرز آلا آسے
شبستان مین اپنی نکالا اُسے

رکھان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
دیکھا یک وہ سیمرغ اُدھر کو گیا
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
بڑا ہی سر خاک روتا ہی زار

ہوا مہربان رسم آیا اُسے
اٹھا آشیا مین چھپایا اُسے
طرح اپنے بچون کے با صد خوشی
نگاہ پرورش کرنے وہ زال کی

یہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کہ بچون کی بھی اک محبت ہوئی
وہین رہنے تجھے باہم مدت ہوئی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد

کوہی کلکے وان اتفاقاً اُدھر
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا
محبت سے اپنے اُسے سکو رکھا

یہان شام کو خواب آیا نظر
یہ کہتا ہی کوئی کہ اے نامور
ترا پور زندہ ہی اور شاد ہی
یہان مین بخوبی وہ آباد ہی

ہوا جبکہ بیدار رہ پہلوان
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
کہ ہی پور دلبند انکھون کا نور
خوشی سے پھر اُسکی خبر کے لیے

پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
کہا ایک نے یہ کہ اے بے خبر
رکھا دو تو انکو نے فرزند کو

کیا خوار یون پور دلبند کو
سپیدا سکے مو ہین اگر سر بسر
تو نا حق سر کابلستان سے ہے
نظر مین ترے گو ہے فرزند زار

کہ تیرا بھی بیضہ سر بر سر ہے
دل مین رہی کچھ نہ مجبوری یہ
خرو شان ہوا دیکھکر یہ خبر
بہت زار و گریہ یہ اُسنے کیا

خدا سے وہان آسنے کی التجا
ہوا احوال پر اُسکے لطف خدا
پدیدا ہوئی اُسکی یکسر مراد
سنا قصہ خواب اُسنے تمام

وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام
کیا پاس و دلدار وان نے بھی
بہت عاجزی سام نے کی بہت
اُسے آیا محو خرام یل سام محو

پھر اور سے سیمرغ نے زال کو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
ہوا بھر یل سام نریمان مین
کروں تیری تعلیم صبح و مسا

جو مشکل کوئی پیش آوے تجھے
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
پھر اوسنے کہا مجھکو محبت تری
حضور منوچہر پھر زال کو

زیادہ ہی مجھکو محبت تری
طلب کرکے انجم شناسون کو وان
ترا بندہ ہون ای شہ نامور
سوگردش انجم و آسمان

دل میرا ہی اپنے تجھے وہ شاد کام
ادلیر و شجاع و قوی پہلوان
کہ تجھکو رکھون جاودان باوقار
کرم سے عنایت کیا زال کو

ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
جہان مین تفاخر دیا زال کو
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
شبستان مین اپنی نکالا اُسے

سنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
بڑا ہی سر خاک روتا ہی زار
حقیقت گزارش کرو ملک سب
نگاہ پرورش کرنے وہ زال کی

جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
سلاح و زر و خلعت پر گہر
محبت سے اپنے اُسے سکو رکھا

زیادہ کیا اور بھی اقتدار
یہان مین بخوبی وہ آباد ہی

آسے حاکم شہر کابل گیا — حضور جہاندار سے سام گیا
جو زابل مین پہونچا بل نامور — ہنرپروران جہاندیدہ کو
کیا سام نے ہر طرح سے طلب — یہ کہنے لگا وہ بل نام ور
کرو تربیت زال کو روز و شب — بتاؤ اسے داب شاہی تمام
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو — بفرمان شاہ جہان ہر رزم
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو — تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما — ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ریاست غرض ملک کی خوب کی — ہوئی پھر اُسے آرزوئے عروس
سپہدار کابل جو مہراب تھا — وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
اور اس دلستاں کا تھا مرزوبا نام — خرومند و دانشور و نامور
تو مہراب نے پھر بلطف و صفا — طلبگار دختر کا مہراب کی
رکھا جاے تھا وہ مبدم اُسکا دام — گرفتار غم وقت زادن ہوئی
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان — جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
کرے جسکی ہیبت سے غالب تہی — شکم مین ہی اک بچہ پیلتن
یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب — شکم سے نہ نکلے گا یہ تب تلک
سیابان کی لی اُسنے پھر وہ راہ — رہے جان کی خیر اے مہربان
پھر اُس جا سے کر پہلوا اسکا تو چاک — پلایا وہ زن کو تو بے ہوش کر
غرض زال نے پھر پلاکر شراب — کہ ہو تندرستی بفضل اگر
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن — تہایا تھا سیمرغ نے جس طرح
مبادا وہ رودابہ ضائع ہو غم — روان اشک کرنے لگی پھر وہ مین
وہ کودک تھا صورت مین بے مثل سام — ہوئی تندرستی سے وہ رشک ماہ
سو پیکر رستم شیر خوار — شتابی سے بھیجی حضور پدر
تحائف بہت زال نے بعد ازان — بجا ہی جو کہیے اسے شیر نر
یہ سنکر وہ مسرور شادان ہوا — کہ پیدا ہوا رستم نام جو
وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر — اگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
علوم اُسکو آنے لگا دلپسند — تو شیر اُسکو دیتے بزو گاو و گا
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار — تعجب مین تھے مردم خاص و عام
کیا اس طرح کودک پیلزور مند — رہے لوگ حیران اُسے دیکھکر
سو گرگساران و مازندران — تنومند تر سام سے ہوویگا
مرخص ہوے ہوکے شاہان کمال — فواست شناسان سنجیدہ کو
خراست شناسان سنجیدہ کو — کہ اے اوستادان صاحب ہنر
ہنرپروران جہاندیدہ کو — کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
ہنرمند ہشیار قابل کرو — سو گرگ ساران مرا اب ہمرزم
کہ اے پور دانا و فرخندہ خو — تو دادو دہش خوب کرنا یہان
سو کشور گرگ ساران گیا — رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
بہت خلق نے پائی آسودگی — ہوئی میل خاطر بسو سے عروس
سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا — وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
سمن بر صنوبر قد و لالہ فام — ہوا زال جہدم بعیش و خوشی
کیا زال سے دخت کو کتخدا — غرض حاملہ شک گلشن ہوئی
کہ بچہ کلان تھا درون شکم — ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
کیا زال نے ماجرا سب بیان — ملولا کہا اے سرور انجمن
ہنر برد مان سہل اور دیو بھی — نہ چیرو گے پہلوے زن جز بلک
کہ تدبیر فرمایئے کچھ شتاب — وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ — کیا زال نے پھر کراب دو تر
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک — لگا اُسکے پھر خسم پر سیگیاہ
کیا مست رودابہ کو پھر شتاب — کیا جاک پہلوی زن اسطرح
جسے دیکھ حیران سے ہر دو زن — بہن ایک رودابہ کی نام شین
کیا طلعتین زال نے اسکو تب — لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
رکھا رستم اختر شناسان نام — شبیہ پسر زال نے کھینچکر
نگر کر کے بولا وہ سام سوار — بعینہ مری شکل ہی یہ پسر
خوشی سے یہ سوے کابل روان — یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
برنگ گل تازہ خندان ہوا — بجالا کے شکر خدا ے کریم
اُسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر — کبھی بہتی باقی جو کچھ بچتا
تو پھر پانچ آنے لگین گوسفند — وہ کھا جاے تھا گوشت آنکا تمام
بخوبی ہوا سپرد وہ سوار — لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر
ندیکھا کہین زیر چرخ بلند — یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
بفرمان فرمانروا ے جہان — سر رزم تھا شام جنگی شعار

یکایک دل سام آیا ادھر
کہ دیکھے رخ رستم نامور

روان ہو کے کابل سے محراب بھی
سوزابل آیا بلطف و خوشی

قریب آکے پہونچا وہاں سام جب
گئے پیشوا زال و محراب تب

اور اک سر پر رستم کے تھا تاج زر
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر

فرود آئے گھوڑوں سے محراب و زال
یہ چاہے تھا پھر رستم خوش سگال

کہ اے پور تکلیف مت کھینچ تو
تفاخر ترا ہے مری آرزو

ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
سوراست بیٹھا وہ زال آن کر

بصد لطف سام پل سلطنت
ہوا ستم رستم کے گرم سخن

کہ اے پہلوان جہان شادرہ
جہان جب تلک ہے تو آباد رہ

نہیں چاہتا خواب و آرام کچھ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ

خدنگ و سنان گز و شمشیر بن
تن بدسگالان کرون غرق خون

کیا ایک تب جشن طرب
ہوے بادہ کش نغم عشرت طلب

نہین زال و رستم سے کچھ خطر
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر

وہان پھر کرے کون لشکر کشی
رہے پھر کسی طاقت سرکشی

وہ اس یاد گوئی سے تھا شاد کام
تبسم کنان اسپہ تھے زال سام

اودھر کا کیا قصد پھر سام نے
قور خصت تا دھر جا ہی آرام نے

کہ بھیجا انھین سام فرخ سیر
روانہ ہوا پھر سوے باختر

منوچہر شاہ جہانگیر کا
وہان مست پیل سفید ایک تھا

لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے فغان
کیا مردمان نے یہ آسدم بیان

بہت خلق کو اس سے پہونچا گزند
دوان ہر طرف ہے وہ پیل بلند

لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
چلا سوے بازار مانند شیر

شب تیرہ ہے اور ہاتھی چھٹا
تو ایوان سے اسوقت باہر نجا

کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا

گیا سوے پیل دوندہ دلیر
ہوا جا کے نعرہ زنان مثل شیر

کیا کام آخر جب اس پیل کا
تو بھیجا پلٹتے سوے ایوان گیا

سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا اور خوشی کی ہین

کہا دل مین اپنے نہین کچھ عجب
جو خون نریمان یہ لیجا کے اب

کسی طرف ہے ایک کوہ بلند
اور اس کوہ پر ہے حصار بلند

کہین ایک سنگ گران تلخ جو
انریمان کے سر پہ گر آن کے

محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے زابلستان

وہ پہونچا ولے سام سے پیشتر
ہوا غلام رستم کو وہ دیکھکر

بہت خوب تھا ایک پیل بلند
سوار آسیہ تھا رستم ارجمند

گئے نیکر وہ سامنے سام کے
تو پھر وہین تعظیم کے واسطے

اوتر پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ بولا وہین سام عالی جناب

یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
رکھے تجھکو دائم بجاہ و وقار

طرف جسکے محراب فرخندہ خو
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو

ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
تہمتن نے دی اسکو پھر یہ دعا

دعا دیکے پھر یون گزارش کیا
کہ ہون بندۂ کمترین سام کا

مجھے چاہیے اب اور زر و خود
نہین مین طلبگار سازنہ سرود

یہ گفتار سن سام شادان ہوا
رخ آسکا برنگ گلستان ہوا

ہوا نشہ مے کا جبین دم ظہور
تو بولا وہ محراب مست غرور

جہان مین ہوا رستم پہلوان
بشمشیر خون عزیزون گزران

کرون تازہ آئین ضحاک اب
ملائون عدو کو تہ خاک اب

یہ آئی خبر سام کو باد آزان
کہ پرزور پھر ہو گئے دشمنان

کہا رستم و زال کو پھر وہین
کہ مت چھوڑو تا تم رہ داد وہین

گئے زال و رستم سوے نیستان
کہ تھا وہ حکومت کا انکی مکان

اٹھانا گہان رات کو ایک روز
یہ سنکر فغان رستم نیک روز

کہ پیل سفید شہ نامور
رہا ہو گیا بندکو توڑ کر

بھرے اس خبر سے جو رستم کے گوش
کیا پہلوانی نے بس وہ مین جوش

وہان کہ اے کودک ارجمند
کہا یون وہ صاحبون نے کیا در بند

اگایا وہین سر پہ دربان کے
نجانا اور اک مشت سخت مکے

شتابان ہوا رستم زور مند
غرض توڑ کر وہ مین وہ قفل بند

گرا خاک پر بس وہ پیل مہان
جو مارا بزور ایک گز گران

ولے دل مین مسرور و شادان ہوا
یہ سنکر نریمان حیران ہوا

سرود و دست و بازو یہ بوسہ دیا
طلب رستم نامور کو کیا

بیان اسکو کرتا ہون پیچھے ذرا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا

نریمان نے گھیرا تھا اس قلعہ کو
بحکم فریدون فرخندہ خو

گئی جان قالب سے اسکے نکل
پراگندہ وہ مین ہوا مغفل

یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب
کہا زال نے یون کہ اے پورِ اب

یہ سنکر وہین رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
کہ مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند

سیاہ گران لیکے وہ ہمرکاب
نمک کو ہمیرے پہونچا شتاب

سر شام اور راک نمکدان مقام
رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام

کیا اُسنے رستم کو رخصت اودھر
اودہر سے کہا یون کہ اے نامور

تو جاہ گہری کرسکے کچھ وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

کلی اونٹ معمول بار نمک
کہ یہ بار تھی وان وہ ہین صالح

لیے ناقہ ہوا بار نمک مین سوار
وہ ہوا کہ راہ تھے یان تمام

کہ آیا ہوا کارواں نمک
ہوا گرد انبوہ اُنکے گشیر

توہر کوشے سے آئے برنا و پیر
خروشندہ ماندہ ران و شیر

عقب اُسکے سب پہلوان دلیر
ہوئی گرم وان اُنسے بس کارزار

مقابل ہوا کوتوال حصار
گریزان ہوے سب نگہدار و

ہوا کشتہ آخر جو سردار وُ ژ
کہ دیکھی نہ تھی مرد مانے کبھی

عجب طرفہ تر واقعی اجنبی تھی
اور اُسکی ہی دیوا بھی سر بسر

جو دیکھا کہ ہی سنگ خارا کا گھر
کہ یہ کارِ انسان نہین ہے یزدان

لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان
کہ ہمسر مہین جسکا ہیچ بہرین

کیا تا یہ قصہ تمام حسین
دلی سکا ہو رستم نہ شاد و کام

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

کیا تونے تسخیر حصن حصین
وہان سے تو پھرا اس طرح آستا

لگا کہنے اب قلعہ اُسکی خراب
روانہ ہوا جانب سیستان

جو پہونچا پیامہ تو وہ پہلوان
نثار اُسکے سر پر لیا سیم و زر

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا

غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا
ہوے اہل ایران خرم طرب

سنا کارنامہ جو رستم نے جب
وہ تھا شش نو در بخت منوچہر پدر

بہوے منوچہر آتا ہون پھر
خود و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذرے بشاہی صد و بیست سال
لگے کہنے شاہ منوچہر کو

تو پھر آئے اب تیرے رحلت کے دن
یہ سنکر جہاندار کشور کشا

کہ مین ہون کمر بستہ سوے عدم
تو مت چھوڑ یو رسم و آئین و راہ

شتابندہ ہو سو کوہ بلند
نریمان کا خون لیکے ہمراہ جلد

یہ پہونچی خبر سوے مازندران
کہ رستم ہوا جانب قندروان

وہان جنگ کی اُسکے درپیش تھی
بسوکیدست موتوف سے رکھی

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوے گرد اُس قلعے کے نعرہ زن

پھرا اُنسے ناچار وہ پہلوان
روانہ ہوا سو مازندران

اکیلا پہن کاروان کا لباس
اگر قلعے مین جائے تو ہے ہراس

کہ بندہ کرون جہاں کے بیخ حصار
نہ ہون کاروان مین وان زندہ اک بکار

بجائے شتربان تھے پہلوان
ہراک گرد تھا صورت ساربان

درو پہونچا پیو پنجا یل نام اور
خداوند در کو یہ پہونچی خبر

وہین آنکے لیے گئے مردمان
گیا قلعے مین جبکہ وہ کاروان

ہوئی رات جسدم کہ تارِ کتیر
تو پھر پہر جنگ سنے باندھی کمر

خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ

بشمشیر گرز و سنان و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

دلیران تاراج در کو گیا
بہت مال و اسباب اُسکے آیا

گیا پھر وہان رستم نامدار
سو خانہ حکمران حصار

سوا اُسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہوا شاد باز

لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
کہ اے نامدار یل نام جو

جوار شاد ہو سو بجا لاون این
رہون اب یہان تا وہان آون مین

یہ پاسخ لکھا اے خجسته پیند
رہے چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور

فتحنامہ دل کو میرے نگلشن کیا
رد ان نریمان کو رخشن کیا

کہ دیدار کا ہی ترے مشتاق
جدائی ہجر تیری ہی بہت مجھکو شاق

گیا زال یا صد طرب بیشمار
بصد شوق اُسکو بغل مین لیا

سو سام رستم نے نامہ لکھا
رقم مژدہ فتح و نصرت کیا

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی

ہوا دل یہ ہراک کا امیدوار
کہ سارے بداندیشان بدخوار

یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر
اگر اے شاہ دانشور و نام جو

ملک کرکے فوذر کو کہنے لگا
رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رسیو مدام — نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام — جہان میں ہوئی تازہ اب یہ خبری — ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سو ہے خاور زمین — کیا خلق نے اختیار اسکا دین — وہی مرسل خاص یزدان پاک — کیا اُسنے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہو جیو اس سے پرخاش جو — قبول اسکا کیجیو دین کو — مجھے پیش ہے اب مہم عظیم — ترے اہل توران میں سارے سلیم

رہ کینہ خواہی سے پرہیز جنگ — اگر ے قصد تیری طرف ہے فرنگ — تجھے ہاتھ سے اسکے ہے یہ گریز — تو عاجز ہو بس زیر خنجر بلند

بقصد نبرد آزرہ سر کشی — خبر کیجیو سام اور زال کو — کمک چاہیو اس سے اے نام جو

یل نوجوان یعنی فرزند زال — وہ اس خاندان کا ہے فرہنگدار — کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر گر تا تھا جب یہ بیان — نکچھ اُن دنوں شاہ بیمار تھا — نکچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سر فراز — نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر — جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

## جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی — ولیکن منوچہر کی رسم پر — سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد — غفلت بجور و ستم دل نہاد — نہ قائم رہا خسرو و نام ور

یکایک ہوا اس سے بیزار سب — ہوئی بند یکسر مروت کی راہ — ہوا بند سیم و زر باد شاہ

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال — ہوئے منحرف بلکہ سر دار سب — اکر آوادھر اور یہ ملک لو

ہوا اپنے دل میں ہراسان کمال — سو سام نامہ کیا اک روان — لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

منوچہر شاہ جنتہ نہاد — زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار — کہ کن خلافت ہی سام سوار

یہاں آکے اب تو پہونچا شتاب — وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں — بداندیش ہوا اور ایران زمین

اُدھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر — تمہدیدگان پہونچے واں پیشتر — کیے سام سے جاکے یکسر بیان

پھر اسنے مین نامہ کیا شاہ کا — تاسف بہت پہلوان نے کیا — شتابان ہوا سو ے ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام — بزرگان ایران گئے پیش سام — جہاندار نوذر ہے بیداد گر

تو بیتاب سر تخت فرماندہی — گزارش کیا یک کے اے نامور — اطاعت کریں ملکے ہم تیری سب

یہ لا یزبان پر یل ارجمند — گرفتار کر شاہ نوذر کو اب — اُسے قید کر ہو مہین شاہ جہان

منوچہر کی دخت ہوئی اگر — کہ نوذر نژاد کیان سے ہویدا — شب و روز کرتا میں فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا — مگر باندھا صاعین بے چارگی — کریں تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہو منحرف اس سے تم زینہار — اُسے بازلا و نگاہ اس راہ سے — بھیجا یا سر عنجر جہان پناہ سے

کیا شاہ سے سب کو گر و یدہ سے — یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان — کہ نوذر سے آگے ہوا کرم جنگ

کیا خلق نے اختیار اسکا دین — سنو آگے احوال پور پشنگ

## جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما — سپہدار اقلیم توران کا تھا — سر افراز تھا نسل سے تور کی

پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب — کہ ہیبت سے جسکی ہو خالی ہوا — اُسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز — کہ اے پور خوش طالع و نیک روز — تھا اُسکا ہمسر کوئی پہلوان

تو نوذر سے جاکے ہو کیونکر دچار — روان سو ے ایران ہو لشکر سیاہ

شتابان ہو تا خیر مت کر رواں
کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنایہ تو افراسیاب
گیا بھول آسائش و خور و خواب

ہوا میل خاطر سو زرم گین
یہ پاسخ دیا باپ کو بھیرو مین
کر شائستہ جنگ شیران ہو مین
سزاوار زرم دلیران ہو مین

کرون جا کے سالار ایران سے جنگ
کرون لشک تسخیر سب بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ
ہوا بند ے غم کے آزاد وہ

پھر افراسیاب اُس سے بولا وہین
ولیکن تنو جہر کے پہلوان
حضور اُسکے حاضر ہون یکسان

اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
نہین ہمسر قارن زال و سام
یہی مصلحت ہی کہ کیجے درنگ

یہ بولا پشنگ اے خرد مند پور
یہ گفتار ہی عقل و دانش سے دور
شتابی سے کر کار نوذر تمام

یہ سنکر سپہدار افراسیاب
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
جوانمرد شایستہ کار زار

بشمشیر و گرز و ستان و خدنگ
کہ حیت باندھے ہوے بہر جنگ
سپے کے تھے سالار با فر و شان

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
کیا سام نے اس جہان سے سفر
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب

خوشی سے وہ ہرو شعرہ نورد
تہماداں مین اُسکے کچھ اندوہ و درد
ہوا عازم جنگ افراسیاب

گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
سواران جنگی صد و چل ہزار
لکھا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ

کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
کہ تا خیر کو راہ دے زینہار
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ

بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
کہ اے پہلوان جہاں ہو کر کین
کہا یون کہ ہمدرد جیسے آ رزو

نہ تا خیر کو راہ دے زینہار
ہوا تا زیان سے نبرد آزما
کہ سردار لشکر کہا با کروفر

کہ اے پہلوان جہاں ہو کر کین
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
نہ ہرگز ملا بگار آرام تھا

ہوا تا زیان سے نبرد آزما
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
جو کھائے تو دے جان بہنگام حرب

وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
پھر اتنے مین وان سپہ ہوئی بشکار
ہوا ساتھ بدخواہ کے زخم خواہ

کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
تو قارن نے جنگ افراسیاب
کسی کو کسیکا تھا کچھ بھی درد

پھر اتنے مین وان سپہ ہوئی بشکار
سپے لیکے آیا پے زرم گین
وہین پھر کے سوے آسمان نگاہ

تو قارن نے جنگ افراسیاب
نہ جان کا تھا اپنی کسی کو دریغ
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو

سپے لیکے آیا پے زرم گین
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

نہ جان کا تھا اپنی کسی کو دریغ
پکارا یہ میدان مین تا جدار
زمین ننگی سر بسر گاشتان

دل اہل ایران کو پہونچی شکست
تو اگر مقابل ہو سیر شتاب
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب

پکارا یہ میدان مین تا جدار
ہوا آنکے زرم جو مثل شیر
جو کشتہ ہوے تا حق یہ خلق خدا

تو اگر مقابل ہو سیر شتاب
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
کرے بادشاہی مو ملیل و نہار

ہوا آنکے زرم جو مثل شیر
اگر اوقت پیکار تھا غنک پر
ہوا کار منجرک بنوک سنان

سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
ولیکن جاندار تھا پر ملال
ہوا زخم کوئی نہ کچھ کارگر

اگر اوقت پیکار تھا غنک پر
کہین سر سے نوذر کے دیہیم زر
پھرے زندگی سے سکو نظر گاہ

ولیکن جاندار تھا پر ملال
کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
وہانسے وہ دیہیم لایا اُٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین — سخن باپ کا یاد آیا وہین — کہا تھا منوچہر نے یہ کہان
سران سپہ کو فراہم کیا — جہاندار نے پھر یہ اُنسے کہا — کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
ملفر اپنی آتی ہین کچھ نظر — کہ لشکر ہے اپنا زبون سر بسر — اگر بھاگیے تو کدھر جائیے
تیقن ہو کہ پھر دشمنان سریر — مجھے یان سے لیجائین کر کے اسیر — یہ بہتر ہے کشتہ ہون میدان مین
جدا ہووے تن سے مرا سر اگر — تو قائم رہے نیک نام پدر — نجاؤنگا میں اب زندہ زندان مین
وے اپنے بیٹون کو رخصت کرو — یہان سے سوے پارس اب بیدرنگ — کہ چرخ تنگ چارہ نہین ہے یہان
وہ فرزند جو توس گشتہم تھے — انھین لیکے آغوش مین پیار سے — رہین زندہ اے سرو سیمین بر
یہ سالار توران کو بھیجا پیام — کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام — ہوے دیدۂ نارگو ہر فشان
رہی جنگ موقوف دو روز تک — رہا لشکر آسودہ زیر فلک — کرو تیسرے روز پھر حملہ جنگ
سواران جنگی مین ویسار — ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار — گیا سوے میدان پھر اپنا کھلا شاہ
اُدھر تھا صف آراوہ افراسیاب — کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب — ہر سو تیز زندہ و کیسہ خواہ
ہوا کشتہ شاپور میدان مین — پرا تفرقہ فوج ایران مین — سپہدار ایران نے گھوڑا اٹھایا
فراہم نہ آیندہ لشکر رہا — نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا — سو ملک پارس شتابان ہوا
روان سوے پارس ہوا تازیان — گرفتار ہون تا کہ سہزادگان — مخالف نے گھیرا حصار بلند
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب — تو فوج اوپر بھیجی کمک کو شتاب — لگی ہونے باہم وہان کارزار
نکلکر ہوا سوے وادی روان — ولے بر سر کینہ تھا آسمان — تو پھر قلعے سے نوذر نامدار
ستیزندہ وہ بھی ہوا نا گزیر — ہوا آخر کار نوذر اسیر — تعاقب کیا اسکی گیا زود تر
بیک گردش چرخ بیداد گر — نہ نوذر رہا اور نہ وہ کرو فر — ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
ہوا بعد ازان جمع افراسیاب — سر بر فریدون عالی جناب — پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال
ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ — گریزان ہوئی فوج سب بیدرنگ — کہ غالب رہا قارن نامور

## فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و عزیز را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا — کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا — روانہ کیے پھر پے کارزار — سواران جنگ آزما سی ہزار
خزروان سماساس نامی یلان — گئے جنکے سالار فوج گران — سنی زال یل نے یہ چندم خبر — کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
مگر کینہ خواہی پہ باندھی ہو مین — زرہ پوش ہو کر لیا گز کمین — کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب
لگھا شاہ محراب نے زال کو — کہ ہون متفق تیرا اے نامجو — رفیق سپہدار زابلستان
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو — تو باہم صف آرا ہوے کینہ جو — یکایک جو مارا سر زال پر
شکستہ ہوا مظفر پہلوان — ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان — زمین اُسکے خون سے ہوئی تر بتر
خزروان ہوا کشتہ جب و قت جنگ — تو آیا سماساس پھر بیدرنگ — نہ ٹھہرا سماساس میدان مین تب

گریزان ہوئی اُسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
گیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پیرو وہ تھے مرد جن
ہر اک کو سلاح وزر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرکے بداندیش کو پایمال
بلند اقتدار و معلے جناب
اُسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا نتک تو اے نامدار
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا رے سے نابل کو وہ نامور
ملکزادوں کے پاس تھی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کہ رہے پر قناعت نکی تو نے بس
دیا پاسخ اُسنے کہ اے تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامداروں کو اُسنے طلب
ولے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہین یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جسے رے کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زعفاس جوان کا جو نام
کہ لے آجز یہ سیستان کو یہان

پر آئینہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
کہ لاوان پکڑ طوس و گشتم کو
کیا اُسنے اغواز اُنکا کمال
سوا اُسکے تھے اور بھی پہلوان
سوا نے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکے فرخندہ فال
کسے تا جور کیجیے ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اُسکو ایران سے پھیر دین شتاب
یہ چاہے تھا ہو عازم طیبہ
تھی ساتھ اُسکے جو ہور زم خواہ
گیا بجنطر بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی تجھکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یون پے کین مکر باندھو اب
دلیر و جوان مرد دانش پژوہ
نہین لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ با شوکت و شان تھا
ہوا کشتہ جب سلم تیر بہ رنگ
وہان خوف سے جاکے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ خود کام

تعاقب کیا زال نے پھر وہین
ہوا پھر وہین سے یہ پاس روان
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
بخوبی اُنھین سیستان نے کیا
ہوا اُنپہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گشتم نادان ہین
جو شاہ زبردست ہونگے بہم
جوان ایک تھا حاکم شہر سے
ملکزادہ عزیرث اسکا تھا نام
کہ مین نے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کرین
روانہ ہوا پھر حکم اس نامہ کو
خبر سنکے اتنے مین افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن مین اُنسے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
سوا اُنکے نسل فریدون سے گر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اُسکا پسر
غرض ہے یہ پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

ہزار و کیے قتل تہ کان چین
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے
رکھو جمع خاطر یہ اُسنے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور گیسہ خواہ
کیا حزم و شاہ تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان مین
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جو نغمہ خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہین ہے کوئی یادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سوزال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پھونچا شتاب
کہ پرخاش کی تھی نہ رزمہا تاب
طرح شعلے کی لپکے پسر پیچ و تاب
مرا تو جہان مین مناقق ہوا
نہین مجھکو دعوی بجز چاکری
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین
شتابا بس سے نوذر کا خون لیجیے
نہین دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
فراری ہوا بادل پر خطہ
جوانمرد و لشکر و خوش لقا
تو یون قارن نامور سے کہا
ہوا وہ مین القصہ قارن روان

## داستان آمدن ملکزادہ زو پسر

## طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زادہ پہونچا وہ جب
دیا زال کا اسکو پیغام تب
کہا یون کہ چلیے سو سیستان

خوشی سے وہین سانحہ قارن کے
طرف سیستان کے ہوا تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
سو ملک پارس روانی سپاہ

گیا شاہ پھر سوا فراسیاب
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب
گیا بھاگ بدخواہ توران مین

گیا خوار ہوا جو پور پشنگ
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
گیا تو نے ایدھے اُسکو ہلاک

ترا بھائی اغریرث نامور
ترے پاس حاضر ہوا آن کر
نہین کام تیرا مرے روبرو

روا تو نے رکھا برادر کا خون
کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
جہاندار زو حسرو دین پناہ

رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
ہوا ناگوار اسکو آرام خواب
یل زال زر اور سب پہلوان

کیا اسنے روز و شب عداوداد
جہان کو رکھا خوب آباد شاد
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل

جہان مین باقبال جاہ و جلال
رہا شاہ فرمانروا پنج سال
گئی جان قالب سے اسکی نکل

## داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
خداوند مدار و رنگ و تاج و کلاہ
مرے تھا پہ پریندہ رای زال

پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
کہ تسخیر ایران آسان ہی اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب
معاف اسنے کرکے کہا یون شتاب
پے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سیاہ گران لیکے پور پشنگ
ہوا سو ایران روان بیدرنگ
لگے زال سے کہنے اے نامدار

پھر آیا سپہ لیکے افراسیاب
گیا چاہے اب تا مدارک شتاب
تسخیر ہی کار جہانمان گرد

مگر کرکے رستم کو اب سرنگون
ادھر بھیجتا ہون مین یہ صد شکوہ
اگر یہ سنکر ہوے شاد سب نام جو

لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
کہ حیران ہون مین کیا کرون کو
ہوا ایک درپیش دشوار کار

تو کار آزمودہ ہین اب تک
کہ ہی ناز پروردہ زیر فلک
تجھے کیونکہ بھیجون پے کارزار

تری مصلحت کیا ہی کہ کہ شتاب
جو ہو تجھکو منظور سو دے جواب
غرض آزماتا تھا رستم کو زال

یہ بولا تہمتن کہ ہیون مرد زرم
کروان خیرہ بدخواہ کو ہی بزم
بہانے پہ زور و دست دراز

کہ دادون اگر اسپ کو فوت جنگ
نہ تجھسے مرے آگے شیر و پلنگ
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر

کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
حضور اُسکے لائے وہین گر سلم

دکھاکے تہمتن کو پھر سر بسر
وہان گلہ اسپ تھے جسقدر
رکھا پشت پر ہاتھ جس پر سے

ولے مادیان ایک تھی سخت جنگ
نگار اُسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
اور اُسکا تھا لک بچہ پیلتن

یہ چاہے کہ گھوڑے کیا فی کمند
کرے تاکہ اس گورخر پای بند
لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان

کمند اسپ مت دو ال ای پہلوان
وہ شبدیز رہم ہو گیا بس تھکا
ہوا دیکھکر خوش یل صف شکن

وہ رخش اجل تھا کہ آیا نظر
ہوا جسکا ہر گز نہ ہمسر دگر
ہوا اُس ولایت مین پھر شہ مطاع

تصرف ہوا شہ کا ایران مین
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

مرے سامنے سے ہٹو دور تو
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
شب و روز تھے شاہ کے خواہان

مہیا ہی اورنگ شاہی و بان
ہوے گرد سب کے فرمان پذیر

کہ مادر ہی کرے کی خرنخوار تر
غضبناک اور مردم آزار تر
کیے اُسنے ہین بیشتر خونخوار
مبادا تجھے بھی کرے سرنگون

تہمتن نے آخر کیو ڈالی کمند
سر خشم لایا وہین زیر بند
غضبناک ہوکر وہین ہادیان
دوان آئی مانند شیر ژیان

یہ چاہے چاہوے تہمتن کا سر
کہ اتنے مین رستم بھی جون شیر نر
ہوا جبکہ میدان مین تعرور نا
تو ہیبت سے خیرہ ہوئی ماویان

غرض خشم خشن تھا نام اُس کرنجا
تواناو زور آور و جست تھا
کمند اُسکے سر پر ہوئی جبکہ بند
لگا کھینچنے تب یل ارجمند

کیا ہوز اُس خشن نے اسقدر
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا
بزور اُسکو قابو مین اپنے رکھا

کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار
بصد کامیابی یل نامدار
درین بیچ پیرزال نے وا کیا
تہمتن کو گنج فراوان دیا

سیاہ گران ساتھ دیگر شتاب
روانہ کیا سوے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر
سنا یا وہ تاب فراق پسر

گیا آپ بھی بعد دو ر روز کے
ملا جاکے بس رستم گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب
کہ رستم ہی کو دیکھ کہان اُسکو تاب

وہ مجھسے کرے ندم کی آرزو
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
نہین اب ہی تسخیر ایران محال

سپہ اُسکی تھی پر دلاور شمار
اور افواج ایران تھی بیقیاس
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ
کہ نادان نہایت ہی گرشاسپ شاہ

کوئی چاہیے بادشاہ دلیر
کہان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کیے ہر طرف مرد مان
کہ ژیان ہو تو مجھکو دو آکر خبر

نژاد فریدون سے کوئی اگر
کہین ہو تو مجھکو دو آکر خبر
کسی نے کیا آنکر یون بیان
کہ ہی کوہ البرز مین اک جوان

فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد ہی کیقباد
ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال
ہوا بند سے غم کے آزاد زال

یہ رستم سے بولا کہ اے نامور
کہ بہادر و خورخش کو زین کر
یہ کہکے روان ہو شتابی سو کیقباد
یہ کہ جاکے اے شاہ فرخ نہاد

تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان
کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت ہی یار دیرینہ بخت
مہیا ہی تجھکو وہان تاج و تخت

زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ
روانہ ہوا سوے البرز کوہ

## روان کردن رستم رہبر اے طلب کیقباد کو البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

آخر کوہ البرز سے کیقباد
کہین آپکے دشمنا مسرور شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر
وہ شہزادہ حیران رہا دیکھکر

لگا تک نہ دل مین عجب ہیجان
تماشای خشم اور گرز گران
ہوا سیل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آوازدی پھر وہین

کہ تندا سقدر تو نہ جلاے جوان
اگر کر ذرا اسپ سے بیٹھیان
وہ بولا نہین مجھکو درکار ہی
وہ بولا کہ اے نامور دودمان

مگر اے جوانمرد فرخ نہاد
مجھے دے نشان شہ کیقباد
تو اُس نامور کا ابھی دودمان
بتایا تجھے کسنے یہ دان نشان

ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون
مکانتک تجھے اُسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان
وہان ہی ملکزادہ باشکوہ

یہ بولا تہمتن کہ اے نامور
پدر میرا ہی پہلوان زال زر
کہا اُسنے مجھکو کہ جاسو کوہ
کہ تو شاہ ایران ہوے نامجو

جوانمرد ہی کیقباد اُسکا نام
تو جاکر کے یہ اُسکو کہو پیغام
بجا شرط خدمت کی لاکر کہا
یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون غلام

پدر پر پدر نام رکھتا ہی یاد
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
تجھے تخت ایران مبارک مدام
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر

ہمیشہ ترا بخت و دولت بکام
آکر کوہ سے آگئے بیٹھیا یہان
دوبارہ سفید آگے ایران سے
کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب

ہوا اسطرف کو ترا اب گذر
یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب

سنجیے مجھے اور مرے باپ کو
غرض سوئے ایران وہ شاہ شاد
یہ سرحد مین پہونچے جب ایلچی آکے
قلون نے کیا تیزہ اسپ روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہے تھے نہان دشت مین شام تک
اُسے اُسنے یکبارگی پنہان رکھا
قباد دلاور کو باکروفر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اُدھر سے سماسآس یاد وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پکارون کہ آیا کے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہو سے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر
اُسے دیکھکر مرد و زن سب وہین
کہ ہی پور زال اور رستم ہی نام
کہ اے طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کمر بند اُسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن وہ ال کمر
اُدھر سے بھی وہین بغرا ن شاہ
گریزان ہوے ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
ہوا یکقیا اب جہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اُسکی قوت کا کیا مین کرون
کمر بند میرا جو تو باوہین
یہ ہی مصلحت آتشی ہو بہم
کیا دیکے وہ نامہ کو نامہ روان

وہ عیار سفید اے یل نام جو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی شب آن کے
کہ سینہ پہ رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو ہوتے تھی زیر خاک
بشغل مے ناب شاہان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سو رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن بس گرم کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز گام
تو کیا اصفیاج سنان و خدنگ
ہو بے مراقبہ اُس سے جنگ آزما
اُٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
وہ چھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
لگا کہ تہمتن کے پیونچی سیاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
وہ ہو مرد جنگ آور و ہوشیار
ہم پنجہ شیر نر اُسکا ہوا
کہ بس رو بروا سکے مین پہلوان
تو مین ہاتھ سے اُسکے چھٹا ہون
نہون کینہ جو کیقباد اور تہم

تو تہمتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

بس اب اُٹھیے تا سوے ایران چلین
قلون دلاور یل با وقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے بس چین چین
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین ہر دو جوان
کیا قصد پھر سوے افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
سماسآس یکسر ہوا غرق خون
مرے دل مین ہے چاون میدان مین
مگر قصد جنگ اُس سے بولا یہ زال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتا و کہ ہی کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور سر پنجہ دکھلاؤ تین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ لیجاے شاہ شاد
بس اتنے مین آپہونچے اسکے سوار
ہزارہ صد و شصت چنگی جوان
اُتر آب جیحون سے پور پشنگ
کہ یہ زانہین ہے تنہ کیے مصاف
بہت یل ہوے ہین ایران مین پہلوان
یل پہلوین رستم سکا ہی نام
سبھا کرکے کیبارگی زین سے
ہوا سو ہوا پیشتر اے پدر
کہی یہ حقیقت جو کیش پشنگ

ترے سر پہ ہم تاج شاہی کرین
طرف سے تمہارے شتاب کے راہنما
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
قلون کے جو ہارا وہین سے پھرا
ہوے بیشتر اس سکان سے روان
یل نامور زال زر تہماجہان
تو پہر زال نے رو بہ رستم وہان
ہوے پہلوان شاہ کے ہم رکاب
گیا سوے میدان پے کارزار
زمین پہ گرا اسپ سے سرنگون
کہ دون غوار دشمن کو اک آن مین
مقابل ہوا اُس سے پہ کسکی مجال
اُسے اسپ سے لاؤن زیر زمین
مقابل تو مجھسے ہوا اگر شتاب
یہ سنکر کیا مرد ان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن مین
رہا وہین قائم یل نام ور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوا کشتہ ہا تہمتن سے رستم کے وان
گیا تحفہ خاطر حضور پشنگ
مجھے رکھیے اس بات سے بس معاف
ولے نسل سے سام کے آپکی جان
زبان اُسکی سے ہی اپنا لشکر تمام
پکڑ لیجیے تعارہ کین سے
ولے اب گذشتہ تو مت یاد کر
تو اک نامہ اسنے لکھا بہ ننگ
سو کیقباد شہ خسروان

حضور جہاندار روشنہ گیا — سپہدار توران کا نامہ دیا — پڑھا کر کے وا شاہ نے سر بسر
اگر تور نے خون ایرج کیا — منوچہر نے اسکا بدلا لیا — ہوا پھر اُدھر عازم افراسیاب
کیا اُسنے یاداش نو دسے بس — نکالی غرض اپنے جی کی ہوس — ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی — بہت فوج کی بس تباہی ہوئی — یہ بہتری اب اشتی کیجیے
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زنہار — برادر ہین یکجدی ای شہریار — موافق فریدون کی تقسیم کے
کرین تازہ پیمان عہد استوار — نہ لشکر کشی پھر کرین زنہار — غرض آب جیحون ہے درمیان
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھیرہین — کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین — اُدھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
نہین عہد و پیمان پہ تم استوار — تمہاری نہین بات کا اعتبار — سر نو اگر پھر ہوے قول قسم
لگا کہنے رستم کو اے تاجدار — نکر صلح اور آشتی زنہار — کیا گر زنے میرے اسکو زبون
یہ سنکر وہ شاہ ہنشہ نام جو — طلب کر کے محراب اوزال کو — ملا یا عدو کو تہ خاک و خون
یہ بولے وہ شاہ قوی چنگ سے — کہ ہی صلح بہتر شہا جنگ سے — کرو مجھکو آگاہ اُس سے ذرا
دیا رستم وزال کو گنج و زر — عنایت کیے خلعت پُر گہر — سپہدار توران سے کی آشتی
بھیجا ملک توران ندون زنہار — کروگا فزون تیرا عز و وقار — ترے جسم کا ایک بھی تار مو
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع — ہوے شہ کے شاہان عالم مطیع — نہ روا نہ کیے جا بجا پہلوان
بھیجا کامیابی و فتح و ظفر — گیا سوے پارس شہ دادگر — نہ فرمان سے پھیر اسر انقیاد
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد — فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد — کہ اک خلق تا حشر شادی مان
یہ سو جا شہنشہ کو یکبار کی — کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی — جہان مین خدا و ند تاج و کلاہ
طلب کر کے بولا کہ کاؤس کے — غریبرز و تمہارا بڑا بھائی ہے — اُنھین ایکدن شاہ فرخ نہاد
معاون رہو اُسکے شام و سحر — کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر — رہو تم شب و روز فرمان پذیر
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار — اطاعت سے پھیرین نہ سر زنہار — بجالاے فرمان شاہ زمین
ہوا سوے ملک عدم شہریار — ہوا سوے ملک عدم شہریار

## داستان جلوس کاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوے بند جب دیدہ کیقباد — تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد — خداوند اورنگ و افسر ہوا
لگا کرنے داد و دہش روز و شب — لگا رہنے مشغول عیش و طرب — جہان پر ورو عدل گستر ہوا
کہ آب و ہوا ہی بہت خوش گوار — سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار — ہوا ایک سازندہ حاضر وہان
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم — ہوا دل طلبگار میدان رزم — یہ سنکر کیا قصد مازندران
فریدون و ضحاک سے پیشہ سے — نہین کم ہی کچھ زور و قوت مجھے — وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
یہ جی مین ہے کشور ستانی کرون — ہر اک ملک مین حکمرانی کرون — کہ تو برباد ہو ملک و تاج و سریر
یہ گفتار ضحاک تازی آفاق گیر — ہوے سنکے حیران امیر و وزیر — اگر تم رہے فرمروا ملک و مال
فریدون جمشید عالی وقار — منوچہر شاہنشہ نامدار — کروں سکہ و خطبہ اپنا وہان
لکھین خوب سی یاد افسونگری — اطاعت مین اُنکی تھے دیو و پری — ولے جی مین کہتے لگے یون ہیرلیک

وہ گودرز و گستہم و طوس جوان — نہ عازم ہوے سوے مازندران — نہیں ہے مناسب یہ بے وجہ جنگ
وہ گرساس گشتہم و طوس جوان — وہ گودرز و رہام و گیو نامی طلیان — وہاں سنتے ہی وے بھی ہوئے تنگ
نہ ہووے کبھی ان سے کچھ بات پر — کیا بچا ہے زال کو یہ ان طلب — کہ بے جنگ کے ان سے کچھ بات کرے
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور — روانہ ہوا سیستان سے ادھر — رقم ہیں سب احوال سارا کیا
طلان سے جہاندار کشور کشا — یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا — کرے حکم آیا ہے کیوان نام جو
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور — یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو — پہ اُنسے کیا زال نے تب بیان
کہ تجسا شہنشاہ بادہ دین — رکھین شاہ کو اس ارادے پہ ور — جب آئے حضور شہ نامور
شنفتہ نے گفتار لطف و کرم — نہ دیکھا کہین اور سنا ہی کہین — لگا کرنے تب زین شہ زال زر
کیا آنسے پیدا کہ مازندران — ہنسا تو شاہ جہانگیر ہو — ولایت ستان تیری شمشیر ہو
کیا زال نے عرض اے تاجور — وہین رستم زال کی ہے خبر — وہ بولا کہ اگر ہی شام و سحر
فریدون و جمشید نے پیشتر — یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہان — کمر ملک گیری پہ باندہی ہے تو چست
کیا نیزہ نے رخ سوے مازندران — ارادہ مرا اسطرف ہی درست — خدا سوی اے خسرو سرفراز
لگے کرنے پھر سب سران سپاہ — رکھین تا کہ اس عزم سے تجھکو باز — طلسم اور جادو وہان بیشمار
یہ پاس آیا شاہ نے زال کو — سنا جبکہ ہے خانہ دیو سار — نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
خدا ہی مرا یار و رود دستگیر — نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے — نہین یہ ارادہ قرین صواب
تو اے زال اور رستم پہلوان — یہ عرض اے شاہ عالیجناب — سنو چرخ و انجم سے نہین ہون مین کم
بدستور ہی اے شاہ کشور کشا — فریدون سے ہے افزون ہی چشم تم — سر دیو سگالان کو پوڑون تمام
معاون مین اسکار ہونگا مدام — طلسم اور افسون کو توڑون تمام — کہ مین بندے ہم اور تو بادشاہ
رفتن کیکاؤس برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان
ہوا نامور ایک میدان تھا — اسے شاہ کاؤس نے یون کہا — کرے کوئی آکے جو تجھسے ہو مینہ تو واہ
تو بھر زال و رستم کو بیجو خبر — کہ سنکر جہاندار کشور ستان — روانہ ہوا سوے مازندران
گیا لیکے وان لشکر بیشمار — بفرمان شاہنشہ نامور — گیا لیکر لشکر کو لے پیشتر
جب آئی حد ملک مازندران — تو پھر وانسے وہ جنگجو پہلوان — زراعت کو یکسر جلاتا گیا
ہوا سامنے جو بہ بزم ستیز — تو کھینچا اُسے بس تہ تیغ تیز — گیا تا در شہر غارت کنان
گلستان سے وہ شہر کم تھا نہ تھا — زن و مرد خوش منظر و خوش لقا — ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
روانہ کیا ہو کے پھر ناامید — کسی دیو کو سوے نیو سپید — کہا یون کہ اب جان سے تنگ ہون
شتابی مدد کر تو اے اہرمن — وگرنہ نہ جاہر ہو یاں ایک تن — یہ سنکر شتابان ہوا وہ بکار
وہ گودرز و گشتہم و طوس جوان — ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ — ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی
یہ آئندہ دل اور حیران ہوے — کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے — کہ تم خوش ہو بے اسطرف آئے

ہوا اس مکانکی خوشآئی نہیں
فضا اس بگستانکی بھائی نہیں

دزیرون نے مجھکو کیا منع تھا
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے

جہان قید تھا شہریار زمن
ہوا پھر میں آخر یہاں آکے خوار

## اسیر شدن کیکاوس و رہا زندران و فرستادن گودرز پیشرو زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن با عانت رستم

بوقت اسیری سوسیستان
طرف سے یہ کاوس کے پھر کہا

کہ پہونچا کے تا زال زر کہنہ
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ

بیان زال سے ماجرا سب کیا
تو دلگیر و وہین ہوا زال زر

تو پائی سزا میں نے آخر کو آہ
گذارین شب و روز آرام سے

یہ پیغا سر نے کہی جب خبر
کہ یکسر ہوئے سست بازو و چنگ

سو ہو قید اور ہم سے وہ جام سے
لکھی تیرے نام اپیل ارجمند

نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
کہ وان میرے جانگداز ہی پدر

قلم نے قضا کی یہ فتح بلند
کہ ہین تین سو سے سپہ نیچے کے وان

دے دوری راہ سے ہی خطر
تو اس راہ سے اے تہمتن نجا

کہ زال نے اس سے اے پہلوان
ہر اک منزل اسکی ہی پر خوف و بیم

کیا دور کی راہ کاوس تھا
بتائید حق زیر چرخ برین

بست داہ مین مین بلاے عظیم
چھوڑا لاون کاوس اور گیو کو

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
رہے ہمقرین تیری فتح و ظفر

کرون قتل وان لشکر دیو کو
سنا ہے تو کیا فائدہ ہو تجھے

تو ہو کامیاب ای یل نامور
کہ آسمان ہی ہے ہمراہ مہین

لگی کہنے درد جدائی مجھے
فتح و ظفریان پھر آتا ہو مین

آسمان کے چھوڑا نکو جاتا ہو مین
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار

## داستان رفتن رستم براہ پر بلاے ہفتخوان برای رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
سر شام پہونچا نیستان مین

دریا چھوڑ صحرا مین پھر خرش کو
کیا صید اک گور کو وان شتاب

لگا کر وہین اسنے کبابی کباب
کیا خواب مین وہ یل ناجو

طرف خرش کے وہین آ بڑا وان
نمایان ہوا ایک شیر ژیان

چبا کر کیا اسکو دا نتونسے پست
اٹھا شیر کے سر پہ سے دو دست

تو حیران نہایت ہوا دیکھکر
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر

بڑا ہی کیا تھا یہ تو نے غضب
تو لے کون چالتا سلاح و سلب

شتابی خبردار کرنا مجھے
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے

کہ اگر تم عنایتکے مین ہر بوسے
کہ اگر تم عنایتکے مین ہر بوسے

نہین چارہ تقدیر سے زینہار
نہین چارہ تقدیر سے زینہار

نگہبان تجھے بارہ ہزار اہرمن
نگہبان تجھے بارہ ہزار اہرمن

روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
روانہ کیا شہ نے اک پہلوان

سو اس پہلوان بے یہان آن کر
سو اس پہلوان بے یہان آن کر

نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن

ہو مین قیدی پنجہ اہرمن
ہو مین قیدی پنجہ اہرمن

کہ والی ہمارا جو کاوس ہے
کہ والی ہمارا جو کاوس ہے

کہ حق نے تجھے روز باز و دیا
کہ حق نے تجھے روز باز و دیا

سو شہر مازندران ہماشتاب
سو شہر مازندران ہماشتاب

کہ ہی جنگ دیوان مری آرزو
کہ ہی جنگ دیوان مری آرزو

مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو
مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو

نہین اسمین ملتا کوئی حیلہ ساز
نہین اسمین ملتا کوئی حیلہ ساز

نہین آدمی کو وے وان پناہ
نہین آدمی کو وے وان پناہ

تو پھر سات دنمین تو ہو پہونچے وان
تو پھر سات دنمین تو ہو پہونچے وان

طلسم اور جادو ستا نکو خراب
طلسم اور جادو ستا نکو خراب

دعا زال نے دی کہ اے پہلوان نہار
دعا زال نے دی کہ اے پہلوان نہار

ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان
ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان

کہ زندان مین ہین ہین بندگان خدا
کہ زندان مین ہین ہین بندگان خدا

روانہ ہوا رستم پہلوان
روانہ ہوا رستم پہلوان

فقط رخش تھا اور وہ شہسوار
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

## احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالیٰ

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر — تو رستم روانہ ہوا بیشتر
خداے تہمتن نے کی التجا — کہ مت رکھ تو بند و نہ سختی روا
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام — تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
ہوا پھر وہ دنبال آہو روان — تو پہونچا جہاں چشمہ تھا پہلوان
کیا گور کو تیر سے پھر شکار — اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
گئی جب گذر نصف شب تک تمام — ہلاتا ہوا اژدہا ناگہان
ہوا رخش گرم خروش و فغان — کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
خطا رخش سے ہو کے ہوا وہ روان — کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیوں
کیا رخش نے پھر جو وہ گلہ شروع — تو جاگا وہیں رستم پیل زور
نہ آیا نظر کچھ جب وہ ماجرا سبب — کیا رخش پر اسنے خشم و غضب
اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا — تو سر تن سے تیرا کروں گا جدا
گیا خواب میں جب وہ پل از جہند — تو نکلا وہیں اژدہا کے مانند
جدھر رخش ہوتا تھا اسپر رواں — اُدھر رخش ہوتا تھا اسپر رواں
پھر اسنے میں بیدار رستم ہوا — وہیں گرم پیکار رستم ہوا
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر — توئی اژدہا کی فقط پشت پر
کرا سنے میں آیا سر پہلوان — وہیں کر کے وا اژدہا دہان
جو دیکھا کہ رستم ہے یوں تنگ — کیا کام کیا خشم سے بیدرنگ
تہمتن نے اک تیغ ماری وہیں — ہوئی خون سے اسکی نیلی زمیں
ہوا اشتہا پانی پیا پاک حسین — کہ آیا تہمتن کے آگے دوان
یہ دیکھا اسکے دل کو پھر آیا قرار — اُتر رخش سے اسنے پانی پیا
ہوا بس وہیں گرم آرام خواب — غضبناک نما قہر تھا وہ بلا
نہاں وہ وہیں زیر زمیں ہو گیا — پھر اسنے میں نکلا وہیں اژدہا
بزیر زمیں ہو گیا نا پدید — خوشی آیا نہ آرام میرا تجھے
روان لیکے ہوں تیغ گر زگران — ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
ہوا تب خروشان و حملہ کنان — ولیری سے ماری ہیں تیغ دریغ
کہ تا ہو دوپارہ تن آخدہا — وہ ناچار سوے عقب ہٹ گیا
دم اژدہا کم فنا آسے تھا — پھر اس اژدہا نے اُٹھایا نہ سر
کہ دانتوں سے پکڑا اسے دوڑ کر — تو کرنے لگا کشمکش پہلوان
ہوا کشتہ جب اژدہا دہان — ہوا اشتہا پانی پیا پاک حسین

## بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا وانسے پھر صبحگاہ — وہ آرا آئی اس روز درپیش راہ
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین — تب آئی وہاں اک زن نازنین
بہت خوب تھا اسکے بر میں لباس — غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام — لگی کہنے تب وہ حسن بت لالہ فام
بیابان میں ہو کے جو آیا ہے نقل — کہ ہوں میں زن صالح حق پرست
یہاں تک وہ محفوظ خرم رہا — فرنگ سر اپر ہوئی تازنین
ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب — زبان پر وہ لایا وہیں حمد رب
سر شام پہونچا وہ ایک چشمہ پر — کہ سبزہ بھی تھا خوب اور آب تر
صراحی سے ہاتھ میں اسکے تھی — نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
تہمتن نے اسکو بغل میں لیا — اور اک جام سے اسنے لیکر پیا
کہ ہو میں زن صالح حق پرست — سنی وہ خداوند بالا و پست
ہوا اسکے رستم مسبب قریں — ہوا راہ نہاں پھر کچھ آشکار
ہوا تیرہ رنگ رخ تازنین — سنایا جو اسکا نام جہان آفرین

تھن پہ شب یا ہوا آشکار — کہ ہم سا حو یا کوئی دیو سار — کیا اُسکو وہ ہین اسیر کمند — غضبناک ہو پھر یل ارجمند
یہ بولا اگر کون ہے سچ بتا — زن ساحرہ ہون یہ اُسنے کہا — قلم تیغ سے کر کے پھر اُسکا سر — گیا خواب مین پھر یل نامور
تو ہو مان سے ہو اصبح دم روانہ — بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان — تو ہو پنچا صعب دشت ہین شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر — سر چشمہ پہونچا یل نام جو — کیا خواب مین وقت شب پہلوان — اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر
وہ طے کر گیا راہ تاریک کو — ہوا وہ ہین بیدار وہ نامور — لگا کہنے رستم سے وہ شتبان — تب آیا وہان دشتبان نگہبان
جڑی ایک چوٹ آن کر پاؤن پر — اکہ جسکے مقابل نہو شیر نر — تصرف مین ہی چند فرسخ مین — کہ اولاد کر دلاور جوان
یہان کا ہی حاکم تمہا ہی دلیر — اگر یہ زندہ ہو یان سے آب و در — وگرنہ جو اولاد آجائیگا — پرندو رنگا رہان بھی گذارین
تو ہو جان سے سیر آیا مگر — کہ ضائع کہین تو نہو گے یہان — یہ سنکر تہمن نے ہو خشمگین — تو پھر پاسے جانے نہین پائیگا
مجھے چھپ آتا ہی رستم سے جوان — کہ نیچ و دندان جگر سے شہر — گیا دشتبان پاس اولاد کے — اپکا مکان اُسکے اُکھاڑے وہین
ملا پنجہ جرا منمہ پہ پھر اسقدر — یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہین — اُسے دیکھکر رخش پر ہو سوار — کیا حال سنے جاکے وقت سے
وہ مشغول صید اگنی تھا کہین — مجھے ٹک بتا نام ہی تیرا کیا — اکہ بے نام مارا نہ جاؤ تو یان — مقابل ہوا رستم نامدار
تو اولاد رستم سے کہنے لگا — قوی زور ہون مثل پیل ژیان — دلیر و نکا زہرہ وہین آب ہو — یہ گفتار سنکر یل نوجوان
لگا کہنے یون نام سیر ہی ابر — کہ آیا ہی تو کون سی راہ سے — یہ بولا وہین رستم نامور — سنین کر کہین وہ مرے نام کو
پھر اول بولا بتا یہ مجھے — سہ منزل مین کین دنو فرسخ سر ہلا — چہارم یہ منزل جو دشمن ہے — رہ ہفتخوان سے مین آیا ادہ
یہ بولا وہین رستم نامور — سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام — تو تو سدرہاے بداندیش ہے
نہ تیغ یکدست اشکر کرون — سوار و نسے بولا کہ کیا رکی — تو بس اوڑ گئے ہوش اُسکے تمام
نہ ہرگز پھرا آپ پھر پیشتر — کوئی پہلوان پیشتر سے تھا — کرو حملہ دوڑا کے اب بارگی
سوار رستم گرد آنے وہین — سپاہ مخالف گریزان ہوئی — اُسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر — کیا پھر نہ آرام رستم نے ران — بیابان مین یکسر پریشان ہوئی
وہین دشت پیما کے خواری ہوا — ہوا گر خجستہ عاجز یل نامدار — ہوا اُسکے دنبال وہ ہین روان
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر — اُسے بند کر وہ پھرا شہسوار — ولیکن یہ چھوڑا اُسے زینہار
کیا کھینچ اولاد کو کر کے بند — پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان — ہوا استراحت کنان تا سحر
ہوے تھے جو زم آوہ پھینچہ راہ — وہ احوال کر تو مفصل بیان — تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہ اولاد کو کیجیے زیر تیغ — بصد عجز اُسنے کیا یون بیان — کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
کرون رائتدن غایت عجز و لابہ — لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ — شقید جہان سے بحال تباہ
تو کشتہ کرونگی نہ ہرگز تجھے — بتائے تو گر جاے دیو سفید — تو بر آئے تیرے بھی دلکی امید

پذیرا کیا اُسنے اس بات کو
یہ ظاہر کیا پھر کہا اے نام جو

مکان ایک ہی در صیانی کوہ
وہان شاہ کاؤس گودرز گیو

گرفتار ہے اور سر کو ہسار
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار

دیا جیکر زندان کا اُسنے نشان
تب اُسپر تہمتن ہوا مہربان

رہا وہ ہین اولاد کو پھیر کیا
ولے قول اور عہد و پیمان کیا

کہا ہون کہ اب رہنمائی تو کر
مراعات تجھپر کرون بیشتر

وہ بولا کہ نزدیک ہی وہ مکان
جہان قید ہی بادشاہ جہان

وہی شہر بانو زندانی ہی راہ
کہ ہی دیو زادون کی آرامگاہ

اور اک دشت پر گرش ہی درمیان
کہ سنگ گران سنگرہ ہی جہان

سوا اُسکے اے پہلوان جہان
ہزار و دو صد فیل جنگی ہین وان

سرا پا ہو تو سنگ و آہن اگر
گذرا اُس مکان سے ہو شوار تر

یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
لگا کہنے اولاد سے پیلتن

کہ ہو را ہبر تو اگر وان تلک
تو وان دیکھنا پھر کہ زیر فلک

کرین ہونگین کس طرح سنگ کو
ملاتا ہون کیونکر تہ خون و خاک

ہوا ساتھ اولاد کے پھر روان
پل پیلتن رستم پہلوان

مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
جہانتک تعلق تہا اولاد کا

غرض اک شب و روز وہ نیکمرد
کہین نصف شب قلعۂ کوہ پر

تہتن کو ناگاہ آیا نظر
کہ آتش ہی افروختہ جا بجا

کہ دروازۂ شہر بانو زندان
یہی ہی کہ آتشین ہے روشن جہان

وہ دیو سپید اور بھی دیو سب
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی

کہ دستور اُنکا ہی ہر شب یہی
یہ سنکر ہوا وہ مسرت قرین

کہا اُسنے ہو تو شہر نزدیک تر
روان یان سے ہونگے وقت سحر

درخت ایک تہا اُس سے اولاد کو
بہم گر چہ تہا عہد اور اختلاط

ولے راہ مین شرط تہی احتیاط

دیا باندہا اور سو رہا نا مجو
روانہ ہوا رستم اُس دشت سے

## بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفتخوان

یہ منزل ہی پر خوف و بیم و خطر
نگہبان ہین اژدرنگ و بیدار رنگ

جہان دیو اژدرنگ تہا وان کیا
دلیرانہ جا کر کیا جب غریو

کہ تا پہلوان کو کرے وہ مین پست
تہتن نے اُسکے ہاتھ اُسکے رکھ کھینچ

سر دیو ناپاک کندہ کیا
پکڑ دوسرے ہاتھ سے اُسکا سر

ہوا وان سے رستم روان شاد شاد
دیا پھینک وان سے سر اژدہا مین

غرض کرکے طے راہ بست و بلند
وہان پر توقف کیا ایک دم

بفکر سلطان ہوا گرد سے
وہان شاہ ایران گرفتار تہا

تہتن نے اُسدم ارادہ کیا
تہمینہ نے پوچھا جو احوال راہ

اولے پہلوان کو نہ تہا کچھ خطر
کہ یکدست توڑے وہ بندگران

کیا تیغ سے اژرنگ کا سر جدا
جو سردار تہا قوم کا بند دیو

مین آیا یہی کرکے دل مین امید
خدا نے دیا اسقدر مجھکو زور

کہ پرخاش بہتر نہین زینہار
کرون قتل سن دیو ناپاک کو

کہ پیدا ہو فی ہمیت تیغ کین
اگر رنگ کی لون ہو مجھ پر ہوس

انھین لاکے حاضر کیا پھر وہان
کہا اور دیوان ناپاک کو

لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن
کہ دیو سپیدا سے یل پیلتن

ہوا شہ کر ہاتھ سے سیر روان — تہمتن روان اُس مکان سے ہوا

بیابان مین تھا وقت شب رہ پیر — پڑا ایک لشکر نظر دور سے

یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا — وہ بولا کہ ہی فوج دیو سپید

کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب — گر اسوقت تو انسی ہو کیونہ خواہ

ہوئی بات تو لاد کی دلپذیر — تو فرمانبری ہم کریں سب یہان

وہ اولاد اور دیو تھا راہبر — وہ اولاد سے پوچھتا ہی پھر کر خطاب

یہ فوج کسکی ہی مجھکو بتا — ہر اک دیو ہوتا ہی کیسا ڈراؤنا

## احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا — جہان لشکر دیو تھا وان گیا

تہمتن کمر سے وہین کینچ تیغ — لگا قتل کرنے وہین بیدریغ

چپ و راست تھا تیغ زن پہلوان — ہوا کچھ خبردار یکدست دیو

پھر آیا وہیل بادل پر آسید — رہی جب نہ زہار تاب ستیز

وہی دیو رہبر ہوا رہنما — سو خانۂ جاے دیو سپید

نکل غار سے وہ مقابل ہوا — سو رستم کرد مائل ہوا

دلیری سے پھر لیکے نام خدا — کیا خشم شمشیر آسیر رہا

بضلمین لیا اپنی رستم کو داب — لگا روز کرنے وہ خانہ خراب

ادھر یون کہے تھا یل نامجو — کہ اب دیکھیے جانبری کیونکر ہو

غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی — ادھر اور اُدھر سے درشتی ہوئی

زمین پر یکایک پڑی جو نظر — تو دیکھی زمین خون سے رستم تر تر

اٹھایا پٹک کر دیو کو — دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو

تکی جو رستم نے پھر سوے غار — تو کشتہ بہت پا کے وان دیو سار

کہ باجان دیو سپید لعین — ہر اک کی تمی وابستہ جان حزین

یہ کہکر کیا پھر کرے نامدار — کچھ الغام کا ہون مین امیدوار

پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا — یل پیلتن نے حوالے کیا

دیا مژدۂ فتح جب شاہ کو — تو شاداں ہوا خسرو نامجو

## داستان برتخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جاودان

ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام — وہ لایا وہان ایک اورنگ زر

ہوا وہ سپہ کاؤس کے جلوہ گر — ہوے ایستادہ پہ راست سب

وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو — کمر بستہ جون بندگان باادب

یل نامور رستم پہلوان — سر کرسی زر تھا جلوہ کنان

رہا سات دن تا کہ جیتن مہر — رہے روز و شب مائل عیش و سیر

فرستادہ کا نام فرہاد تھا — غرض نامۂ شاہ وہ لیکیا

اور اک دیو ساتھ اسکے وانسے ہوا

سنایا سو اسکے اور اک زبد

تو پھر ہو بنظر بفضل آلہ

ہوا رات کو رستم آرام گیر

کوئی خواب مین کوئی بیدار تھا

گیا کرد رستم بھی کرکے غریو

تو یل وان سے دیو وان راہ کریز

نتھا نام کو روشنی کا نشان

کہ دیو سپید لعلین تھا جہان

پہنچ لیگیا سکے نیزہ وان پاک

وہ دوڑ کر اُسنے کرکے غریو

دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

کہ ہون جاں سکے آج مین ناامید

جدا ہو کے یکدم تو دم لین کیا

ہوا دل قوی رستم گرد کا

نکالا جگر دل کیا اُسکا چاک

جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا

جہنم مین ساتھ اُسکے یکسر گئے

کرون حاکم شہر مازندران

کیا پیش کاؤس فرخ نہاد

کہ اے مرحبا آفرین آفرین

شہ جاوداں نے پڑھا کر کے روا
لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما

دلیر و جوا نمرد رستم ہی نام
ہنر ہر اک فنی ہی سدا اُسکا کام

ہوے ساتھ رستم کے جب جنگ کا
تو وہ دونوں کشتہ ہوے بیدرنگ

ہمین ملک اپنا حوالے تو کر
تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر

یہ مضمون پڑھتا جب تو ہو کر خفا
شہ جاوداں نے یہ پاسخ دیا

ہزارون مین یان دیو پیکار جو
قوی بازو کینہ ور تند خو

تو نازان ہی اک رستم گرد پر
یہان ہین ہزارون یل نامور

ترے ساتھ مین نے بُرا کیا کیا
کہ زندان مین تجھکو زندہ رکھا

تو جا خیر سے سوے ایران زمین
نہ ہرگز مرے ساتھ ہو تم لعین

فرستادہ لیکر جواب پیام
پھر آیا حضور شہ ذو الکرام

پڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو
لگا کہنے تب رستم نام جو

یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ

لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
ہماری اطاعت سے اب منہ نہ موڑ

سمجھ کر تو ہی عاقل مشیں بین
کہ پرخاش نہ ہا بہت نہین

وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
رہے پھر نہ تو اور مازندران

حضور سپہدار مازندران
کیا جاکے یون مرد مان بیان

قد و جسم ہی مثل پیل بلند
رکھے ہی وہ پاسل پنجہ و کمند

شہ جاوداں نے وہین پیشوا
زوانہ کیے گرد زور آزما

اُسے دیکے جوالان طرح نیز دیکے
جو نزدیک پہونچا تو جھپٹا اُسے

اشارہ نہین کہنے لگا یون بہم
کہ پکڑو اوین کچھ زور اپنا ہی ہم

تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
اگر ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا

وہ بیتاب و بیخبر ہوا اسقدر
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر

کلاہور آیا غضبناک ہو
اُسے شاہ مازندران نے کہا

مقابل وہین پھر تہمتن ہوا
لگا کہنے یون رستم گرد کو

حضور خداوند آیا وہ مرد
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا

کہا یہ کہ بہتر نہین کارزار
پراگندہ خاطر گرفتار درد

کیا پھر طلب رستم گرد کو
رہ آشتی کر تو اب اختیار

یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہین
گیا حضور اُسکے وہ نامجھ

کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین

روان ہو کے ایران سے آیا یہان
قوی زور ہی مثل شیر ژیان

وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
جہان مین تھا قوت کا جنکے غریو

کہا اُسنے تجھے رزم کی اس سے تاب
تو حاضر ہو یان آ کے اب شتاب

ترے حق مین ہر چہ ہی فرمانبری
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری

کہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا عدو

سوا اُنکے مین پاس ہین شہ سوار
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما

ارادہ کرون گر تو فرصت ندون
بس اک دم مین لشکر ایران کرون

رہائی تری ہو گئی ناگہان
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان

کرونگا تجھے قید گر اب کی بار
نہ چھوٹیگا پھر تو رہیگا اسیر زنہار

سنا اور دیکھا تھا جو کچھ یان
کیا پیش کاؤس یکسر بیان

مجھے نامہ لکھدے کہ اب کی بار
کہ تا جاؤن مین وان فرستادہ وار

تہمتن کی تعریف کرنے لگا
پھر اُسنے رقم وہ ہمین نامہ کیا

نہین تیری لشکر سے ڈر کی ہمیں ہم
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم

اگر آکے حاضر ہو یان ایکبار
تو ملک تجھے پھر رہے برقرار

جو دی مہر کاؤس حسب نامہ پر
روان تب ہوا رستم نامور

کہ آیا ہی پھر اے شہ نامور
فرستادہ اور ایک باکر و فر

قوی ہیکل اک اسپ زیر ران
عجب شان و شوکت کا وہ جوان

یل پیلتن نے جو اُنمین دیکھکر
اُکھاڑا وہان اک تناور شجر

بہت گرد اُسکے تلد دیکے
یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے

کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
ہوا خندہ زن رستم سرفراز

جدا ہو گئین اُسکی رگہا ے دست
ہوا مرد زور آزما وہ ہمین پست

خبر سنکے یہ شاہ مازندران
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہی جوان

کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر
دل اور پنجہ کو اُسکے بشکستہ کر

ذرا مجھسے ہم پنجہ ہو یہ جوان
کہ دیکھون ترا مین قوی زور و توان

اُسے بھی کیا ایک دم مین نگون
کیا اُسکے سر پنجہ کو غرق خون

دیکھا یا اُسے دست آویختہ
کہ رگ اور ناخن سے سب کٹ گئے

کلاہور نے جب کیا یہ بیان
ہوا یہ غضب شاہ مازندران

لگا کہنے پھر شاہ مازندران
کہ تو ہی ہار رستم پہلوان

یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
وہ پڑھکے ہوا پھر نہایت خفا

تہمتن پہلوان لکھے جواب — لکھا پاسخ نامہ اسنے شتاب — کہ ان تجھسے ہو دعوئی ہمسری
ہمارا تو ہو ملک بلکہ فریان پذیر — کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر — ہنر گوئی تیرے بچا کیسوا
تو باہر شہ انداز سے رکہ قدم — نہ پھرا اپنی جا پر روا رکھ ستم — تہمتن نے یون وقت رخصت کہا
شہریاد دے اپنا دیہیم تخت — روانہ ہوا کیکے دشوار و سخت — حضور شہنشاہ کاؤس جب
کہ کیجے اب آہستہ سازِ جنگ

## جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفریاب شدن

ادہر سے جہاندار گیتی ستان — ہوا آکے رستم سے جوبی جنگ — لگا جبکہ اک زخم کوک سنان
صف آرا ہوے ہاکے سیدان مین — کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو — ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
کوئی دیو جو تھا وہان سیہ رنگ — کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش — ہوا گیر ہو کر غبار زمین
شہ جادوان نے کہا فوج کو — ہزاروں تن اکدم مین بے سر ہوے — بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
ہوا حملہ آور ہو سارے سپاہ — یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب — کہ یارب مرے ہمقرین ہو ظفر
کھڑے اسکے آگے کیے پہلوان — کہ ہو فتح تیری بفضل خدا — یہ سنکر شہنشاہ فوج نہاد
سنا ماجرا سے گریز آسدم ہوا — اگر فوج مازندران کو تباہ — تہمتن سوے شاہ مازندران
پیل پہلوان لیکے اس نیزہ کو — کیا گزر سے اسنے ہر اک کو پست — اشارہ ہوا راہ جب سر بسر
ہو دیکھا وہ کوہ گران سدراہ — طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا — وہین گیو نیزہ وہان لیگیا
ترے ساتھ جب لیکے گرز گران — نہ بادو سے سکے ہوا رزم جو — وہ قوت ہی جادو کی آہنگ جنگ
اگر اس رزم سے ہوے اغراق تو — تو حیران رہا رستم کینہ خواہ — ہوئے یکجا وہین شاہ کاؤس کو
لگا کہنے پھر شاہ مازندران — ہوا رزم جو شاہ مازندران — تو بینے کیا رخصم نیزہ رہا
ہوا شاہ مازندران سرنگون — ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ — ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
کہ جتنے ہین ایران زور آوران — اٹھا لا زمین اس کو کوہ کو زود — یہان سخت حیرت مین سب آگئے
ہلا لی اٹھا نے سے سب ستوہ — پھر آخر کو وہ رستم پہلوان — یہ سنکر وہ روز آوران سر بسر
نہ اوزار سنگر شہ جادوان — خوشی سے سر رستم نامدار — اٹھا لیچلا واان سے کوہ گران
ہوئے دیو سب اسپر جون شیر سوار — خروشان ہو جون شیر شرزہ سنگ — بہت گوہر و زر کیا واان نثار
کہ تا سوے مازندران آورین رو — وگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر — تہمتن یہ بولا کہ ہان سیدنگ
کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا — لگا کہنے کچھ اسمین لا یہ باک — کرون ٹکڑے لے کیکے تیغ و تبر
وہ آیا تو بولا زر و طمطراق — ہوا کشتہ ہیوا شاہ مازندران — ملا و اب اسکو تہ خون خاک
روان ہو جب جیشوق سے سیدرنگ — بفیروزوی و فتح شاہ جہان — ہر نہیت بڑی فوج کے درمیان
اوسکے سپہدار مازندران — ہوے سرد م شہر دیوان تمام — ہوا داخل شہر مازندران
ہوا حشر برپا پھر اک آن مین — پر ستار شاہنشہ ذوالکرام

بہت مال آیا وہان مال و گنج — ہوا دور یکدست سب دسے رنج
جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا — سو بخشش وجود دہائل ہوا
کنیز و غلامان زرین لباس — بصد عجب و تحفت بیقیاس
پھر اولاد کو با نشاط و طرب — حضور جہاندار کرنے طلب
بہت شاہ نے کی خدمت و چاکری — یہ ہم لائق عزت و برتری
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو — زروے عنایات اولاد کو
وہ گشتہم اور توس عالی وقار — وہ گودرز اور گیو جنگی سوار

سپاس عنایت و لطف خدا — جہاندار کاوس لایا بجا
زر و ملک و اسپان و بازرین و زر — دُرِ بے بہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز — ہوا پہلوان کا فریدون امتیاز
کیا عرض رستم نے اے پادشاہ — یہ اولاد ہے بندۂ نیک خواہ
حکومت یہانکی اُسے دیجیے — جہان مین سرافراز اب کیجیے
کیا حاکم شہر بازندران — فزون کی وہین اُسکی توقیر و شان
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما — از و ملک اُنکو عنایت کیا

## داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن بتائید اقبال فیروزی بجست

جہانداران سے لیا تاج و تخت — شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تو پھر سوے ایران نہم و ظفر — روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی — بلندا قتدار زبردست ہی
کیا جسنے تسخیر بازندران — مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز — حضور اُسکے بھیجا ہر سم خراج
اطاعت پہ جسنے نہ باندہی کمر — مکان تک تو اُسکے اکھڑ لیے
نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران — تو کی شاہ نے اسپہ لشکر کشی
کیا اسقدر پہلوانون نے جنگ — حضور برقدو قتل خونخوار نہ فام
جہاندار اُسکا ہوا خواستگار — ہوا شاہ کاوس پھر مہربان
رہا ملک ہاماوران برقرار — یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے — مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال سے بات کو — مرے باپ کا کچھ نہین اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہی — کہ ہرگز نہین خوب جانا وہان

## داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار — لگے ساتھ اُسکے سب نامدار
وہان سات دن رونق افزا رہا — نہ وسواس واندیشہ ہرگز کیا
تمامے سالار ہاماوران — جو کچھ شہر یار خدمت تھی لایا بجا
کہون کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا — کیا بندگی زر و اسپ و توس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ — اسپہ لیکے تورانسے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران مین — اطاعت نہ کی ترک نے اختیار
گئے زابلستان مین رستم کے پاس — سوے تا کہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا — تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا — سنا ہوگا احوال مازندران
سیہ شاہ مازندران بھی ہلاک — ملے دیو سرکش تہ خون و خاک — کہ ہین یہ لازم کہ کاؤس کو
وگرنہ سواران زابلستان — خواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران بر رستم — پہنچوڑینگے ہاماوران کا نشان

ورروانہ شدن رستم بہاماوران وجنگ کردن وظفر یاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی — نہایت ہی دشوار اب مخلصی — توہوگا گرفتار اک آن مین
پڑھا جبکہ نامہ کا اُسنے جواب — تو پھر زابلستان سے چون موج آب — ہل پہلوین لیکے فوج گران
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا — شہ مصر و بربر کو یاور کیا — تہمتن سے اگر ہو سکے کینہ خواہ
کیا پہلوان نے مبارز طلب — کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو آئے — کیا زرم سے اُسکی سنکے حذر
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب — گئے پہلوانان بھی ناچار تب — ولے جبکہ رستم نے یکبار کا
سراسیمہ وہ ہین گریزان ہوے — یلان ہر کشور ہراسان ہوے — صف اہل نہ کوئی ہوا زینہار
جو دیکھا کہ میدل ہی ساری سپاہ — تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ — مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سوے تارک سرور بصرہا — کیا گرز رستم نے بسدم رہا — ولے بخت بد سے تھا چاہا نہین
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند — ہوا الغرض وہ گرفتار بند — اُسے مردمان کے حوالے کیا
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا — شتابان سوے فوج بربر ہوا — نہ یک لحظہ واں حملہ آور ہوے
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا — گریزنا پھر شاہ بربر ہوا — چہل نامداران ہوے دستگیر
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران — ہوا آرزومند امن و امان — چھٹے قید سے طوس و گودرز بھی
جہاندار کاؤس باکر و فر — ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر — ہوئی ہمرکاب شہ نامجو
روان سوے ایران ہوا بادشاہ — مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ — زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

بسمت ایران وبجنگ آمدن افراسیاب والی توران وہزیمت آوازدست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب — سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب — صف جنگ آراستہ وان ہوئی
سپہدار توران نے پھر یون کہا — کہ اے پہلوانان جنگ آزما — پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد
کرون صاحب تاج و افسر اُسے — سوا اُسکے دون اپنی دختر اُسے — یہ سنکر کئی مرد میدان مین
پھر آیا سوے رستم افراسیاب — لیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب — یل پیل تن لیکے گرز گران
تو سالار توران ہراسان ہوا — سراسیمہ واں سے گریزان ہوا — دلیرون پہ پھر کھینچکر تیغ کین
ہوے کشتہ تورانیان بیکران — کہ کشتون کے پشتے ہوے تا فلک — گیا سوے توران پھر افراسیاب
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست — ہوے سر نشان جہان خوب بہت — ہوے شہ کے محکوم دیو و پری
مکان پاک نادر بزیر فلک — بنائے بہت کوہ البرز تک — کرون اُن مکانون کی تعریف کیا
سوا اُسکے ہر جا تھے شیشے لگے — جہاندار کاؤس کے حکم سے — کہ تھا ہر مکان در و یاقوت کا
غرض دیو و فریاشن بلا شاہ — سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن یہ تنگ آ گئے تھے تمام — وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام — کہ شہ کو کسیطرح کیجے ہلاک — جہان مین نہین ننگ خورد و پاک

پھر ابلیس سے سنکے قد خیم دیو — گیا ایسوے چین مین بیش گیہان خدیو — گیا عرض اے بادشاہ جہان — تو ہی خسرو خسروان زمان

وے حیف ہی یہ کہ راز فلک — نہین تجھکو معلوم کچھ اب تلک — کواکب کی گردش کا بھی نہار — نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوے آسمان — تو ظاہر ہو یکدست راز نہان — سنی بات جب وہ گمراہ کی — تو کم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اُس سے پھر تاجور — کہ تو لیچلے گا مجھے چرخ پر — تو مین تجھکو انعام دون بیشمار — زیادہ کرون عزت و اعتبار

وہ بولا کہ تدبیر اُسکی کرون — سر چرخ پر آپ کو لیچلون

## رفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدست چین و آوردن سواران دریا ران او باز بر تخت نشستن

کیا پیش ابلیس نے خیم دیو — کہا یون کہ راضی ہی گیہان خدیو

لے اسکی تدبیر فرمائیے — کہ گردو نپہ کس مطرح لیجائیے

بتائی یہین اُسنے تدبیر یک — عقاب اُسنے جنگل سے منگوائی ایک

کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک — گیا پھر حضور شہ نامدار — کئی روز پھر اُنکو فاقہ دیا

قوی زور و زانکے ہوے بال و پر — اُنھین ساتھ مردم کے جو گر لیا — کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کیا ایک طیار پھر تخت زر — عقابون کو باندھا سر تخت سے — کہ ہو رزم آور یہ تیر و کمان

ہوا جلوہ گر خسرو نامور — مگر قصد یہ تھا سر آسمان — ہوے اوج گیر آمبر وے ہوا

سو گوشت پر واز کی پھر شتاب — جہانتک اُنھین زور پرواز تھا — اگر بندہ اُسکو پھر نخچیر مین

سر خاک پر گر پڑا تخت نب — گرا بیضہ چین مین وہ تاجدار — اپر اُسکے رہ و دل شکستہ رہا

غرض دشت مین خسرو نامجو — چہل روز غمگین و خستہ رہا — کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامجو

خدا نے کیا رسم انجام کار — بشارت ہوئی خواب مین رنگو — کہ ہی بیشہ چین مین وہ تاجور

روانہ کیے دیو ہر چار سو — کہی آکے دیوون نے پھر یہ خبر — تو گودر زر رستم نے وان آ نکر

شہنشہ کو لائے سوے تختگاہ — ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر — تو دیتا ہی بدخواہ کو تختگاہ

ہوئی یک قلم گم تری عقل راے — ستم ہی کہ ہر بار اے بادشاہ — اکیا پھر جو قصد سپہر برین

ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار — بنا خوب کیا تجھسے کار زمین — کیا شغل داد و دہش بعد ازان

خجالت سے سر در گریبان ہوا — اگا عذر کرنے وہ شاہ جہان — پرستار تھے اُسکے انسان و دیو

شہنشہ سے راضی ہو خاص و عام — سر تاجداران تھا گیہان خدیو — تو پھر پیش اکبر شہ نامور

نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ — ولے دہر مین یاب جو ہوتا اگر — رہے اس جہان مین بتیغ و کلاہ

شبے روز ہوتا وہ خندہ منگذار — الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ

## داستان تولد سہراب از رطبہ تہمینہ دختر والی سمنگان

گیا وشت مین جو برسے شکار — ہوا سیر اک گور کے کھا کباب — کیا پھر وہان اُسنے آرام خواب

سواران ترکان عیار جوان — تو نہر سو رش ڈالی کمند — کیا گردن رخش کو زیر بند

عوا نے لگا دور دندان سے — کیے چند کس کشتہ اک آن مین — لرہا ہی ہوئی پر رہ میدان مین

کیا جفت اک مادیان سے اُسے — ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو — [illegible]

وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا — پیادہ بسوے سمنگان گیا — جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر — کہ آیا یہان رستم نامور
قوہ بھی پیادہ گیا پیشرو — تہمن سے جاکر یہ اُسنے کہا — ترے ہم مین فرمانبر و نیکخواہ — خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
او حراب قد رنجہ کیونکر کیا — یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا — مرا رخش لائے ترے مہمان — سراغ اسپ کا مجھکو پہونچا یہان
جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو — کہ آفت یہان کوئی برپا نہو — وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے — نہ تندی کو اب کام فرمائیے
کرم کیجیے میرے ایوان پہ آ — بسر کیجیے اب عیش و طرب — رکھو جمع خاطر کہ رخش آپکا — سحر آپکے پاس آجائیگا
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا — سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا — مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب — شراب مصفا و نقل و کباب
پس پردہ وان رات کو ناگہان — نمایان ہوئی اک بت دلستان — سمنگان ندام و سمنگان قدم — پر پیکر و پر خوردند بسیار خم
جو دیکھی وہ دلدار آمینہ رو — تو حیران رہا رستم نامجو — یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام — لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین — پر پیکر و ماہ پیکر ہون مین — رہون جون پری مردمان سے نہان
وے تیری مدد سے دیوانی ہون — قرار و صبور بیے بیگانی ہون — خدا سے کیا عہد مین نے کہ یہان
کسی کو نہ ہو حاجت تیرے سوا — تمنا ے دل تھی یہ میرے وا — اکہ لائین ترے خشم کو اب یہان
بجالاون مین مثل الطاف رب — کہ وا ہو ا اس مکانمین تو اب — اگرون تا حقیقت مفصل بیان
غرض جبکہ خورشید ہوا جلوہ گر — مے ناب پیے مری درخواست پر — اگر یگانہ انگارا اس بات سے
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دلستان — ہوا خوش بہت رستم پہلوان — تہمن نے بھیجا یہ پیغام تب
تو لا کر پا شرط آئین و دین — تہمن کو دی شہد و شیر و انگبین — ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
کوئی مہرہ سام نریمان کا تھا — سوے رستم نے اُسکو حوالے کیا — اگر تجھسے ہووے تولد پسر
تو یہ مہرہ تو اُسکے بازو سے باندھ — اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ — کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
تو اُسکے مقابل نہ ہو پیل و شیر — وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر — سوار اسپہ ہو کر ہوا پھر روان
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی — بہت اُسکی خاطر پریشان ہوئی — تو پیدا ہوا ناز نین سے پسر
جسیم و قوی پنجہ مانند سام — رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام — رخ خوب و رنگ گل لالہ تھا
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار — لگا پھرنے میدان مین لیکر بہار — لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
تہمن نے زابل سے تہمینہ کو — سیاوشت بھیجے تھے اور لعل و — کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
ولیکن بہت دلستان لے وہان — لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یا — لگا کہنے وہ کودک دلفروز
یہ ہر کوئی پوچھے ہیان صبح و شام — کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام — یہ سنکر یہ پیچہ نے یون کیا
ترا باپ ہے رستم پہلوان — پل پیلتن گرز کشور ستان — کوئی زینہار اُسکے ہمسر نہین
ہوئی بعد ازان وہ بت خوبچہر — ثنا گوے سام و نریمان و زال — تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
کہ بھیجون کسیکو حضور پدر — کہ پہونچا دے دونون طرف کی خبر — نہ لانا یہ زہرا اُسکے ہمسر نہین
ترا نام سنکر ہو رستم سے خشمگین — بولا کہ تو پھر رنج و غم ہو مجھے — کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
رکھے ہے تیرے باپ سے بغض و کین — یقین ہے کہ تجھکو وہ چھوڑے نہین — ننگ باپ کے نام کو آشکار

ہوا شد وہ کودک ارجمند — یہ بولا نہیں بات پسند پسند — رکھو نہیں نہ پوشیدہ نام پدر
سواران ترکان و مردان کار — فراہم کرو لشکر بے شمار — پھر اک دم میں تخت کاؤس کی
بٹھاؤں حصن کو میں تخت پر — کروں آسکو ایران کا تاجور — کروں قصد پھر سوئے افراسیاب
جو رستم پدر ہو سو اور میں پسر — نہ دنیا میں کوئی رہے تاجور — پہ یکپارہ مانند ابر بہار
ہوا گرم سہراب پھر تو سہل — کیا اسپ نے طلب معدازاں — دیکھائی دے آسے گلہ شہ تمام
پسند آسکو لیکن نہ آیا کوئی — سواری کے لائق نپایا کوئی — سر پشت ہاتھ آسنے جسکے رکھا
ہوا بچہ اسپ جب روبرو — تو شادان ہوا وہ بل نامجو — کہ وہ باد پا چست و شایستہ تھا
سوار اسپ ہو کر میل شبرزاد — نہایت ہوا دل میں مسرور و شاد

## روانہ شدن سہراب از تورا ن بسمت ایران

## برائے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و گردن اسیر را ہداران ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا — مہیا لڑائی کا سامان کیا — زرہ پوش مردان جنگ آزمان
لگا کہنے پھر یوں کہ اب ہے یہ غم — کروں شاہ کاؤس سے چلکے رزم — سر تخت کاؤس رستم کو دوں
ہوئے متفق آسکے تورانیان — لگے کرنے اغوا آسے ہر زمان — کہ ہم جا نفشانی کو حاضر ہیں سب
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب — پھر آسنے یہ پیغام بھیجا شتاب — کہ بدخواہ میرا ہی کاؤس شاہ
کیا قصد ایران جو تو نے درست — تو میں ہوں فرستاد بے ایچوں کاست — تو میرے شامل سپاہ کر آ
کیے آسنے سر کردہ دو نامور — سفو عام کا آسنے بھیجے پیام — کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
کہ دیکھیو ذرا دو عیار سبات کا — کہ سہراب رستم سے واقف ہو — آتمتن نہ پہچانے سہراب کو
نہوا آشنا زینہار سہمد گر — کرو جہد و کوشش بصبح و مسا — کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما
یقین ہی کرے یہ تہمتن کو زیر — بوقت وغا رستم نامجو — مگر ہووے کشتہ تو سہراب کو
کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک — جو کشتہ ہوں یہ دونوں جنگ جو — رہے پھر کسے طاقت کارزار
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک — سوا فتح کے آسنے بہدو درنج — روانہ کیا پیش سہراب گنج
ہلاک بداندیش آسان ہو پھر — کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار — ہجیر دلاور تھا وان گلعذار
ہوا سوئے اقلیم ایران روان — مبارز کیا جبکہ آسنے طلب — آگیا سامنے آسکے سہراب تب
سو جنگ سہراب مائل ہوا — دیا آسنے یا سخ کر بر زمین ہجیر — قوی بازو و زور مند و دلیر
ترا نام کیا ہے بتا اے جوان — بہت زور آسنے کیا لیک بے — ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
یہ کہکر کیا رستم تیز رہا — اٹھا زین سے پٹکا وین حباب — آسے لیکیا پھر گرفتار کر
روان کرکے پہلو مین یک دستان — سو وہ پہلوانی مین بیتقصیر — ہنرمند دانا شجاع و دلیر
اور آسکی تھی یاک دختر دلستان — سنا جبکہ گردد دلاور ہجیر — بھط وقت پیکار زندہ اسیر
ہنر جنگ کے یاد آسکو تمام — شتابی سے ہو باد پا پر سوار — دلیرانہ آئی پے کارزار
کیا اس نبرد آس نے کر نہیب

خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
تو سہراب حیران رہا دیکھکر

فرس سے سہراب وہ شیر زن
ہوئی جو نمایاں ناوک فگن

سنان سے اٹھایا اُسے زین سے
سر خاک پر کارہ کین سے

سوار اسپ پر ہو کے پھر دلربا
ہوئی مثل مردان نہر آزما

اسیر کمند اُس پری کو کیا
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا

درخشان ہوا جسپہ رخ مہجبین
تو سہراب عاشق ہوا اُس پر ین

تو مین دون سمجھے گنج ارجمند
کہ اس قلعہ مین ہی مرا اعتماد

لگی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
پدر اور برادر سے سنے وہ ین

کہ اس دُر مین رہنا نہین خوب آب
اگر یہ زان ہوئے الغرض وقت شب

شتابی سے توڑا در قلعہ کو
گیا قلعہ مین پھر یل نامجو

تو سہراب کا دل ہوا بے قرار
ہوئی خاطر آشفتہ پھر یعنی دار

گیا پیش کاؤس گردون وقار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار

کہ شاہا یہ ہی عمر مین خورد ہے
کم از چار دہ سال وہ گرد ہے

مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہجیر
تو وہ لیگیا کر کے وہ ہین اسیر

یہ اب مصلحت ہی کہ اے شہریار
تو غافل نہو جلد کر فکر کار

کہ اے پہلوین رستم پہلوان
یل نامور گرد شور ستان

عدو سوز ہی تیری تیغ و سنان
جہانگیر ہے تیرا گرز گران

دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
زبون اُس سے ہین پہلوان تمام

سوا تیرے اے پہلوان جہان
نہین کوئی اُسکے مقابل یہان

ہوا گیو نامہ کو لیکر روان
بفرمان شہ سوے ابلستان

یہ پوچھا کہ اے گیو یہ کریان
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان

یہ دلین لگا کہنے وہ پہلوین
کہ چاہی نہی ہے سمنگان مین

وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
جسے سام پالے کیے ہے جہان

دروغ اُسکی مان کیونکہ لکھتی ہے ان
بھلا کیسلیے مجھسے رکھتی نہان

کہ یہو پنجون روان ہوے یان شتاب
حضور شہنشاہ عالی جناب

یہ کہکر کیا جشن مرتب جان
رہے سات دن تک وہ شادی کنان

نہین اب ہجو لازم تو قف یہان
بجا لائے حکم شاہ جہان

نہین کوئی پہونچے مرے زور کو
یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو

غنیمت ہی یہ صحبت ہمدگر
کہ ہی آخر کار چلنا اُدھر

گمان لیگیا زن ہی یہ ماہرو
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو

لگی ہینچنے گھوڑے نے پر جب
لیکے سہراب نے منہ پہ تب

ولے دختر نیک پی کھینچکے تیغ کین
دو نیزہ کیا تیز کو سب وہین

ولیری یہ اُسکی جب آئی نظر
تو مشتاق سہراب نے زود تر

گرا خود تارک سے پھر خاک پر
پریشان ہوے سر بسر مو بمو

کہا دستان سنج یہ سہراب سے
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے

رہا اُسکو سہراب نے پھر کیا
ولے عہد و پیمان محکم لیا

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان

ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
تو آواز مردم نہ آئی وہان

نیا یا کہین مرد مان کا نشان
ندیکھی جو وہ دختر دستان

ادھر تھا یہ ہمدوش فغفور
اُدھر گرد ہم قلعے سے بہاگ کر

جوان ایک آیا ہی تو ران سے
مشابہ ہی سام و نریمان سے

ولے پہلوین ہے جوان دلیر
قوی بازو چست مانند شیر

گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین

تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ
تو ہی سرگروہ سران سپاہ

تو جلدی پہونچ زابلستان سے
کہ آیا ہی اک گرد تو ران سے

سوار و توانا و پر زور ہے
یہان زور کا اُسکے اک شور ہے

ہوا نامہ طیار جب سر بسر
دیا گیو کو شاہ نے بھیجکر

وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وحیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا

وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
کہ ترکیب و شکل اُسکی ہی مثل سام

تولد ہوا ہے جو اُس سے پسر
کہ تھی حاملہ جسسے وہ سیمبر

یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
کہ دختر ہوئی وان پہ آئی خبر

تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
کہ ہی اسطرح حکم گیہان خدیو

وہ بولا کہ کیا اضطراب اتقدر
ذرا بادہ لعل گون نوش کر

یہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا
کہ اے پہلوان نبرد آزما

یہ بولا وہین رستم نامدار
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

کہ اُٹھاؤ لشکر جب کو جاکے وان
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان

رہی اور دو روز بزم و طرب
خوشی سے رہے پیادہ کش و رکیب

ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
تو پھر زابلستان سے باکر و فر
روانہ ہوا رستم پہلوان

زوارہ جو اُنکا برادر تھا خورد
اُسے لیکیا ساتھ اپنے وہ گرد
غرض ہوکے منزل بمنزل رواں

تو وہ بن وہ شاہ نشہ نامور
ہوا شمگین رستم و یہ پر
کہا طوس سے یون رہ کے غضب

کہ اتنا توقف وہان پھن کیا
مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
زبردست تھا طوس پر چند بار

ہوا پر غضب طوس پر شہریار
کہا جلد لیجا انھین سوے دار
پھر اُسے سوے رستم سرفراز

تہتن نے جھٹکا وہین اُسکا دست
خروشندہ پھر ہوکے ہون مست
یہ بولا کہ ہی کون نامور

مرے آگے کیا پیر پھر طوس ہے
معجھ تا نہین کون کاؤس ہے
مخاطب ہوا پھر سو شہریار

یہ تندی سے بولا یل نامدار
مجھے جز خداوند یزدان پاک
تو سہراب کو پھینج اب دار پر

بدانديش کو خستہ کو خوار کر
نہو گرم مانند شعلہ تواب
کرون آتش خشم کو تیز تر

توخش سے بھی مکتری پھر تاجور
تبہ کاری کی تو نے اب اختیار
کہ سر پر رکھوا نے تاج شہی

کرو ملک ایران مین فرمانہی
دلیران کو دیتا ہون نام مجو
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی

پھو بختی نہ تجھ تک کلاہ فغ
ولیکن فغ اقبال مین نے کیا
یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار

روان سوے زابل ہوا نامدار
ہمہ میری سزا تو نے جو کچھ کیا
یہ احوال گودرز سے پھر کہا

وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
جو آزردہ ہوکر گیا پہلوان
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا

یہ زنہار تجھکو مناسب نتھا
کہا اُسنے یون شاہ کاؤس کو
توقف نہ کر اب شتابی سے جا

دلاسا تو کر کے تھمتن کو لا
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
یہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہی

کہ عاری ہی وہ دانش سے کاؤس کے
ہوا وان سے گودرز وہین روان
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ

سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
تمیز اسکو اے پہلوان کچھ نہین
کہے ہی یہی گرد ہر ایک یان

کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان
تو ہو گا اگر زردہ شہ سے اگر
خدا کے لیے ای یل نامور

تو ہرگز نجا سکے زابلستان
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
سمندر غریمت کی بھیر اغنان

کہ اک طفل سے رستم بیلتن
کوئی پشت وپناہ دلیران ہی تو
زبان پر ہو لوگونکے پھر یہ سخن

پھر آیا حضور شہ خسروان
وگرنہ ہون گودرز و توان دلیر
یہ سنکر وہین رستم پہلوان

نہین چھپتی مجھسے بے زور و زشت
یہانتک ہراسان و نرسان ہوا
یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت

ہوا اسقدر تجھپہ بے اختیار
اٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
تو دیر آنا ہوا نا گوار

کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
بلایا تجھے اسلیے ہے یہان
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ

بسر ہم کرین عیش و عشرت کو سب
جو کچھ حکم ہو سو لاؤن بجا
کرین آج ترتیب بزم طرب

سحر یان سے لیکر سپاہ گران
روانہ ہوا رستم پہلوان
درخشان ہوا جبکہ مہد منیر

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

تھی ساتھ اُسکے سپاہ گران
کیا پیش کاؤس جب پہلوان
دلیران ایران کو کر کے طلب

کہ دونو نکو تو دار پہ کھینچ اب
کیا رستم نامور سے تحذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز

جو تیجا کے کھینچے مجھے دکر پر
نہین ہی کسید کا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہی تہا یہ غضب

تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نتھا

بجا ہی روا تو نے جو کچھ کہا
تو پیدل ہوے وہین پیروجوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو

لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تھمن سے جا کر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کہے بیسر و بین

تہ ہونگے ایرانیان سر بسر
کوئی گرز اُس سے قوی تر نہین
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین

دلیری کرین آکے مانند شیر
کہ بے جنگ یان سے گریزان ہوا
کہا پھر کہ ای رستم نام جو

کہ ہون چار چوبی تجھسے ای پہلوان
تو پھر من پشیمان ہوا اور خجل
فغنہ شہ نے ارشاد تبجان کیا

سود و شمن، کینہ جو ہو روان
تو کاؤس سلطان آفاق کو
یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب

یل پہلوان با سپاہ گران — ہوا سوئے مہراب وانسے روان
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین — تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
جو مہراب نے قلعہ سے کی نگاہ — تو دیکھا کہ ہے یکسر ان پہ سپاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر — تو ہومان سے ہوش اوڑ گئے یکسر
کمنچا پھر سراپردہ پیش حصار — بفرمان مہراب عالی تبار
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہان — لگا کرنے احوال درہ فتوان
مہیا ہے بزم نشاط و طرب — خوشی سے مے لعل پیتے ہین سب
اٹھا وہ ہین اور اُسکے آرو برو — لگا پوچھنے یون کہ ہے کون تو
گیا وان سے پھر رستم نامور — اور اک شخص ناگاہ آیا اُدھر
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ — تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
نمود اپنی دکھلا گیا اب ہومان — خبر لیگیا آن کر بے گمان
پچھوڑون سحر زندہ کاؤس کو — ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان — کرون کیا مین مہراب کا اب بیان
تکلف نہین اسمین کچھ زینہار — بعینہٖ ہے ہمشکل سام سوار
سنی اور دیلمی بہت زرہ پوش — سر چرخ مہر جہانتاب نے
جب آراستہ اپنا لشکر کیا — کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
تو بخشون رہائی تجھے بند سے — ہجیر اور مہراب یل پھر وہین
یہ کس کا ہے جلدی بتا مجھکو تو — سو راست کسکا ہے خیمہ کہا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما — کہ ہے یک قلم سرخ و زرد و بنفش
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر — کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر
سنے نام رستم کا اور نا گہان — نہ بتلاؤن نام یل نامدار
یہی مصلحت ہے کہ اب زینہار — یہ اُسکا سراپردہ سبز ہے
کہا دل مین اُسنے کہ ہان جو وہان — بتایا تمہارا رستم کا جو یہ نشان

## داستان جستن مہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراپرد

کروا پنی آراستہ فوج کو — ہجیر دلاور کو کر کے طلب
وہ بولا وہین اُس نومسند سے — دروغ آگے مردم کے ہے بیفروغ
گئے وانسے بالائے حصن حصین — یہ مہراب کہنے لگا اے ہجیر
کہ ہاتھی مین جسکے ہیبت و بر و — وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا — کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
مہندا وند ہے خیمۂ سرخ کا — کہا پھر یہ مہراب نے ہمراہان
سو اُسکے جو تخت کاؤس کے — وہ غافل ہوا و رشۂ ہوش کھین
وہ بولا کہ اُس گرد کا نام کیا — وہ سب دیکھتا ہون وہ عجب

چھپا گرد لشکر سے خسار روز — نہان ہوگیا مہر گیتی فروز
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی — گئے گیو و گنو و طوس بھی
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو — کہ ہے کسقدر لشکر جنگ جو
یہ مہراب بولا ہراسان نہو — کرون قتل اک دم مین سب فوج کو
گیا اُس سراپردہ مین رات کو — خبر کے لیے رستم نامجو
جو دیکھا تو مہراب ہے تخت پر — پیے و راست مین اُس سے سب نامور
کوئی بزم مین زندہ تھا پہلوان — پتہ ہی اُسے کچھ نظر نا گہان
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت — تو کشتہ ہوا زندۂ خفتہ بخت
جو دیکھا تو اُفتادہ ہے اک جوان — کہ ہرگز نہین اُسکے قالب مین جان
یہ مہراب لوگون سے کہنے لگا — کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
عوض زندہ کا صندم ہے کوان — کرون ایک لشکر کو مین غرقۂ خون
زبان پر تھا مہراب کے یہ سخن — ادھر شام سے رستم پیلتن
جوان قوی ہیکل و زورمند — قدم سکا ہے مانند نخل بلند
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ — پدر اور پسر مین ہم ہے و جنگ
پر اب سنیے مہراب و رستم کی رزم — کیا جبکہ جلوہ گہ مہراب نے
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا — کہا گر کہے راست تو مجھسے اب
بھلا کیسلیے کوئی بولے دروغ — پلنگے سراپردہ گردون نظیر
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ — یہ کس کا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
سراپردہ سبز کسکا ہے وان — رکھا اک سراپردہ مین تخت ہے
مبادا کہین ترک جنگ آزما — قیامت ہو برپا ہر ہے زمین
سپہ لیکے سیدھا ہے اک پہلوان — کہا نام اُسکا نہین جانتا
کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب

کہا پھر دُرا غور سے کر نگاہ — کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ
کہا پھر سہراب نے ہی کہ ہان — سراپردۂ رستم پہلوان
کہا پھر یہ اُسنے رہ لطف سے — کہ تبلا نشان تہمتن مجھے
جواب اُسنے اُسکو دیا پھر وہی — جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہی تو — تو کہہ راستی اب مرے روبرو
کروں قید ہستی ہی تجھکو برا — کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
عبث ہے مرے ساتھ یہ کینہ ساز — مرے تن سے کر شوق سے جدا
یہی جیمین ہے تو بہانہ ہے کیا — زبردست و چست و توانا و سخت
تن اُسکا ہی مثل تناور درخت — کہا سُنکے سہراب نے اے جوان
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان — لیا نیزہ گر زور تیغ و خدنگ
عوض زندہ کے رات کھائی تھی بھنگ — اگر پاس نام اور عزت بھی ہو
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار — کوئی جب نہ اُسکا ہوا ہم نبرد
چوراتا ہی دل رزم سے جو سہا — کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
دوان طوس پیش تہمتن گیا — کوئی اور چاکر سو رزمگاہ
وے طوس نے جب کیا یہ بیان — یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یوں کہا اے جوان — یہ سنکر وہین رستم نامدار
وہ وہین ہون دلاور یل نامجو — وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سنکر اُسے پاس فرون ہوئی — ہوا خشم کوئی نہ دان کار گر
بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ — کہ خیمہ ہی یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آیا نہین — کرون تجھہ پہ صد رون لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر — تو زنہار اب مجھسے نہان نکر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف — تو کھینچے ہی کس واسطے تیغ کین
کہ رستم ہی مرد شجاع و دلیر — مقابل نہوا اُسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھین ہین مانند مور — زرہ اور جوشن کیا زیب بر
اُدھر جاکے سہراب سے یون کہا — تو تیغ کھینچو نین اک آن مین
نبرد آزما مجھسے ہو بید رنگ — کہ تھا دل مین ہر اک کے خوف و خطر
نہ جنگ آور و رنسے ڈرا چاہیے — کہ شاہون کو غیرت ڈرا چاہیے
اے نامداران ایران زمین — یہ آواز کاؤس نے دی وہین
ہر اسان و خائف ہی کیسر سپاہ — جو اس گرد سے جا ہوا کینہ جو
کہ پہلے کرو جنگ نہ مین کارزار — کیا تھا یہ رستم نے اس دم قرار
تہمتن مین نبرد آزما اُس سے ہون — مبارا جو سب پہلوان مین سے بون
گیا سُنکے میدان پے کارزار — پہن کر زرہ خشم پر ہو سوار
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو — کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
کرونگا تجھے قتل اک آن مین — جو مجھسے مقابل ہو میدان مین
نہ جنگ آور و رنسے ہو پرخاشجو — نکر سختی اب پختہ کار و رنسے تو
نہ جانبر ہوے مجھسے شیر پلنگ — کیا کشتہ کتنے ہی نہنگام جنگ
مین اُسکا ہون اک چاکر کمترین — وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
اگی چلنے باہم سنان برسنان — ہوے لیکے نیزہ ستبر و گران
کیا گرم بازار کین و ستیز — دلیر و نے پھر کھینچ کر تیغ تیز
لوے استقدر ہر دو جنگاوران — لیا ہاتھ مین پھر گرز گران

کہ حیران رہا دیکھ کر چرخ کبود
ہوئے آخر شش کج سر از عمود

عرق میں ہوا تر سراپا بدن
ہوئے خشک یکدست کام و دہن

ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
ولیکن نہ کینہ ہوا ان سے کم

نہ زنہار دیکھا جہان میں پھر
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر

بہم دو ہوئے لشکر کیان و خدنگ
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ

پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازاں
لگے زور کرنے وہ دونوں جوان

تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
ولیکن نہ سہراب ان سے ہلا

اسے چھوڑ سہراب بس ہو چکا
لیا ہاتھ میں گرز آہن کا مکا

یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر
کہ ہے جنگ کی تجھ میں کچھ تاب پھر

تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
ترے ساتھ پھر کھیلوں گرز گراں

تہمن ادھر کھینچ کر تیغ کین
شتابان ہوا سوئے سہراب چین

یہ رستم کے پھر دل میں آیا وہیں
رہا دا کہ سہراب از روئے کین

شتابی نگاہ کی موذی عیاں
کہا آ کے سہراب سے یوں کہ ہاں

ذرا صبر کر شب کو آج اے جوان
تحمل ہے اچھا اور میرا گزر گراں

اسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر
گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر

تہمن کو شتاب لیا پھر طلب
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب

کہا اس نے کچھ بس نہیں زخم تیغ
موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر

کہ ہوگا ظفریاب تجھکو خدا
کریگا اسکو ہی زور و قوت عطا

دلاسے کیا اس کو بہتیرا شاہ
ولے اسکو ہی زور و قوت کہاں

کہ سہراب ہے زخم ہر دم سے دور
تو پھر رزم کا اس سے کیونکر ہو زور

ہوا وہ اگر کشتہ ہون وقت رزم
ہوا وہ جو چاہے تقدیر بھی

تو ہون باپ سے جا کے کہیو یہی
لگا کرنے گریہ و بیل پہلوان

زوارہ سے جب کہ پایا سخن
بدانديش مغلوب ہے ہو شتاب

تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد

یہ ہومان سے بولا کہ اے نیکمرد
مری مان نے جو کہا تھا بیان

وہ پاتا ہون اسمین سراسر نشان
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا

یہ سہراب کو اسنے پاسخ دیا
یقین جہان تو اسی میل نامدار

ولیکن یہ رستم نہین زنہار
ہوا مہر تابان جو پرتو فگن

پہنکر زرہ خرش پر ہو سوار

## جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زبر آمدن رستم در کشتی

ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
رہا پھر نہ زنہار گھوڑہ و نہ دم

جدا گا نہ پھر دونون استادہ ہوا
وہ سہراب اور رستم نامجو

تہمن بھی یہ دل مین کہنے لگا
کہ اس قدرت و قوت و زور کا

پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما

کیا پہلے رستم نے زور آقدر
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر

کیا زور آنے بھی ہر چند پر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر

جو مارا تہمن نے بالائے سر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور

تہمن یہ بولا ہوا دن تمام
تو رنجہ ہوا رستم نامور

وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
قریب آگیا ایجوان وقت شام

کہون کیا کرا مد مین یا دون دان
سوئے لشکر شاہ آیا دوان

کہین شاہ سے جا کے ہو زرنجہ
ہزارون سے ہو قتل پیر و جوان

تو جنگ دلیرانسے واقف نہین
وہ غیرت سے ضائع کرے آپکو

عبث ہی یہ بیباکی و بغض و کین
تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ

سراپردے مین اپنے رستم گیا
ہراساں دلاور ہے پیر و جوان

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
مرا زور بازو ہے کارزار

اثر اسپہ کرتا نہین زنہار
زوارہ سے جا کر کہا یہ سخن

شہنشہ سے رخصت ہوئے پہلوان
زہے بخت گر ہمچو ترا پہلوان

خدا جانے کیا پیش آوے سحر
خیال اور دل مین نہ کچھ لائیو

سوز ان لشکر کو لیجائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا

عبث زاری آہ و سوز و بکا
ترے ہون کو کہتے ہین اسپر نثار

کہا کر کے زاری لڑا کر دگار
اودھر جا کے سہراب جنگ آزما

ادھر پہلوان کا یہ احوال تھا
یعنی وہ رستم کی تمثال ہے

قوی بازو و سخت چنگال ہے
جہان پہلوان رستم نامور

گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
نگاہ اور کی صورت بھی ہے جہان

تہمن کے بہ شکل ہے یہ ایجوان
ہمارا ہوا خواہ غمخوار ہے

وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے
تو سہراب اور رستم پہلوان

گئے سوے میدان پے کارزار

ولے نرم سہراب کا دل ہوا — سوا الفت و مہر مائل ہوا — تہمن سے پہلے ہوا صلح جو — کہا وو ہین ہنسکر کہ اے تند خو
مصمم کیا تو نے اپنے دل مین کیا — ارادہ لڑائی کا یا صلح کا — یہ بہتر ہی ہم تم نہون رزم خواہ — کرین راستی اور شام و پگاہ
بہم محفل آرائی نوش ہون — بجنگ و نبرد مطرب کوشش ہون — کرین عہد و پیمان محکم بہم — پشیمان ہون اب کیہ خو ہی ہم
تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان — یہان آنکر ہوستیزہ کنان — مرے دل مین پیدا ہوئی تہی نہم — نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
نشانی جو کچھ چاہی ہے عیان — ولے نام تیرا ہی مجھسے نہان — کسی نے بتایا نہین زینہار — تو کر نام کو اپنے اب آشکار
تو شاید کہ ہو زال زر کا پسر — یل پیلتن رستم نامور — سر صلح ہر چند تھا وہ جوان — پر ایمن تہا رستم پہلوان
کہے تھا یہ دل مین یل پیلتن — نہین طفل کا اعتبار سخن — یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ایجوان — نہین مین بھی کودک تو کر دے جوان
بہت مین نے دیکھا کہ رستم ہے اب — نکر مجھسے گفتار مکر و فریب — کہ باندھ پشت ہمو ہے اتر — کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمکمر
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرمکین — تو نا چار سہراب بولا وہین — تو مائل ہوا سوے کشتی اگر — تو مان مین بھی کشتی کو حاضر ہون
نہین چاہتا تہا کہ تجسا جوان — مرے ہاتھ سے کشتہ ہو یہان — یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے — لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
گرا خاک پہ جیب یل نامور — گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش — یکایک وہ دونون یل نامدار — کیا زور سے اسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو — تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو — ہوا وہ خرو شندہ چون پیل مست — خرابی تہ چرخ پر خم ہوئی
گرا خاک پہ جیب یل نامور — تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر — زمین سے بہم پشت رستم ہوئی — یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون
لگا کہنے سہراب سے ایجوان — یہان کا یہ آئین نہین زینہار — لیا کھینچ پھر خنجر آبگون — کرے زیر جسکو کوئی اپنا یار
مگر ہو دگر بار زور آزما — اُسے قوت و زور سے لاوے زیر — کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ — کر شوق سے قتل پھر وہ دلیر
غرض ہاتھ اُٹھایا وہین کینہ سے — گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد — تہ دام آیا تھا شیر ژیان — طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
کیا اُسنے افسوس اور یون کہا — تو اک طفل تھا تو نے کہا یہ فریب — دیا چھوڑ تو نے کیا قہرمان — رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
رہائی تری اُس سے اب ہے محال — یل نوجوان نے کہا کیا ہے دم — کرونگا اُسے زیر پھر تیغ تیز — وہی زور دی مجھکو پہلے جو تھا
رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ — دعا اُسنے مانگی کہ اے یا خدا — مراد اُسکی وہ مین ہوئی تہی حصول
زمین پر خرام اُسکا دشوار تھا — خدا نے پذیرائی اُسکی دعا — وہی زور اُسکو کیا پھر عطا
وہ ہاجز بہت وقت رفتار تھا — ہوئی تہی مناجات اُسکی قبول

## داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروزگرو نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکہ قوت وزور و تن — ہوا شادمان پہلوان زمن — سپاس عنایات پروردگار — بجا لاکے اور خویش پر ہو سوار
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ — ہوا جاکے سہراب سے کینہ خواہ — یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا — کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آیا سوے کارزار — غریزا پنی شاید ہمین جان زار — تہمن یہ بولا کہ جبتک ہمین — ترے ساتھ ہو لگا ستیزہ کنان
وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم — ہوے مائل زور و کشتی بہم — یہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی

پکڑ کر کمر بند سہراب کا — زمین سے لیا پہلوان نے اٹھا — پٹک کر زمین سے اسے پھر وہین — سر سینہ بیٹھا وہ از رو کے کین
پہ سو جہا کر یہ گرد زور آزما — جو پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا سے کیا — غرض کھینچکر خنجر آبدار — کیا سینہ و دل کو اسکے فگار
وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ — یہ بولا کہ تجھ بخت سے میرے سیاہ — یہان مین بچایا تو یہ تھی مراد — کہ دیدار سے باپ کے ہو مین شاد
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی — ہلاک عدم جان واصل ہوئی — جو در یا میں اب ہو ہے مسکن مرا — ویا جائے بالا ہے چرخ بریں
مرا باپ سمجھتا تجھے رہگا وان — کریگا ہلاک آنکر اے جوان — کہا نام کیا اسنے تب بتا دن کہا — کہ ہی نام رستم مرے باپ کا
جب اس خستہ تن نے یہ سنکے سخن — تو غمگین ہوا رستم پہلوان — پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر — جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
لگا کہنے اس سے یہ گریہ کنان — ترے پاس رستم کا کیا ہی نشان — کہ میں تھا سیہ بخت رستم ہون آہ — جہان جسکی آنکھون مین ہووے سیاہ
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا — کہ صد حیف اے گرد کشور کشا — بہت گرم الفت مرا دل ہوا — وے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
نشانی تو دیکھا اب رہ کر کے وا — کہ مہرا ہی بازو پہ میرے بندھا — نہین جرم سہراب سے ثابت مجھے — جو کھولون رہ اور دکھاؤن تجھے
وہ مہرہ جو دیکھا ذرہ کر کے وا — تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا — تو گشتہ ہوا یا تھ سے میرے آہ
پسر کو کسی نے بھی مارا نہین — نہین یہ ہوا جو ہر گز کہین — رہونگا گرفتار رنج و الم
یہی اب ہی بہتر کہ مین ہون ہلاک — کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک — نہین چارہ زہر ہلاہل قضا
مرتا تھا سہراب بسمل ادھر — ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر — کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوار
تو سمجھے یہی دل مین ہیرو جوان — کہ گشتہ ہوا رستم پہلوان — اٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان — کہ رستم سے خالی ہوا شہر جہان — اُدھر جاؤ دوڑو کے اب بارگی
سوار زمہ جاکے لاؤ خبر — مبادا ہوا شہر رستم اگر — کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ — نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ — تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
کرے ہی فغان اور بیتاب ہی — تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہی — اتگار زخم کاری ہوے ناتوان
اُٹھا کر سر رستم نامور — لگے پوچھنے سب کہ کیا ہی خبر — لگا کہنے یون رستم پہلوان
ہوا ماتھ سے میرے ایسا ستم — رہیگا قیامت تلک یادِ غم — پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا — کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا — لگے رونے گردان فرخ صفات
زوارہ نے پارہ کریبان کیا — غم و درد سے شور و افغان کیا — وہ بولا کہ یہ ہی مجھے کو ملال
جگر پر مرے زخم کاری لگا — نہین کچھ بھروسا ہی اب زیست کا — مری مانے مجھسے کیے تھے عیان
ہجیر سیہ بخت سے بارہا — جو پوچھا تو پوشیدہ اسنے رکھا — رکھا ہاے غافل جتایا نہین
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا — تو پہلوان حال اُس سے جہرم ہوا — کیا میرے آگے نہ ہرگز بیان
کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار — نہین چارہ تقدیر سے زنہار — ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر — زوارہ ادھر اور رستم اُدھر — کیا دیدۂ تر سے دریا رواں
یہ سہراب دختہ نے پھر کہا — کسی کو نہین اس جہان سے بقا — ذرا صبر کو دل مین اپنے لاؤ تم
بمثل تمکو مین نے کیا اپنا خون — وے التماس ایک رکھتا ہون — نہ ہو پیچھے لشکر کو میرے گزند

نہو جاکے ترکون سے پھر کینہ خواہ — نہ کھینچے سو ملک توران سپاہ — کہ مولد مرا ملک توران ہے — مری جا ہی ترکی رہو میدان ہے
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر — مراعات کرتا مین شام و سحر — پدر بعد میرے مدارا کرے — تلطف مدام آشکارا کرے
جگر خستہ نے جو کہ اسدم کہا — تہمتن نے یکدم پذیرا کیا — کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو — کہ جاکر حضور شہ نامجو
مگر اس سے بیچارہ ہو سہراب کا — وہین آکے پیش شہ نامدار — ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
مہیا ہے وہ نوشدارو یہان — کہ جس سے ہو سہراب پھر تندرست — توانا و زور آور و چابک پوجست
کچھ یاد رستم کی اس روز بات — کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا — زبان پر جو آیا وہ اسدم کہا
رہ و رسم دی ہاتھ سے سب — سخنہاے دشوار کہکر گیا — اسے قید کوئی نہ یان کر سکا
سنی خوب تو نے وہ وقت ہیچ — سمجھ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہے — جہان مین تو مرد جہان دیدہ ہے
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی — جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان — رہے پھر یہا و رنگ و افسر کہان
گیا پھر وہ پیش یل سیستان — کہا یون کہ خیزے بد شہریار — بیان کیا کرون تجھ سے اے آشکار
گیا آپ پیش شہ ارجمند — محل مین تھا اسدم غمہ نامور — برامد ہوا نعرہ یہ پہلوی خبر
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا — ہوا سنکے رستم پیادہ دوان — گیا نعش پر اسکی زاری کنان
مرے ہاتھ وہ جب مین کرنے قلم — جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا — جہان مین بھلا قتل کرتے کیا
جو کچھ وہ کیے سو نہ بیجا کیے — غرض رکھکے تابوت مین بیغش کو — گیا سوے خیمہ یل نامجو
جلا کر کیا خاک پھر سر بسر — ہوے اسکے ماتم مین پیر و جوان — خروشان و گریان و نالہ کنان
جو دیکھا تو وہ ہی بہت بیحواس — کہا سخت ماتم ہی او فرد فرد — وے کچھ نہین چارہ اے نیکمرد
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر — سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے — شکیبائی و صبر درکار ہے
ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار — ولے یہ وصیت ہے سہراب کی — کہ ترکو نہ کیجو نہ لشکر کشی
یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار — کہ یو نمان کی حرمت کو تم نگاہ — نہو وے پراگندہ سکی سپاہ
یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار — ہوا اب جو تجھکو یہ رنج و الم — تو میرے بھی دل کو ہوا درد و غم
مجھے پاس خاطر ہے اسکا بہت — کرین مجھسے گو ترک لشکر کشی — کرون مین نہ زنہار لشکر کشی
کہ جیحون تلک ساتھ ہو مانجیا — زوارہ گیا ساتھ جب بیخطر — گیا آب جیحون سے ہومان گذر

## معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم باتابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سو تختگاہ — روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ — گیا ہو کے رخصت سو سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا — یل نامور رستم پہلوان — ہوا ساتھ تابوت کے وہ رواں
خروشان و گریان گئے لشکر — سیہ پوش ہو زال سیمو نجاوہان — ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
کہ بر پا وہان شور محشر ہوا — دہ و رودابہ یہ رستم کی نان — دل پیر و برنا ہوا دردناک
گئی جب یہ سوے سمنگان خبر — گیا دفن پھر لاش کو زیر خاک — گری آگ مین بادل سوختہ

لیا کھینچ مردم نے پھر دور کرا — ولیکن جلے سر بسر سوئے سر — تن نازنین بھی ہوا داغ داغ — جہان اُسکی نظر و نہین تھا بچراغ
لگی باپ سے کہنے اے نامجو — کیا قتل رستم نے سہراب کو — سو سیستان کھینچ جلدی سپاہ — تہمن سے جاکر تو ہو کینہ خواہ
کہا اُسنے اے دختر نازنین — سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہین — دیا شاہ نے جب سے یہ جواب — تو پھر و لین کہا کر بہت ہی و تاب
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ — سو سیستان بادل کینہ خواہ — قریب آکمو اُسنے اک پہلوان — روانہ کیا اور کہا یون زبان
تہمن سے جاکر تو کہہ یہ سخن — کہ تہمینہ آپہونچی اے پہلوین — وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران — دلیران گردان جنگ آوران
رکے ہی رہی دلمین اب غم زدہ — کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم — فرستادہ پیش تہمن گیا — سنا تھا جو اُسنے وہ یکسر کہا
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا — پشیمان بہت دلمین اُسکدم ہوا — وہین ساتھ لے زال رودابہ کو — اگی سوے تہمینہ وہ نامجو
سراپردہ مین اُسکے پہونچے جب — بغلگیر وہ وہین ہوے ہمدگر — کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
نکل آئی تہمینہ پردے سے تب — لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد — مرے دل کو رستم سے ہے چشمداشت
کہا زال نے سوے خانہ چلو — شبستان کو رشک گلستان کرو — کیا کشتہ کیون تو نے فرزند کو
مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب — کیا جسنے یون اپنے گھر کو خراب — مین پوچھون اُس سے کہ اے کینہ جو
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان — تو کھینچ اُسنے پھر خنجر جانستان — یہ چاہا کہ رستم کا جیرے شکم
پکڑا ہاتھ اُسکا لیا زال نے — یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے — کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار — نہین چارہ پیش قضا زینہار
عدم سے جو پھرنا ہو سہراب کا — تو کر رستم و زال کا سر جدا — غرض خوب سمجھا کے وہ نامور — گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

## رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضاے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن

وہ تہمینہ اور رستم نامدار — تہمینہ بغم والم سہراب دریکسال — ہم وان لگے رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر — ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر — قوی بازو گلرخ و لالہ فام — تہمن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ مہ لقا — لگا پرورش پانے وہ مہ لقا — وہ تہمینہ رہتی تھی گمگین مدام — بتصور تھا سہراب کا صبح و شام
دل اُسکا تھا نالان غم خون چکان — گئے آہ کرتی تھی گاہ و فغان — پس از مرگ سہراب وہ بیدل — رہی زندہ تا بزیخ و شم یکسال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار — وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار — یہ قصہ نوین کر چکا سب بیان — سیاوش کی آگے سنو داستان

## داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشۂ خرم و دلکشا — کہ نزدیک دریاے جیحون کے تھا — گئے ایک دن وان برے شکار — بہم طوس اور گیو جنگی سوار
پڑی ناگہان ایک دختر نظر — پری پیکر و مہوش و سیمبر — لباس اور زیور تھا شاہانہ سب — کہ شمہ رستم آن نگر و بعضب
یہ پوچھا جو انون نے اے مہ لقا — تو ہی کون تیری حقیقت ہے کیا — بتا ہ پیکر یہ کہنے لگی — کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی
وہ نسل فریدون سے ہی ہے مرا — مجھے چاہتے تھے بہت تاجور — ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر
یہ سنگ دلاور خداوند جاہ — مرا باندھے ساتھ اُسکے عقد نکاح — نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح
نہ گوہر خوشت روے پرخاشجو — کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا — تو بس صاف انکار مجھ سے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مانا مجھے — نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے — نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار — شتابی سے لی میں نے راہ فرار

گذر آب جیحون سے آئی ادھر — کیا اسپ پر ماندگی نے اثر — غرض جبکہ رفتار سے رکا — تو پھر راہ میں چھوڑ اسکو دیا

پیادہ ہوئی چند فرسخ روان — ہوئی آگے اس دشت میں اب نہان — وہ دونوں جوان اسپہ مائل ہوئے — خمنگ نگر کے وہ قابل ہوئے

ہوئے خواستگار بت سیمبر — لگے کرنے پرخاش با ہمدگر — بہم بعد پرخاش پایا قرار — کرے چلیے پیش شہ نامدار

جسے حکم دے خسرو ناجور — وہ لے شوق سے اس پیکرہ کو — گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ — ہوا شاہ دیوانۂ رشک ماہ

کسی کو نہ از نہار شہ نے دیا — پہ پیکرہ کو پاس اپنے رکھا — بندھا عقد باہم آئین دین — ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

گئے نو مہینے جب اسپر گذر — تو پیدا ہوا پور رشک قمر — نظر کرکے طالع میں شہزادہ کے — منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ اے شاہ اسکے پریشان بخت — ہوا اسکے غمگین خداوند تخت — لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پرملال — تھا تربیت کا کچھ اسکے خیال — کہیں ان دنوں رستم آیا وہان — لگا کہنے اے خسرو خسروان

اسے زابلستان میں لیجاؤ تمین — ہنرہائے شاہانہ سکھلاؤ این — کیا شاہ نے اسکو وہ میں سپرد — غرض لیگیا زابلستان میں گرد

ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا — ہنرہائے شاہانہ سکھلا سب — طریق ہنر دو شکار و ادب

ہنرمند دانا شجاع و دلیر — سیاوش نے رستم کو پھر اکروز — لہا بولا کہ اے رستم نیکروز

سیاوش جہان میں ہوا بے نظیر — یہ سنکر مہیا کرا اسباب جاہ — زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ

مجھے یہ تمنا ہی شام و سحر — کہ حاصل کروں پا بوس پدر — وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤنگا — تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

کیا عرض شہزادہ یسے یون کہ اب — روان ہو جیے با نشاط و طرب

## باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بعصیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی — حضور شہنشاہ با صد خوشی — اُسے لیگئے پیشوا آکے سب — ہوئے دیکھکر شہ قرین طرب

بہت لطف مبذول اسپر کیا — سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا — ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی — اور رستم کو بھی آفرین خوب کی

حضور اپنے پھر شہ نے تا مدت دراز — رکھا اُسکو مشغول کسب و کمال — یہ دل چاہے تھا پھر شہ دہر کا — کہ ملک اُسکو دے ماورالنہر کا

بجاہ و حشم ہو کے یا نے روان — سیاوش کرے حکمرانی وہان — کہ اتنے میں سودابۂ مہ جبین — جہاندار کی زوجۂ اولین

یہ کہنی لگی شاہ کاؤس سے — کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے — اُسے تخت پر ساتھ اُسکے کروں

جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر — سیاوش کو راضی کرا اے مہیر — تو وہ شہ سے لیکر اجازت گیا

سیاوش پاشنش تھی وہ مہ جبین — سیاوش گیا جبھی اُسنے وہین — اُسے لیکے پہلو میں بیٹھی وہ حور

ہوئی گرم مہر اُس سے جیسے وہ پری — وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری — پکڑ کر گلے آغوش میں خوش ہوئے

اُنھیں وان طلب کر کیا تخت نشین — سیاوش سے سودابہ کہنے لگی — کئی دختر خواندہ زہرہ جبین

خداوند ہو تخت و دیہیم کا — شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا — ہوا موبدان سے یہ مجھکو عیان — ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور — کہ ہین حسن میں رشک غلمان و حور — یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے — منجم شہنشہ سے کہنے لگے

رہا سنکے خاموش وہ نامدار — نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار — تو انمین سے کرلے کہ اب تو بدل — کہ یہ سب نسل سے بادشا ہونگے متین

یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے — تعجب نہین گر عداوت کرے — کیا یہ بھی اندیشہ دل میں تمین — کہ یہ مان حقیقی مری کچھ نہین

سوا اسکے کہتے ہین سب معتبر — خدا اس سے بہتر کرے اور احتراز

وہ کہتی تھی کہ کھولوں اپنی زبان
یہ دلگداز لب بستہ تھا فغاں پنہاں

جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب
وہ سمجھی کہ اب مجھکو شرم و حجاب

کیا سب کو خصت اکیلی رہی
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی

کہ عاشق ہوئیں تجھپہ اے مہ جمال
ہوئی منقضی مدت ہفت سال

تو بر لا شتابی سے اب کام دل
کہ حاصل مجھے ہو دو آرام دل

کروں گی میں فرمانروائے جہان
تجھے بعد کاؤس کشور ستان

سپاہ جہاندار کاؤس کے
سراسر مرے تابع حکم ہے

فریبرز سنے ہر چہ از کو دیے
لب اپنے بہ نہر اوے نے وا کیے

جھکائے ہوئے سر کو وہ نامدار
اٹھا جب تو سودابہ بے بند و تنگ

یہ سوچا ملک زادۂ نامور
مبادا غضبناک ہو جائے یہ

ندیکھا کوئی چارہ جز الفتیاد
بے عقد دختر چو تو نے کہا

ولیکن نہ کہہ اور کچھ آرزو
سیاوش نے یہ بات جسدم کی

کیا اسکو رخصت بلطف و ادب
کہ دختر کو میری پذیرا کیا

ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرام
سیاوش کو پھر اسنے روز دگر

زر و گوہر و نعمت بیکران
سوا اسکے اسباب شادی تمام

یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
دیا اسکو اسباب شادی تمام

کہا جا کے اے شاہ روز مبین
ترے واسطے شہ سے لائی ہیں

وہ لالی زبا پر سخنہائے دلکش
ترے واسطے عشق میں تیر ہوئیں

تو ہمخواب ہو مجھسے دل شاد کر
مجھے بند سے غم کے آزاد کر

تو ہی بانوے شاہ کشور ستاں
بھلا اسطرح مجھسے ہو کچھ خطا

کیا شاہزادے نے انکار جب
وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب

سیاوش وہانسے شتابان ہوا
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا

غرض فتنہ اک اسنے برپا کیا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا

خراشندہ ناخن سے رخ کو کیا
پریشان کیے بال سر تا بپا

یہ سنکر گیا خسرو نامور
یہ احوال سودابۂ کاد دیکھکر

کہ شاہا سیاوش نے یاں آ کے
پچھاڑا مجھے زور سر پنجہ سے

بدشواری اس سے ہوئی میں رہا
مرا پاک عصیاں سے دامن رہا

کہا یون کہ اب راز کر آشکار
نہ کہنا بجز راستی زینہار

یہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر

بمطرنجی پوشاک سودابۂ کی
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تری

اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
کرے سر کو اسکے جدا بیدریغ

مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
خلل ملک میں آئے وہ بدنہاد

شبستان میں سیج کو کوئی نہ بچھائے
تھی مثل سودابۂ مہ جبین

یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا — سیاوش کو دیکھا تو ہی بیخطا — تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہ سمجھی وے دل مین وہ حیلہ ساز — نہ آئی ذرا پیچ پائی سے باز — یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
وے بات اسکی شہ نامدار — پذیرا نکرتا تھا کچھ زینہار — اسی فکر مین تھی وہ شب و روز و سا
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن — ہوئی خوش وہ سنکر یہ نظام سخن — لگی کہنے پھر اس سے وہ کینہ جو
حضور اپنے کرکے طلب زود تر — کیا شاد دیکے اسے سیم و زر — کنیزون کو میری ہوا سد مہر
شہنشاہ کاؤس نیرسان چہر — سیاوش کا تو کیجیو نام تب — بہم خفتہ تھی ایکدن رات کو
کنیزان یکایک خروشان ہوئین — وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین — ہوا اسکے بیدار فرمان روا
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا — فلانی حرم ہی جو تیری شہا — یہ پوچھا کہ یہ شور غوغا ہی کیا
وہ رکھ گھست مین لیگئین پیش شاہ — اگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ — کہا شونے لاؤ انھین زود تر
یہ بچے سیاوش کے مین تخم سے — کہا بعد یکہفتہ اسے شہریار — جب اس سے پوچھا حقیقت تمام کیا
وے فعل دیکھا سیاوش کا باپ — یہ سودابہ نے سنکے شہ سے کہا — یہ بیچے نے تیرے آلودش کیا
وہین اٹھ کے فی الفور باہر گیا — شہنشاہ خاموش و حیران ہوا — ہری بات کا تجھکو یارا نہ تھا
یہ ظاہر کرور کے ہین تخم سے — بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا — بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کہا بعد یکہفتہ اسے شہریار — دکھائے انھین ہر دو مرد و پسر — کہا انکے طالع مین کیا رقم
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا — وہین طالع بخت کو دیکھکر — لگے غور کرنے وہ شام و سحر
تہین راست گفتار یہ زینہار — کیا راز پنہان ناپاک زن — بیان سر بسر پیش شاہ زمن
رہا سنکے خاموش کاؤس شاہ — وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس — تہن سے ڈرے ہین جو شاہ و گدا
حمایت تو کرتا ہی بیٹے کی اب — سیاوش کو ہے خواب دینی سزا — سزاوار ہی قتل اہل خطا
کہا یون کہ مرقی ہو نہین تمہارا کہنا — کہ بیدادیش از سکہ سودابہ دید — شہ نامور سے یہ کہنے لگی
اگر ہی گنہگار جلجا ہے گا — وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا — یہ کمسن سیاوش ہر قاتل شتاب
خطر کیا ہی اے شاہ فرخ خصال — نہین راستی کی کبھی ہر گز روش — یہ سنکر آگ ہو گئے وہ میان بیکباک
خداوند غفار کو یاد کر — سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا — اوگا کہنے تب شاہ سے وہ جواں
ولیکن شفاعت سیاوش کی — ہوئی آتش افروختہ جان و تن — کہ ہی وہ تو صف آشکار و نہان
خداہی نگہبان مرا ہر زمان — ہوا سخت سودابہ پر خشمناک — سلامت وہ نکلا پر انجام کار
نہ ہو بچا اسے کچھ ضرر زینہار — سر خون سے گندر استہ فرین شاہ — کہا ہو تو ہلاک کہ تا تجھکو ہو ملاک
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک — غرض اسپہ کی مرحمت کی نگاہ — کہا شہ نے لاؤ انھین زود تر

## داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ از بسکہ بدکیش تھی — سیاوش کی نا حق بداندیش تھی — ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
خطرناک رہتا تھا وہ نامدار — دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار — کہ کیا حضرت ایزد ذوالجلال
یہ پہونچی خبر ان فنون ناگہان — کہ تورانیون سے با لشکر گران — ادہر پھر ہوا عازم افراسیاب — یہ سنکر جہاندار عالی جناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا — کہ اے نامداران جنگ آزما — بداندیش ترکان نخوت شعار — نہین عہد و پیمان پر اعتبار
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ — یہ کہتے مین دل مین خیال تباہ — سنے کچھ نہ کچھ کرین ایک بار — کرون انکو آوارہ و قتل و خوار
سیاوش نے کاؤس سے یون کہا — کہ اے شاہ شاہان کشور کشا — مجھے بھیجیے سوے افراسیاب — کرون جاکے اسکو تباہ و خراب
کہا شہ نے تجھکو گمان ہی یہ تاب — جو شہرے ذرا پیش افراسیاب — زبردست ہی دیکھے وہ ایجان — قوی چنگ مین اسکے سب پہلوان
یہ مقصود تھا اسکو اسباب سے — کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے — بداندیش سے جاکے ہون خواہ
وہ بولا کہ اوس سے نہ کمتر ہون مین — سنبر اور قوت مین ہمسر ہون مین — سدا فوج تورانیہ غالب رہا
حضور شہنشاہ جوہر شناس — کیا پھر سخن نے یہ التماس — مجھے کیجیے رخصت اے شہریار
کرو آپ تکلیف ہرگز نہ خواب — رہو یہان با آرام عیش و طرب — دی جنگ ترکان نخوت نشان
انھین الغرض دے کے سامان جنگ — روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ — ولیری سے پہونچا بلخ پر
وہان پر جو تھا حکمران تازیان — سوا آیا لے کینہ خواہی دوان — تو بسل سنے لی دو مین راہ مین
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار — ہوا جاکے محصور انجام کار — سپہ لیکے داماد افراسیاب
دلاور تھا گرشیوز اسکا تمام — ہوا دیکھکر تازیان شاد کام — ہوے شاہزادے خواہان جنگ
رہا خوب دو روز رنگ کشت خون — کیا فوج ایران نے انکو زبون — تو ناچار گرشیوز و تازیان
گریزان ہوے جیحون سے گذرے شتاب — گئے خستہ دل پیش افراسیاب — یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا
کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر — بہم متفق ہوکے پھر سیدرنگ — کرے اسکے لشکر کو یکسر تباہ
سران سپہ نے یہ اوس سے کہا — کہ جلدی کو مت کام فرماندا — ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان — وہ گیجو لکھے جو تجھے شہریار
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا — لکھا یہ کہ اے شاہ کشور کشا — ہوا بلخ مین وہ دخل شہزادیکا — اور اپنا ہوا بلخ مین پھر توقف کنان
گذر جاون جیحون سے گر سلم ہو — سپہدار توران سے ہو رزم خواہ — گیا عالم بلخ کا شکست — ہوا بلخ مین پھر توقف کنان
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر — تو پھر گرز آدھر کا ارادہ نکر — لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب — کہ ہی سخت پیکار افراسیاب

## آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایا نزد سیاوش بدرخوست و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار تورانیان — کہ اے جب وہ گرشیوز تازیان — یہ سنکر اوٹھا اسکے چہرہ کا رنگ
گیا خواب مین شب جو افراسیاب — تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب — گذارش کیا اسنے احوال جنگ
یہ پوچھا کہ اے سرور نامور — مجھے خواب مین اپنے پیکر کا نظر — ہوا ہول سے اسکے گرم فغان
یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب — کہ اوسوقت دیکھا ہے یہ خواب — جو یکبارگی تو خروشان ہوا
نمایان ہوا ابر مین ایک مار — ہوا رخ سے ایران کے آشکار — کہ اک دشت مین بیکران سانپ تھے
کیا میرے لشکر کو اسنے ہلاک — ملایا ہر ایک کو تہ خون و خاک — وہین باد صرصر ہویدا ہوئی
جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ — وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ — پکڑ کر مجھے لیگئے مردمان
ہوا دل ازین بسکہ اسوقت دو — خروشان ہوا پھر مین آہیکرو — اوٹھا وہین یارو سینچکر سے تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ — لگا کہنے داماد افراسیاب — کہ برعکس ہوتی ہی تعبیر خواب

نہ دلمیں ذرا خوف واندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح وظفر

طلب اُسنے دانشوروں کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا

وے ایک نے عہد پیمان لیا
سپہدار تورانسے پھر یوں کہا

وگرنہ خرابی پڑے ہی نظر
مبادا کہ ہو جاے نوع دگر

دوان پھر کیا شہ نے داماد کو
سیاوش شہزادۂ نام جو

گیا جبکہ گرشیوز نام جو
سیاوش ہوا دیکھکر شادمان

اُٹھا وہیں داماد افراسیاب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب

وے سخت مکار ہی بدنہاد
جنھیں ہم کہیں سو وہ اونھیں کہیں ان

ہمیں اسطرح صلح منظور ہے
یہ احوال لکھکر اُسنے قاصد شتاب

بخارا وخوارزم اور چاچ بھی
تہمتن نے جبکا لیا نام تھا

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
اُڑے ہوں سے جسکے ہوش وحواس

کہ تیرا معاون ہی پروردگار
ظفرمند ہوگا تو اے شہریار

حضور شہنشہ جو رستم گیا
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا

تہمتن نے آزردہ ہوکر کہا
کہ حاضر رہونگا میں ہنگام خسرو

کیا کچھ تامل توقف درنگ
نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ

یہ تعبیر اُسکی نہ آئی پسند
ہوے سنکے خاموش فالنشوران

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

پسند آئی گفتار اختر شناس
عطا کی اُسے نعمت بیقیاس

فقط نامہ اُسکے حوالے تھا
تحائف بھی انواع وہ لیکیا

وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
پے آشتی اُسنے کی التجا

ہوے محفل آرا بعیش وطرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

سیاوش نے رستم سے پھر یوں کہا
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہی کیا

کہ بدخواہ عاجز نہوا جب کمال
کیا آشتی کا تو اُسنے سوال

فرستادہ کو دیجیے پھر جواب
کہ گردان وخویشان افراسیاب

تعلق ہی ایران کے جو کچھ کہو
کہ اُس سے بھی اب دست بردار ہو

سحر جبکہ گرشید زآیا دوان
کیا اُسنے مرکوز خاطر عیان

کیا شاہ تورانے سب کچھ قبول
ہوئی آرزوے دلی سب حصول

عزیزان وخویشان فرخ نہاد
دلیران وگردان عالی نژاد

ہوا شاد شہزادہ نامدار
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار

سنی جبھی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

سواُسکے اختر شناسوں نے بھی
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

تہی ہوگی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج وعذاب

لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہیں صلح منظور اے پہلوان

کہا شہ نے ثم حذر کرتے ہو تم
تو میں اور کو بھیجتا ہوں اُدھر

روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
جہاندار نے سوے افراسیاب

سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تو رانیوں کو تو یاں لیکے آ

## آزردہ شدن بادشاہزادۂ سیاوش ازکیکاؤس ورفتن نزد افراسیاب وبپیش آمدن او بتعظیم وتواضع ودادن دختر خود وملک بخشیدن به شاہزادۂ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان وآزردہ تب

دیا اُسنے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے

کرے قتل ہر ایک کو ہو یقین
کہ دلمیں بھرا اُسکے ہی بغض وکین

سوا اُسکے سودا یہ ہی کینہ جو
مری دشمن جان ہی وہ شہ شتخو

سیاوش نے پھر یہ کیا التماس
سیران سپہ کو بلا کر کہا

کہو سوچکر مصلحت اب ہی کیا
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب

جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب
مرے عہد وپیمان کا پھر اعتبار

نکو ئی کریگا یہاں زینہار
خدا جانے کیا ظالم نابکار

مرے سر پہ لاوے بلا بیشمار

نظر آوے جب کہ گرہی وحضر را
تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر
سپہدار توران کی یہ بات سن
پدل میں ہی یہاں چھوڑ کر سب سپاہ

یہ سنکر بہت ہنسے اندو ہگین
یہ گو جدر بہرام بولے وہین
نہین مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب

سمجھائے ملکزادۂ نام جو
کہ ہرگز نہین اعتماد عدو
وہان شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہی اس سے کہ لیل و نہار
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
سو شاہ توران روانہ کیا

لکھا یون کہ اے خسرو نامور
عوض میرے بھیجا اُدھر کس کو
کہ ہو تم سے اب آنکے رزمجو

مرا عہد و پیمان ہی استوار
یہ پہنچے وہین شاہ کاؤس سے
رکھون راہ رسم مروت نگاہ

غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سے
نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے
کہین دور جا کر بسون کس زمین

یہ پہونچے جہان پاکہ کاؤس کا
رہون امن سے وان مین صد سال
کہ جا کر کرون مین اقامت وہان

تمہارے غرضران وخویش ناکام
کیا مین نے خصت بعیش و طرب
لکھا اسنے نامہ کا یہ یہ جواب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان نہین
ترے ساتھ ہی صلح میری رہی
وہی جنگ و پرخاش جس سے رہی

کہان طوس و گودرز و کاؤس کی
کہ ہو آنکے مجھسے اب ہم نبرد
ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تفاوت نے کیا تجھکو وہا لا کیا
محبت کرون مین بطور پدر
تو آشوق سے یان بفرخار بھیج

تو جو چاہے مجھکو وہا لا کیا
زر و گنج و افراگ و درہم و دین
کرون ملک ایران کا تاجور

یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
ہوا بند سے عکو آزاد و تب
اور اک نامہ کاؤس کی یہ لکھا

کرون عرض کیا ہی یہ خصم ایران
کہ پہلے تو آوے شاہ کشورستان
کیا پر غضب تجھکو سودا نے گھیرا

یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک
خدا گاہ نہ ہرگز کیا خوف دل
وہ زنہار تو نے نہ یاد کیا

گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
ولیکن باطاف پروردگار
کیا بلخ کو فتح یان آن کر

سپہدار توران جا کر کیا
زوا کسر و ملک اس سے لیا
لوے لو نہ راضی ہوا ہم کسم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
توقع مجھے تجھسے اب کچھ نہین
سو خانہ خصم لیتا ہون راہ

جو ہی سر نوشت اپنی وہ ہو گا
مٹے اب لکھا کا ملک اقتدار کا
روان کر چکا جب تو بہرام کو

طلب کرکے اولاد و خویش و جاہ
کہ یہ کشور و ملک بلخ و سپاہ
تو کر دیجیو اُسکو تفویض سب

یہ کہکر ملکزادۂ نام دار
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
گیا لشکر افراسیاب

یہ نزدیک شہر کے جب کیا
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
پیادہ ہوے دور سے دیکھکر

کیا یک دم آراستہ شہر کو
آئین و نواہ و طرز نکو
ہوا سر پہ شہزادے کے نثار

سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب
ہوئی تیرے آنے سے شہر و بوم

سپہدار نے پھر یہ آئین نیک
کیا جشن شاہانہ ترتیب یک
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے

تو الطاف عادلانہ تعظیم کی
بہم پسندیدہ تکریم کی
کہ مجھسے تغافل ہی کیوان کو

تو ہی پورپور شہ کیقباد
چو ہرمز نژاد انا و فرخ نہاد
خلائق ستودہ عاقل است کو

میسر تفاخر کا سامان ہوا
کہ مجھسا ملکزادہ مہمان ہوا
سنی جب گفتار لطف و کرم

مہیا شاہ و شاہزادہ ہم شکم

جھکا کر ادب سے سر انکسار — ہوا وہ پرستندۂ شہریار
کوئی نامدار اک وہاں پر نہ تھا — سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
بہت تجھ پہ ہے مہربانی شاہ — وفور محبت ہے شام و پگاہ
تو ہو کفتخدا اے ملکزادہ اب — بسر کر بعیش و طرب روز و شب
کہ ہستی سے جب جاؤں سوئے عدم — تو ہوگا شہنشاہ ایران بجاہ و حشم
جو ویسہ نے شہزادہ سے یوں کہا — تو اُسنے خوشی سے نہ پیرا کیا
اُسے ویسہ نے بادل پر جھفا — کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
نگارا رہنے ساتھ اُسکے دن رات شاد — مگر نا تھا کاؤس کو گاہ یاد
فرنگیش ہے وخت افراسیاب — کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا لگا — وگر یار ساتھ اُسکے ہون کتخدا
طلب کر کے پھر موبد خاص شاد — لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے — کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین — وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
ترقی ہوا جازت تو لے لے بیا — فرنگیش کے ساتھ ہون کتخدا
یہ بہتر ہے مجکو بھی اے نامجو — کہ تو شاہ تورآن کا داماد ہو
یہ کہکر خوشی سے وگلو ہو شتاب — سوے خانۂ شاہ افراسیاب
ہوئی جا کے گلشہر خدمتگزار — ہوا اُس سے ہر ایک شادان و مان
فرنگیش کی مان نے سو نیا سے — ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے
کیا کتخدا رسم و آئین سے — فرنگیش کو ساتھ شہزادہ کے
کہ جسکا نہین ہو سکے کا بیان — سوا اُسکے ہو کر بہت شادمان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر — کہ وہ بادشہزادہ نامور
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد — کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
سپہدار تورانسے پرخاش کا — ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا

غرض روز و شب پیش آئین شاہ — فرون تھا سیاوش کی اعزاز و جاہ
کہ تو ہو دل و جان افراسیاب — ہوا جیسے مہمان افراسیاب
یہی اب ہے مقرون راحت و زین — اگر اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ — تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
یہان سب ہے نزدیک ایران زمین — نہ زنہار جا رو نہ شب کہ بین
کہ گل شہر تھا نام وہ مشک بہار — حریرہ کی تھی دختر گلعذار
ہوا خوش ملکزادہ نامور — جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا — کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو یا خوشی سے تجھے شہریار — تو ہوتا اگر اُس درخت کا خوشہ گار
کہ زن چار بیہ شہ و سہ تین بار — یہ ہے رسم شاہان عالی وقار
مری پرورش مین بمثال پدر — کہ مصروف ہی خسرو نامور
بنا پدر کیا شہ نے یہ التماس — کہا جا کے موبد سے سلطان پاس
اکہا جائے گلشہر سے یون مگر — ہوا شاد شہزادۂ نامور
کہ راضی ہو گلچہر سے بھی شتاب — دیا گلشہر نے یہ سنکر جواب
فرنگیش کی ہونگی خدمتگزار — بسان کنیزان مین لیل و نہار
گئی لیکے اسباب شاہی تمام — گئی لیکے اسباب شاہی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی سب ساز — پھر اپنی طرف سے بھی سب ساز
بصد شادمانی و عیش و طرب — رہا رات دن عیش مین با ہمدگر
بصد حشمت و جاہ و توقیر شان — وزیر و اہل و سپاہ و فیلان و فرش
جہیز اُسکو والے نے ملا اسقدر — دیا شہ نے اُسکو دیار ختن
کیا لطف سے شہریار ختن — گیا بلخ سے پیش افراسیاب
ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب — خفا ہو کے شہ سے چلیسا گیا
ارونہ ہوا رستم پہلوان — رکھا شہ نے موقوف اُسکو طوس پر
لکھا یہ کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادۂ سیاوش طرف ختن و باعث نا موافقت آب و ہوا و روانہ شدن طرف دریاے گنگ و طیار نمودن قلعۂ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرسیوز را ما فراسیاب و ور غلانیدن اُنش افراسیاب را

سیاوش ملکزادہ نامجو — دکشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب — مرخص سپہدار تورانسے ہو

فرنگیس کو لیکے با فوج شان
گیا سوے شہر ختن شادمان

تعین کیے مرد ہان جا بجا
کہ ہووے جہان خوب آب ہوا

لب کنگ اک جاے دلچسپ تھا
ملکزادہ کو آ کے دی آگہی

بنایا وہان ایک حصن حصین
حضور اُسکے تھا یہ سپہ چرخ بریں

ہزاراں جا تھے انواع نقش و نگار
بصد رنگ وان جلوہ گر تھی بہار

سپہدار کاؤس عالیجناب
پلنگ و سپہدار افراسیاب

لکھی سبکی صورت بخوبی وہان
بنا ہر مکان غیرت گلستان

حوالے اُسکے بھیجا بہت ناز و گنج
حضور ملکزادہ بیدرد و رنج

سیاوش ملکزادہ اسوار سے
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اُسے

سپہدار توران ہوا شاد کام
رکھا پھر خوشی سے فرود اُسکا نام

حضور سیاوش روانہ کیا
تحائف بہت بھیجے اُسکے سوا

سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض جن
یہ چاہتا تھا کمبخت بیداد دین

ولے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بظاہر تھا مداح شہزادیکا

بہت ساتھ اُسکے مدارا کیا
نہ آیا وہ در تک ولے پیشوا

تو پھر دل مین اُسکے ہوا خوف جا
زیادہ ہوا بغض و کین و حسد

تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار
سیاوش سے غافل نہو زینہار

دماغ اُسکا نخوت سے یکسر پھرا
نکی میری تعظیم اُسنے ذرا

اطاعت سے تیری نہین اُسکو کام
یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام

سخنہاے باطل کو افراسیاب
سمجھا اور کیا بس وہین پیچ تاب

لگا کہنے یون شاہ توران زمین
کہ شہزادہ ہے کوہ دانش و دین

مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ بھیجون اُسے پیش کاؤس کے

کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
سب احوال یا رنگا ہوا آشکار

یہ مصلحت اب شہ ارجمند
کہ بیمیں سیاوش کو اب کے بند

پسنکر لگا کہنے افراسیاب
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب

سیاوش کو نامہ دو بھیجا کے جب
کہا بھیجکے اُسنے یہ با صد طرب

یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد

فریب اُسنے اسطرح وہین کیا
یہ شہزادہ نامور سے کہا

وہ خاموش رہا کچھ نہ پاسخ دیا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا

سیاوش کو اُسنے دیا یہ جواب
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب

ہوا جبکہ رونق فزاے ختن
تو ہو اک ملکزادہ باتمیز

نہ ہر گز خوشی آئی ہوا سے ختن
شبر دو کہ مسکن گزین جا ہون

بآرام و عیش و طرب وان رہون
اگر ہے اک مکان مثل باغ جہان

ملکزادہ نے کی سکونت وہان
بنائے درون حصار بلند

مکانہاے دلچسپ و خاطر پسند
کیو مرث و جمشید فرخ نہاد

فریدون منوچہر اور کیقباد
نریمان و ہم رستم و سام زال

یہ جتنے تھے گردان ماضی و حال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر

تو بھیجے وہان اور اہل ہنر
پریچہرہ گلشہر رشک چمن

کہ تھی حاملہ وقت عزم تین
ہمان دنون اُس سے پیدا پسر

کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
ومین طفل کے ہاتھ کو غران

لگا اور نجبہ کا اُسکے نشان
گیا لیکے گرشیوز نام دار

بحکم سپہدار توران دیار
کہ شہزادہ رہیو نہ اس شان سے

نکلجاوے اقلیم توران سے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب

ہوا شاہزادہ قرین طرب
بزرگی و خردی کا آداب وان

نہ لایا بجا وہ ثریا نشان
وہ رخصت ہو نامہ کا لیکر جواب

گیا پانسے جب پیش افراسیاب
نہین وہ سیاوش جو تھا پیشتر

بیان کیا کرون اُسکا مین کر فر
فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ

وہ رکھے ہے دل مین خیال تباہ
کرے ملک توران مین یہ پا فساد

خبردار اے شاہ والا نژاد
وہین اپنے دلمین یہ لایا خیال

کہ شہزادے کو بانسے دیجے زوال
پہ جو کوئی لاوے اپنے حضور

دغا ساتھ اُسکے ہے دانش سے دور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب

تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان

کرے ملک تسخیر سب یکمان
بہانے سے اُسکو طلب کیجیے

نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے
دلاسا اُسے دیکے اب لایہان

غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب

سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب
روانہ ہو یہ سنکے شتابی وہان

تو باطل سری بات ہو یکمان
کہ جانا مناسب نہین اب وہان

وہ بولا کہ کیا واسطے کے یہان
زبان تلک سخن کو ذرا لایئے

حقیقت ہے کیا مجھسے فرمایئے
تو ہے اک ملکزادہ باتمیز

مری جان ہے اور دست عزیز

نہین چاہتا زیر چرخ بلند — کہ پہونچے تری جان کو کچھ گزند
نہین ہے گمان یہ مجھے زینہار — کہ مجھ پر کرے کچھ ستم شہریار
کیا کسطرح اُسکو شہ نے ہلاک — نگاہ نہ ہرگز کیا خوف و باک
ارادہ یہ اُسنے مصمم کیا — کہ کھینچے مجھے زیر چرخ جفا
وہ بولا کہ ہون پر سراستی — غلط شاہ سے ہے گمان بدی
نہ کر جہل اب تو ہے گر پہو شیار — دہن مین بلا کے بچا زینہار
یہی مصلحت ہے کہا ؤن وہان — بچالاؤن فرمان شاہ جہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار — کہ ہان لکھیے عذر آنیکا ایکبار
کہ اے نامور بادشاہ جہان — یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون آن
ذرا بھی شفا ہو تو باچشم و سر — قدمبوس حاصل کرون آنکر
حضور شہنشاہ توران دیار — جو پہونچا تو بولا کہ اے شہریار
ذلیل اُسنے مجھکو کیا ہائے سخت — کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت
کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان — جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
گیا اُسطرف شاہ لیکر سپاہ — کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ
ہوئی راست نزدیک اُسکے تمام — لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام
فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی — کہان اُسکی خاطر پریشان ہوئی
کہا اُسنے چل تو بھی اے دلربا — فرنگیش نے تب یہ پاسخ دیا
مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو — سلامت تو لیجا غرض جان کو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن — کہ پیدا پسر گر ہوا ہے سیمتن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب — مقابل سیاوش کے ہو پہونچا شتاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان — رہا ایکتن بھی نہ زندہ وہان
شجاع و دلیر و قوی ہے بیحد — دلیری و مردانگی مین ہے فرد
یہی مصلحت ہے کہ یکسر سپاہ — کرے تیر کا اُسکو آماج گاہ
بھلا قتل ہان کسلیے کیجیے — مگر زندہ اُسکو پکڑ لیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا — تو یون پہلوان پیلسم نے کہا
روان ہو کے پھر پہونچے افراسیاب — مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
فرنگیش آئی حضور پدر — پراگندہ گیسو خستہ جگر
کہ ایمان سے آکے اے پادشاہ — سیاوش تری سر بسر لاپناہ
کہ شعلۂ و خار مجھکو تو یان — برائے خدا بخش اُسکی تو جان

سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا — کہ سلطان نے دانا و مجھکو کیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا — کہ اغریرث کا سگا برادر جو تھا
فراہم کیا تو نے لشکر جویان — شہنشاہ توران ہوا بدگمان
کیا مین نے پیدا تجھے میان — وے دل مین اپنے تو کر یہ گمان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد — کہ اے نامدار گرامی نژاد
سیاوش نے سوے سطر سے کہا — کہ وہ سوے بس ہرگز نہین ہے روا
وے اُسنے ہر بات کو رد کیا — کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
فریب عدو وان ہوا کارگر — لکھا نامہ شہزادے نے زود تر
ولیکن فرنگیش رنجور ہے — تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
وہ گرشیوز مدبر و کینہ جو — روانہ ہوا وانسے لے نامہ کو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے — دماغ اُسکا اب عرش سے دور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار — نہ میرا سنا کچھ سخن زینہار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب — ہوئی مشتعل آتش قہر تب
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر — تو گھبرا کر شیوز حیلہ گر
کہ جاتا ہون گر پیش افراسیاب — تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
سیاوش سے بولی کہ اے نامدار — گریزان ہو اب سوے ایران دیار
کہ اب پنج ماہہ حمل مجھکو ہے — کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طے
سواران جنگ آزما ایک ہزار — لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
تو کیخے خسرو اُس طفل کا کیا نام — اُسے دیکھکر رہیو تو شاد کام
ہوا بس وہین گرم بازار جنگ — ہوا کار خنجر پہ تیغ و خدنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا — سپہدار توران نے پھر یون کہا
سیاوش کے نزدیک جائیگا — تو بس جان کو اپنی دے آئیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا — سیاوش ہے اے نامور نیچا
ہجوم آخر لاکے مرد دلیر — سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
کہ شہزادے کے قتل مین زینہار — نہین چاہیے جلدی اے شہریار
ہوا دیکھ حیران وہ سارا سپاہ — کہ تجھے یک قلم غیرت گلستان
خروشان و گریان ہوئی جملہ جاں — لگی کہنے یون با دل دردناک
کیا قصد کیون اُسکے قتل کا — ستم ہے خطا پر کہا کیون اُسے
کہ دنیا کا پھرتا نہین اعتبار — نہ دم کا بھروسا ہے چیدہ زینہار

سمجھو بات کو اور مت کرو کام — کہ نفرین کریں خلق مجھ پر مدام — ابھی رستم و زال بھی زندہ ہیں — سر تخت قائم ہے کاؤس کے
ہوئی گرم یہ زاری کنان و شک — ولے بر سر رحم آیا نہ شاہ — نہ خاطر میں لایا ذرا اسکی بات — اٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
فرنگیش آخر ہوئی ناامید — ہوا بس شب تیرہ روز سفید — حضور سیاوش گئی ماہرو — کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
بسکنے لگی ہمکے زاری کنان — کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہاں — رکھا شہ نے تجھکو بسان پسر — اُسے تو نے سمجھا بجائے پدر
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا — جواب عمدہ بیان سے یوں پھرا — ترے خون پر ہاتھ باندھے کمر — خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
مجھے باپ سے یہ نہیں تھی امید — کہ غصے میں لرزاں ہوں مانند بید — خدا تیری مشکل کو آسان کرے — دل بدسگالان ہراسان کرے
غرض جو دوسرے روز اک پہلوان — بحکم سپہدار آیا وہاں — سیاوش کو میدان میں وہ لیگیا — سیاوش پہ دل پلٹیسم کا جلا
گیا ساتھ اسکے وہ گرد کنان — سیاوش ہوا پھر مناجات خوان — کہ پیدا کرے داور دادگر — مرے نخم سے ایک فرخ پسر
دلیر و جوانمرد جو بہ اے نام — کرے دشمنوں سے مرا انتقام — پھر اک مشت عاقل نے لا کر رکھا — کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا
کیا سر کو آویختہ پھر شتاب — بحکم سپہدار افراسیاب — روان خون اُسکا زمیں پر گیا — ہوئی خون سے روئیدہ اک روان گیا
کہ پر سیاوشان اُس گیا کا ہے نام — اٹھایا ہے خون سیاوش کے عالم تمام — سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان
سپہدار توران کو وہ دردمند — لگی کرنے نفرین بانگ بلند — سپہدار اُس سے یہ بولا کہ بان
شتابی فرنگیش کو باندھ کمر — تو کر ضرب و شلاق اسقدر — نہ تخم سیاوش کا رہے نشان
جو حاضر تھے اُس بزم میں نامور — ہوئے دلمیں نفرین کنان سر بسر — کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب — کہ تھا دایۂ شاہ افراسیاب — روا رکھ نہ ایذائے بیچارہ زن
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے — کہیں بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے — کرے خلق نفرین اُسے دمبدم
فرنگیش خواہان آسیر نہیں — طلبگار اور تنگ پرزر نہیں — تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
کہا شاہ نے یوں کہ لیجا اُسے — ترے واسطے میں بخشا اُسے — تو لانا مرے پاس اُسکا امور
جو شہ نے کہا سو بدیرا کیا — فرنگیش کو اپنے گھر لیگیا — کہ بدبخت گرشیدز کینہ ساز
ہوا فتنہ انگیز از رہ کین — سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہیں — اگر شہ کی نظر اوس سے وہ ناکار — پشیمان ہوا خسرو نامدار

## ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر — رہے تھی آرام پہ ران کے گھر — جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک بور
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا — پھر اندیشہ پیران کے دلمیں کیا — کہ لیجاؤں گر شیرین شاہ جہان — تو ضائع کرے طفل بیگمان
نہ لایا غرض پیش افراسیاب — بھیا فین کو دل کو بھیجا شتاب — اُدھر خوبرو بہمن شاہ تورانکو شب — نظر آئی یہ واردات عجب
لیے جمع اک شخص آیا وہان — سیاوش ہو دنبال اُسکے دوان — لیے ہاتھ میں تیغ الماس کار — یہ کہتا ہو وہ سرور نامدار
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر — شقاوت پہ ایتام کی کر نظر — شب جشن ہو اور نوروز طرب — کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب — طلب شہ نے پیران کو وہمیں کیا — جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا
کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا — کہ اکیلا سنے قول ترتیب یوں کہا — کہ اُس طفل کو اب مرے پاس لا

لگا کہنے وہ اسے مژدہ نام ہو
ہوا خوف و اندیشہ آسمد مجھے
اور اب دوسرے ناخوش طفل کو
غرض سطر سے میں لایا نہیں
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پروردہ ہو کر بیابان میں جب
کریں تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو مرد و مان
ولیکن یہ ہو کچھ خبر اب مجھے
مگر لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے
ومن میش کیخسرو فرود اکرام
غرض لیگئے دشت سے مرد مان
لگا پوچھنے اس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اس نے جب
جو کوئی بیابان میں پروردہ ہو
نہیں کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیس جسدم کہ پہنچی وہاں
فرنگیس کیخسرو مہ جبین

بیابان میں پھینکوا دو اس طفل کو
کہ ضائع کرے تو مبادا اسے
کرے قتل گر اے شہ نامجو
اسے لاکے مجھکو دکھایا نہیں
رہے تھا دل تا جور غمناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالطاف رب
سکھائے اسے الغرض سب ہنر
بیابان میں وہ ال آئے تھے تا کہ وہ ان
کہ اس دشت سے ایک چوپان آئے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اسے بالباس شہانی روان
وہ پاسخ لگا دینے بیگانہ وار
سپہدار یہ سنکر لگا کہنے تب
نہ کودن ہو کیدن اسے شہ نامجو
نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہے مزار سیاوش وہاں
تو پیران ویسہ نے اسکو نشان
تو پیران پیادہ شہر و مکان

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہوں ہر صبح و شام
وہ دیکھے تھا خواب پریشان تمام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے پھر بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہے کودک شیر خوار
خوشی سے اٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یاں آئیو
کیا تا جور کو سلام اسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل سے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دانا ہے
جو چاہو تو لیجاکے اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزیں جا بجا
حوالہ کیا پس فرنگیس کے
ملک زادہ کے مشہد پاک پر

کہ یاں کیونکر آیا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہووے گرفتار قہر خدا
کہ ہوں میں ترا بندۂ نیک خواہ
پر اگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ پوچھا پھر اس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنے شہریار
نہ گردنپہ تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پروردہ مثل پسر
کہ دیکھوں میں اسکو بلاؤ شتاب
زبان پر پریشان سخن لا بجو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا اور جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیرانہ ویسہ کہ ہان
نہیں ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیس سے اب لے کر جو
رکھے پاس اپنے یہ فرزند کو
کیا گھر سے پھر اپنے رخصت اسے
جو دیکھا تو نور و سنا ہے کہ سیم
ہووے اسکے سایہ میں گلزین

## خبر یافتن شاہ عالی جناب کیکاؤس از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن برستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے لے آئیں ہان
سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
کہ ترکون نے کاتا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
کہ حاضر ہو جسکے بیان سے ظلم

کسی کو روانہ کیا پھر وہیں
حضور جہاندار کیہان خدا
اسے خوف سہ دایۂ ناپدا
ہوا سنکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
یہ بولا کہ تھا اے شہ نامدار

کیا اس سبب سے وہان نے مشکل
گیا لنج سے یعنی سوے اجل

وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
تو آسکا بھلا کیوں ہے فرمان پذیر

یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کروں من سے اسکے جدا آج سر

کیا قتل وان نے سوداپہ کو
نہ بولا ذرا وہ شہ نام جو

کروں قصد اب سوے افراسیاب
قیامت کروں جا کے برپا شتاب

دلیران و گردان ایران دیار
گئے ہمرہ رستم نامدار

وہ پہونچے جو سرحد میں تورانیوں
مقابل ہوا ایک گرد آن کے

وے وقت پیکار کے وہ جوان
ہوا قید ہستی سے آزاد وان

غریو دل شاہ افراسیاب
پے جنگ پیکار آیا شتاب

کہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
حضور پدر لے گیا وہ دلیر

الیاطوس نے خنجر تیز جب
یہ کہنے لگا طوس سے سرنشب

اتصدق میں شہزادہ کی روح کے
مجھے بخش اور درگذر خون سے

کرے ہے یہ الحاح وزاری بہان
کہ تو اسے جان سے دون مان

نہ ہرگز کروں رحم اے پہلوان
کروں قتل تر کو کہ پاؤں جہان

وہیں پھر سر سرخۂ روسیاہ
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ

گئی جب خبر پیش افراسیاب
کیا گر یہ اُسنے مثال سحاب

غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب

دو لشکر مقابل ہو جب وہان
ہوا گرد سے مہر تابان نہان

کروں جملے میں ساتھ رستم کے جنگ
کروں غرق خوں اسکو اب بیدرنگ

تو میں مملکت نصف بخشوں تجھے
اور اک تخت زرنبین دوں تجھے

اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار
تو جانبر نہو پیلسم زینہار

تعیین ہی کہ یہ پہلوان دلیر
اکرے وقت پیکار رستم کو زیر

عنایت کیا اور کہا یوں کہ جان
تمنا ہے کر جا کے جنگ اب جوان

کہ وہ رستم پیلتن ہی کہاں
جسے لوگ کہتے ہیں شیر ژیاں

یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
نہ ہرگز لڑے رستم نامور

خروشان ہوا تنے میں جن پیل مست
ہوا گر م کین ترک جالاک و چست

ہوا گیو جنگی یہ جب وقت تنگ
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ

پر اُس ترک نے کھینچکر تیغ تیز
کیا کینہ خواہو نکو زخمی وہیں

یہ بولا تو کرتا ہی جسکو طلب
وہ رستم بھی آیا خبردار اب

کہا شہ نے سودا پہ کیا بحث ہی
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن

رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازاں

یہ کہکر وہیں با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان

کہ اُس گرد کا نام آباد تھا
یہ جب شاہ تو ران کو پہونچی خبر

فرامرز پور تہمتن وہیں
کہا طوس سے اُسنے اے نامور

کہ تھا شاہزادہ یکا میں دوستدار
سر رحم آیا وہ طوس دلیر

یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اُسکے تن سے تو کر سر جدا

شہنشہ نے در حال دیکر پرتلے
غریز اس ستمگر کو تھا وہ پسر

شتابی سے پہونچا پے کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم

کہا شاہ نے پونکہ گر گشتہ ہو
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا

کہا شاہ سے پیلسم ہی جوان
یہ اق اپنے پھر پیلسم کو پکار

وہیں پیلسم سوے میدان گیا
یہ سنکر وہیں گیو جنگی سوار

یہ کہکر وہیں گیو نے بیدرنگ
کمر میں گیا گیو کے نیزہ بند

گیا کرکے تیغ سرافشان علم
ہوے جبکہ زخمی فرامرز و گیو

یہ سنکر وہیں عطف کرکے عنان
ہوا آسور رستم پہلوان

مرا دل بتنگ اس سے بہت ہی
یہ لازم نہیں ہو جو محکوم زن

کیا پھر شبستان میں وہ پہلوان
کہ ای شاہ شاہنشہان جہان

روان سوے تو ران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان

وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخ نامور

مقابل ہوا اُسکے اسروے کین
کہ مثل سیاوش اسے قتل کر

بہت اُسکے غمسے ہوا شکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر

جہاندار کشور کشا کی قسم
نہ سنکر اُسے ذبح اُسنے کیا

کیا اُسکو آویختہ کہنے سے
ہوا اُسکے غمسے بہت نوحہ گر

سو پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم

ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہی گرد نبرد آزما

دلیر و قوی بازو پہلوان
وے اور اک تہمن تیز گام

ہو گردان ایران سے اُسنے کہا
گیا سوے میدان وہ کارزار

یہ چالا کہ کیجے اُسے زیر تیغ
الرزین سے جدا ہو دل ارجمند

کیا نیزے کو پیلسم کے قلم
تو پہونچا تہمتن بھی کرکے غریو

وہ آیا سور رستم پہلوان

تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
یہ ہم شرط ہوئی کی تم اور ہم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
پنجا ہی کبھی میں بے ہرگز کمک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
اور اس ترک نے تیغ ماری تو تین
کہا دل میں رستم نے ایسا سوار
نہ ترکوں سے دیکھا کبھی زینہار
کہ بند میں پیلسم کے وہ تین
کیا بند نیزے کو از روے کین
سر خاک بد خواہ کو ڈال کر
خرو شان ہوا رستم نامور
اسے بخشش و بخت و تاج و سریر
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
سیاوش کی جان پر کیا جفا
اب اور ونسے تو کیا کریگا وفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
کہو کون ہے آج جنگی سوار
سپہدار نے پھر مکرر کہا
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
اٹھا زین سے پھینکا سوے قلبگاہ
ہمارا ہوا جو اب قتل منظور گر
تو پھیریگا کوئی نہ زنہار سر
ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار
جو اس اژدہا سے کریں کارزار
گیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
سوے میدان غرض بیدرنگ
تو اب مجھسے ہو آ گے ہم نبرد
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
جو مارا سر رستم نامور
یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند
کمر بند میں کرکے نیزہ کو بند
تہمتن نے مارا جو تیر شتاب
لگا برسر اسپ افراسیاب
غرض ترک نے خشم کی زور تا
دلیری سے مارا جو گرز آن گہ
لگی ہاتھ فرصت جو افراسیاب
سوار اور گھوڑے پہ ہوکر شتاب
دلیری سے بھی رستم پہلوان
ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان
وہیں لشکر رستم نامور
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
سر و سنگ جون اژدہا دمان
گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
روانہ کیے بس وہیں مردمان
کہ تا شاہ ہزاوہ کیدو لے آویں بان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا
کہا رکھے اُسنے یہ پاسخ دیا
دیا بھیج شہزادے کو پیر سر
کہ تا کوئی اُسکا نہ پاوے نشان

کریں جنگ میدان میں از بہر کین
نہ تہمتن یہاں اب نہ وہ نازنین
کہا پھر یہ دونوں سے پھر جاؤ تم
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
شکستہ ہوئی لشکے بس خود پر
ہوا لشکے پر زور رستم کا سر
یہ ترکوں کو لاوے ہلاک دست
توانا و پر زور چون پیل مست
اُٹھا کر اُسے زین سے چون برگاہ
گیا جانب قلب توران سپاہ
کہا پیلسم نے شاہ توران بار
یہ پہلوان ہا شکوہ و وقار
با میدرخت و زر و ملک و گنج
یلان کو تو کرتا ہی پامال سنج
یہ کہکر سخنہاے دشوار و سخت
بھرا اُنسے وہ گرد فیروزبخت
سپہر چرخ رفرف دگر آفتاب
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
مقابل تہمتن کے ہو کون آن
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
کہ تھا پیلسم ایک یل نامدار
توانا و پر زور جنگی سوار
کسے تاب پھر کون ایسی ہے مرد
کرے جو تہمتن سے جا کر نبرد
یہاں ہاتھ سے اپنے ہر ایک
تو کر قتل اے خسرو نام جو
کہا پہلوانوں نے جب یہ سخن
تو گمگین ہوا سرور انجمن
کہا شاہ نے وان شاہ توران سے
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
کہا جاکے یون شاہ توران سے
سیاوش کا کینہ بالطاف آب
ہوئی بارش تیر پیکاں روان
لگی چلنے باہم سنان بعد ازاں
توجا پہونچی چرم کمر تک سنان
رہا خیر سے لیکے جسم جوان
زمین سے سپہدار کے اگ اٹھا
وہیں ایک جانب سے ہوان گیا
یہ بیتابی اُسمد ہوئی اُسکو
کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
ہوا رخش اُس عرصے میں بیقرار
رہا لشکے قائم یل ارجمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
تو ہومان نے فی الزمان راہ فرار
گہا اُسکے دنبال وہ نامدار
نہ تورانیوں میں رہی تاب جنگ
فراری ہوے سر بسر بیدرنگ
غرض اسطرح ترک کشتی ہوے
کہ کشتوں کے تا چرخ پشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نام جو
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا لگو
گئے لوگ اور اسکو لائے شتاب
حضور سپہدار افراسیاب
رکھوا اسکو دیبا کے اوپر سریر
کہ ہرگز نہیں ہے یہ جان کو خطر
سپہدار توران کو کرکے تباہ
تہمتن ہوا مالک توران گاہ

بہت ملک تسخیر اُسنے کیے — بہت گنج اور تخت و افسر لیا — سران سپہ کے لگاتا ہے زر — تو نگیں ہوئی وہ سیہ سر بسر
کیا قتل ترکون کو بیدرنگ جا بجا — نہ اک ترک ماں جزر یعیت رہا — جو لیتا کوئی نام افراسیاب — تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال — رہا ملک توران میں ہفت سال — روانہ کیا لشکر بے حساب — بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا — طلب کرکے تب کیو کو یون کہا — لاے کیو اب لاکے کر جستجو — تو کیخسرو نام ہر دار کو
غرض کیو کو کرکے رخصت دگر — فرامرز کو ملک کرکے سپرد — ہوا سوے ایران وہان سے روان — شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان بازین زر — غلامان ترک اور گنج و گہر — گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ — بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

## رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با کلبہاے ویران

یل نامور گیو جنگی سوار — بغر سودۂ رستم نامدار — شتابی سے شبدیز پر کرکے زین — روانہ ہوا سوے دریاے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا — فقط آپ تنہا کہ شبدیز تھا — ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر — ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان تبر کی زبان — نشان ملکزادۂ جم نشان — نشان اُسکا کوئی بتاتا نتھا — مکان اُسکا ہرگز نہ پاتا تھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان — کرے قتل تھا دشت درمیان — خبر پیش سالار توران زمین
روان ہو گیا گیو جب بعد ازان — نہ ہو پنجاے تا کوئی جا کر کہین — ملکزادۂ کیخسرو ذوالکرام
جو دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر — یہ گورز نے خواب دیکھا یہ ماجرا — کہ سکن کا اپنے بتایا ہی نام — زمین ساتھ اب لے کے صبح سحر
بتا دین اُسے اُس جزیر کا نام — روانہ کیے چند مردم اُدھر — کہ تا گیو کے جاے ہون رہنما — ولیکن ملا گیو اُن کو کہین
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد — جہان ہی وہ شہزادۂ ذوالکرام — شتابان ہوے زیر چین جزیرین — بجاے نمک تھا وہان آب شیر
نہ خواب اسکو تھا اور نہ آرام تھا — شب و روز تھا گیو صحرا نورد — خورش گور و پوشش بھی تھا چرم گور — نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا کہر
کہین خسرو نامور کا نشان — بیابان نوردی سے بس کام تھا — گیا گیو دریاے چین سے گذر — گئی رایگان محنت نہ صد سال
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار — پیا یا تو عاجز ہوا پہلوان — لگا گھنے افسوس کرکے کمال — حیا نے بھی زنہار خصت نہ دی
کیا گیو نے رنج پھر اختیار — کہ پھر چلیے اب سوے ایران و یار — ولے مردمی نے اجازت نہ دی — یکایک ہوے آنکر ہمنفس
لگے پوچھنے گیو سے ایکجوان — رکھا سر سوے دادۂ کوہسار — دو چار آگے چالر ہو سے چند کس — مجھے شوق ہی یہ بیشتر دید کا
کیا راہگو کم شکار افگنان — تو سرگشتہ گیتی سے اکیلا یہان — تبر کی زبان گیو نے یون کہا — کدھر سے ہوا جاؤگے تم کدھر
کیا گیو سے نہ انھون نے بیان — بیابان مین آ گیا ناگہان — ولے یہ کہو مہان تمہارا گذر — فلانی جگہ ہے وہ فرخ مقیم
سنا سخن جب تو وہ شیر مرد — کہ پیران کے مین ہم فرستادگان — خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم — تو کیجا کیا رہرو اب مقام
کئی دنسے جو گیو بیخواب تھا — ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد — نمایان ہوی رفتہ رفتہ جو شام — کہ ایسا نہو اُس سے پہونچے گزند
اُسے خواب مین الغرض چھوڑ کر — ہوے گیو سے کچھ وہ اندیشمند — وہ جاگا تو آنکو نہ پایا وہان — ولے خسرو نامور کا نشان
وہان سے وہ غائب ہوے سر بسر — وہ جاگا تو آنکو نہ پایا وہان — یہ دیکھا کہ بیٹھا ہی اک نوجوان
روانہ ہوا گیو وقت سحر — پھر اک چشمہ پر جا کے پہونچا وہان — نمایان ہی کیدست فرمے
کف دست پر اُسکے سانولا پن — عیان ہی جبین سے شکوہ شہی — گذارش کیا گیو نے اُسکو کرکے سلام
کہ شاید ہی یہ خسرو نامور — وہین گیو نے اُسکو کرکے سلام — گذارش کیا گیو نے کہ ای ذوالکرام

مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
جہاندار کیخسرو نام جو

کہ ہے گیو کو در زکا تو پسر
یہ سنکر رہین پشت پے ہیچ اُتر

لگا کہنے پھر وہ بہل نیک خو
کہ اے بادشہ زادۂ نام جو

مرے باپ کا ایک ارمان ہے
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے

بہم رستم و طوس گودرز یان
جو آوین تو پہچان لوں گا گمان

یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
شکوہ کیا فی ہے مجھسے عیان

پر اک اور بھی غرض ہے خسرو ا
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجے وا

مقرر یہ ہوئے تھا اک نشان
سر بازوے خسروان کیان

سخن سنکے خسرو نے یہ کیوکا
ووہین اپنا بازو برہنہ کیا

یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
ادب سے ہوا ووہین سجدہ کنان

کیا اُسکو گھوڑے پہ اپنے سوار
جلو مین ہوا گیو فرخ تبار

فرستادہ پیران اُس دشت پر
گئے جب تو پائی اُنھون نے خبر

ہوے جب مقصد پہ کامیاب
تو بس پھر گئے سوے پیران شتاب

غرض گیو خسرو قرین طرب
گئے جب فرنگیش کے پاس تب

مبادا کہین مرد مان حسود
خبر پاکے پیوچین کہین مثل دود

وہان ہین امراک گرد بہزاد نام
بہت دل پسند اور ہے تیز گام

یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
اسوے چیرا گاہ اسپان روان

سوار اُنپہ ہو کر وہان سے تہی
فرنگیش کے خسرو او گیو بھی

یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
کہ ضامن تھا وہ شیدہ کی فراسیاب

سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
گیا کرکے یلغار شقاوت شعار

اُسے دیکھکر گیو جنگی سوار
ہوا آکے آمادۂ کارزار

سنی تہی یہ اختر شناسون سے بات
کہ ہوویگا کیخسرو خوش صفات

رہیگا یہ محفوظ آفات سے
غرض جمع خاطر تھی اس بات سے

ہر اک طرف گھوڑے کو دوڑے تھا
نہ ترکون کو خاطر مین کچھ لاتے تھا

پھر اک یو جنگی بفتح و ظفر
گیا پیش کیخسرو نامور

کہا گیو سے شاہزادے نے یون
کیا تونے بیدار مجھکو نہ کیون

مدد سے شما تیرے اقبال کی
مخالف کی سب فوج پامال کی

ہوے راہ پیما وہان سے روان
وہ کہا جو کچھ ہاتھ آیا وہان

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اُسنے اسے بیدرنگ

یہ سنکر کہا اُس جوان نے مہین
کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین

دیا گیو نے اپنے سر کو مجھکا
ادب سے زمین بوس حاصل کیا

مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
تب اُس نوجوان نے یہ پاسخ دیا

کہ ایسی صورت پہلوانان کام
بتایا مجھے مان نے ہر اک کا نام

وے اُس طرح تو نے جانا مجھے
ہوا نام معلوم کیونکر تجھے

تری شان سے یہ ہوا آشکار
کہ ہی تو ہی کیخسرو نامدار

نشان کیان تا پدیدار ہو
تشفی گزین خاطر زار ہو

کہ تعلیف ارث کے وکیقباد
دلیل درستی و نسل نژاد

ہر بہنہ ہوا جبکہ بازوی شاہ
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ

سپہدار ایران و تورآن کا
بیان ماجرا اُسکے آگے کیا

قرین طرب وان سے ہو کر روان
جہان تھی فرنگیش آئے وہان

کہ اک گرد اقلیم توران کا
یہان سے ملکر اد یکو لے گیا

فرستادہ گودرز کے بھی ہین
گئے پھر کہین گیو ہوا یا نہین

وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ یان
ابھی ہو چکے سو سے ایران روان

یہان سے بھی تو یک اک مرغزار
کہ اسپان سلطان توران وہان

سیاوش کے گلے کا ہی اک سمند
اُسے جانکے لاتا ہے ایل ارجمند

وہین کرکے لایا اسیر کمند
نہ تنہا وہ بے صف اور بھی اک سمند

روانہ ہوے سو سے ایران دیار
ہوئی ساتھ تائید پروردگار

روانہ کیا اُسنے گلباد کو
بدنبال کیخسرو نامجو

اُدھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت
کہ ہو پنجا دھو وہ نگونسار تخت

پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز
بیابان مین برپا کی اک رستخیز

جہان تاجور بادشاہ عظیم
تہا بید فضل خدائے کریم

وہ گرد دلاور یل شیرزاد
کہ رکھتا تھا اُس قول پر اعتماد

جو سید انین مغلوب کان ہوے
سراسیمہ یکسر گریزان ہوے

کیا جنگ کا جا جو اسپ بیان
ہوا اُسکے خسرو تاسف کنان

وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
کہ یہ کہکر کرتا جگا کر تجھے

ہوا شاد وان خسرو پاکزین
کہا مرحبا صد ہزار آفرین

اگیا جبکہ گلباد پیران کے پاس
عیان اُسکے چہرے سے تھا جو یا

کہ اک پہلوان ہے ہماین سپہ
گریزان ہوا مین سے پہلوان

وہ گلباد کہتا تھا بار بار
نہیں سام و رستم سا کوئی سوار

سپہ لیکے توران سے پیر سکیران
ہوا اب پیران و پسر روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز جیتا تھا یک صد گروہ

ہر اول تھا اُسکا دلاور پشن
قوی دست و گرد افگن و پیلتن

تمایان ہوا دور سے جب علم
تو سوچی فرنگیس رخ شد بہ غم

جگایا وہین خسرو و گیو کو
ہوے جبکہ بیدار و ناجو

ستینر ہزار فوج تورانیہ ہون
تن خیل ترکان کرون غرق خون

ابھی تونے پیکار دیکھی نہین
مبادا کچھ آسیب پہونچے تمین

کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
کرو نگاہ مدد تیری وقت نبرد

یہ سنکر دلیرونے یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین

اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
تہمتن نے دی ہو کے شاداں نہال

مرا اتحاف مہر و مہ یار ہے
اور اقبال شاہی مددگار ہے

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
اگیا سوے میدان پے کارزار

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو کون ہے تجھکو بتا یہ کون

تو ہے گیو آیا ہا پیران سے
چرا لیچلا شہ کو توران سے

یہ کہکر اٹھایا جو گرز گران
تو وا یاسر پر یہ وہ پہلوان

نہ ہرگز ٹلا گیو مرد دلیر
رہا پشت کوشش پہ قائم وہ شیر

تو جوشن سے کرکے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

ولیکن خبردار اب ایجوان
کہ مین آن پہونچا بگرز گران

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
غرض اُسکے ہینا ون جھکولے فگن

کہ مین ہر دو زن کو تری چین سے
پکڑلے گیا تھا کمر کین سے

جہان مین بجز رستم شیر مرد
نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد

کیا کشتہ و خستہ گر آنکے
ہزارون سوار انکو توران سے

کوئی زندہ اُس فوج مین جو گیا
تو پھر گیو سوے مرد میدان گیا

وہان سے مین پھر آؤن تا کرو فر
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر

یہ گفتار جنگی یل نامور
ہوا سنکے پیران کے دل پر خطر

کہ جا در گذر مجھسے اب مین کی
رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی

ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
ہوا سنکے یہ ماجب آتشین

فرنگیس رشک مہ و آفتاب
نہ رکھتی تھی زنہار یلغر کی تاب

تفحص کنان جاگے پہونچا وہان
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان

وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان

کہ پیران ویسہ اب آیا ادھر
ہمین تاکہ لیجاوے پا بند کر

تو کہنے لگا خسرو نامدار
کہ اے پہلوان مین ہی تو ابکی بار

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
تو ہی نوجوان ہا کہ ہی خود سال

مرے تن مین ہے جبتک جان و تن
یہ شایان نہین تو کرے کارزار

ادھر تو ہی تنہا اُدھر گیو خواہ
رکھے ہی بہت ساتھ اپنے سپاہ

تہمتن کے مانند ہے کہین
مدد وقت پر یہ رہا ہی مین

بہت اُسنے وان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

لگا کہنے پھر گیو فرخ خو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

بلندی پہ اگر تماشا تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

اُدھر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
ہوا گیو پر سے وہ جنگ آزما

دیا پاسخ اُسنے کہ ہون مین پشن
سرافراز گردان یل بیلتن

یہ دزدی تو کرکے کہان جائیگا
یہان سے تو جانے نہین پائیگا

لگی ضرب گرز گران کارگر
روان خون ہوا ہر تن و ہر قدم

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے اُسکو کین

ہوا غرق خون مین ہر ایران
ہوئی بس تہ خاک جا پشن

کہ تونے مری فوج کو دی شکست
کیا سر بلندون کو پل بست پست

ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تنخاک دیتا ہون تجھکو ملا

دیا اُس جوانمرد نے یہ جواب
وہی ہون نہ جسنے ترک خانہ خراب

تری تاب کیا ہے جو دیدہ ور مین تو
مرے ساتھ ہو آن کے سیکھ

تہمتن کو دیکھا ہی تونے وہان
کہ تنہا گئے یا زدہ پہلوان

اور اب فوج کو تیری میدان مین
تنتنے کھینچے ہین مین اکیلا ہی

گرفتار کرکے پھیرے نامدار
تجھے لیچلون اُسکے ایران دیار

نہ توران رہے پھر نہ افراسیاب
کرون ملک توران کو یکسر خراب

ہوا نامدار میدان وہ جہان سے
لگا کہنے اُس مرد میدان سے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے

یہ کہکر وہ سین گیو جنگی جوان
ہوا سوے بجواہ حملہ کنان

وہ بیران گریزان ہوا بیدرنگ
گرد یکہی تہ نہار بار ے آجنگ

وہین پھیر دلا ورے پھینکی کمند
ہوئی جاکے گردن مین پھر انے بند

ہوے ترک اسوقت حملہ کنان
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

ولے اُس جوان کے دبلا تھم پر
کوئی زخم ہوتا تھا کارگر

یہ دیکھو دلیری گرد بلند
اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند

اور اک ہاتھ سے اُسکی ہر دو عنان
چپ و راست تھی ضرب گرز گران

وہ بیران کو لایا وہان پھینچکر
جہان تھا ملکزادہ نامور

کمند اُسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
گیا پھیر پے جنگ تورانیان

مقابل نہ آیا کوئی زنہار
ہوے جادہ پیماے دست فرار

ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
گیا پیش خسرو بیل ارجمند

کیا عرض اے خسرو نامجو
اگر ون قتل بیران بدکیش کو

بصد عجز بیران زاری کنان
وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان

لگا کہنے یون خسرو پاک دین
ترے کیونکہ نے بھی کہا یون کہان

اے گیو یہ ترک ہی دو مقتدر
مخالف ہمارا نہین زنہار

یہ ایفا نکو خواہ تو بیگمان
رکھا اُسنے خسرو کو چو ان کے گھر

بداندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
کیا پرورش اس گرانمایہ کو

شب و روز حاضر تھی خدمتگزار
بجوی وہان بھیجکر دایہ کو

وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
رہا ہمکو پیران خون سے کیا

اگر بعد نیکی کے اے پہلوان
تو ہرگز نہ رکھہ خون آبکار وا

غرض اُسکی جانبخشی اب ہے ضرور
تو ہرگز شما اس خطا کار نہین

کہ گلگون کرون اُسکے خونسے زمین
گذار شس پھر اس پہلوان نے کیا

جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
کہ اک ہاتھ خنجر پہ مستاخ کر

غرض گیو نے اسطرح سے کیا
رہا کر اسے ہند سے بعد ازان

حقیقت جو کچھ تھی سو کیسر کہی
روان ہوے پیران و شیشتاب

کیے مرد مان سوے جیحون روان
تو غصہ ہوئین اُسکی نکلین ترب

سپہدار توران پھر بعد ازان
اگر اس شکل کی ایک ان مردو

وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد کروہ
ہوا گر ہم پا پیر شہ کینہ جو

گئے رفتہ رفتہ وہ جیحون کنار
ولے ہر زمان فضل لطف خدا

کہا یون سندی تیری پاس کرا
گیا گیو و وہین گذربان کے پاس

گذربان نے تب کہا اے جوان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

سندم ہوئی راہ مین ناگہان
مگر تم یہ اسپ یہ محبکو دو

گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ندیگا یہ گیو اسپ زنہار

ہمارا مین اسپہ کچھ اختیار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان

کہ اُسکی ہی یہ دار مہربان
پھر اس سے یہ اُس پہلوان نے کہا

ندیگا یہ نفسر کہ ہے بے بہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے

یہ بولا کہ یونہ دونگا تجھے
گذربان یہ سنکے لگا لیکر

مطلب کہین مین ہے جو چاہیے
لگا گیو پھیر کرنے نرمی وہان

کہ لازم تھی ہر گز نہ گرمی وہان

ولیکن گذشتن ندیدند تندو سخت
لگا کہنے تب گیو فرخ نژاد
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسی کی نہیں تاب زہ آرمے
پھر آہستہ خسرو سے یہ بہلوان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
مبادا گمین شاہ افراسیاب
یہاں کر کے بلغار بیتاب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فریدون بفضل خدا نے کریم
سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
تو غیرت میں آیا وہ فرخ صفات
گذر کر گئے وانسے پا آب بس
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
پھر اترے جیحون میں یہ بہلوان
کنار سیہ جیحون سے افراسیاب
تو وہ بین گذشتن سے کشتی منگا
اتر نیکا شہ نے ارادہ کیا
تو ہرگز نہ جایا نسے دریا کے پار
کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
غرض پھر کیا شاہ توران زمین
بصد رنج و غم سوئے توران زمین
بجا لائے وہ شکر یزدان وہان
ہوئے بیشتر پیر وہاں سے روان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
ہوا شاد پڑھ کے وہ یکزان کلاہ
گئے اور بھی سانڈ والاسران
گئے پیشوا ہر سہ نام آوران
ہوا دیکھکر چشم تر شہریار
جب آیا وہ کیخسرو نامدار
ادب سے حضور شہ سرفراز
وہ بولا بجا رسم عجز و نیاز
وہ طبعاً تو شادان ہے تاجدار
کہ اس تخت پر بیٹھے اے کامگار

کہ تا چار فرسنگ ہین آب نیست
جو اس سو روان ہو تو ہے آب تیز
تو وہ بین وہان سے ہے پایاب تر
فریدون کو لایا تھا ہان کاوہ
تگاور کو اب کے تو دریا مین ڈال
کہا اسنے جیحون مین گھوڑا روان
گذر بان تعجب مین تھے سر بسر
فرنگیس کیخسرو و گیو کو
لگا کہنے ہو مان کہ اے بادشاہ
نگہبان تورہ ملک توران کا
کسان زمیندار کر کے طلب
کسان زمیندار کر کے طلب
وہین طوس گرگین پور زرکو
جہاندار نے یا نسا طوفوشی
اتر تخت سے پھر بغل مین لیا
طلب کر کے پھر ایک اورنگ زر
نہ تھا ہوا خواہ شہ بے نظیر

گذر یا نسے یا آب چلتے ہین ہم
کہ ہو بیشتر وہ نہا ہو نہ خطر
کہ ترکون کو ملیغرہ ہی غضب
وہ جیحون سے اترا تھا یا آب تب
کہ فضل خدا سے مبارک ہی فال
فرنگیس اور گیو بھی ہمراہ ان
ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھکر
جو دیکھا شتابان ہو کینہ جو
ترے ساتھ آئی ہے کتنی سپاہ
نکر قصد اقلیم ایران کا
قلمرو مین ایران کے آ دھمکے
رقم کر کے اک نامہ باصد ادب
کہا جاکے تم پیشوائی کرو
شتابی سے آرائش شہر کی
سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا
انکا کہنے خسرو سے یہ تاجور
ہوے شاد و خرم امیر و وزیر

## کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار و بجانب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و واخواندہ نمودن فریبرز پسر شاہ کاوس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعۂ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والاسران
وہ جتنے تھے گردن فراز و جوان
یہ سنکر کہا پور اسپہبد مرا
بگرگو شہ نور بسر بہر مرا
ہوے وہ بین خسرو کے فرمان پذیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
کہ تو شاہ کاوس کا ہی پسر
سزاوار دیہیم و درخور کمر

بہت اُسنے اعزاز و اکرام کر — خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر
کیا شبن گودرز نے اپنے گھر — رکھا اک مرصع دبان تخت زر
بزرگان ایران گئے سب وہان — بفرمان کاؤس شاہ جہان
یہ کہنے لگا گیو سے ایکجوان — نواب طوس کو جاکے لے آیہان
نہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھکونگا — نہ اسکی اطاعت کرون گا
تو اسے گیو یان اُسکو لایا عجب — یہ رنج اُسکی خاطر اُٹھایا عجب
دلاور جوان و قوی جنگ ہی — سزاوار سیم و اورنگ ہی
یہ گفتار حسن کیو فرخندخو — یہ بولا کہ کیخسرو نام جو
ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان — وے طوس ہر دم تھا افزون جان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان — غضبناک سنکر ہوا پہلوان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو اسوار — سو طوس جنگی پہنچے کارزار
پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت — غرض اس حشم سے کیا سوے دشت
رکھے ساتھ تھا کاویانی درفش — کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان — تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
بہم دیکھکر جنگ جوئی شتاب — کرے قصد ایران کا افراسیاب
خبر شاہ کاؤس کو کیجیے — کہے شاہ جو کچھ سوسن بیجیے
جو ہو پہنچا یہ فرمان جہاندار کا — کہ اے گرد گودرز جنگ آزما
مناسب ہی اب اور یون ہی صلاح — کہ تو اور طوس آوے یان کے صلاح
کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ — کہ یہون جاکر و بندۂ بارگاہ
کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ — وہ ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا — سیاوش نہین پور تھا شاہ کا
کرے روح کو اب سیاوش کی شاد — ندے ہاتھ سے رسم و آئین داد
بسان فریدون فرخ خصال — نگاور کو دیدے سپہ و خزانہ و مال
فریبرز کہ ہی یہ طاقت کہان — کہا یہ دلیری یہ جرأت کہان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا — مگر جھکوا ے طوس سودا ہوا
کہا طوس نے یون کہان کا منش — تو کہتا ہی کیا اب سخنہا سخت
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان — غریب ایک آہنگر اصفہان
ہماری جو کی بندگی اختیار — ہوا اب وہ سالار عالی تبار
تو سن گوش جان سے کہ کہنہ نہ بہار — نہین مجھکو آہنگری سے عار

سر بخت خورشید رخشندہ جب — ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب
سر تخت کیخسرو نامدار — ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
وصے طوس سبعقل و بیدین و داد — نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
گیا گیو جب طوس کو لانے تب — کرے ہی تمسخر ترا باپ اب
وہی عقل و ہوش و خرد سی ہی — نہین ہی سزاوار تاج شہی
فریبرز فرزند کاؤس کا — رکھے ہی دلیری و فہم و ذکا
کرون اب مین اُسکی یہ پستندگی — بجا لاؤن ہر رسم و رہ بندگی
یہ تدبیر فرزانگی فر دہے — دلیر و شجاع و وجیہ نمر دہے
غرض ہوے آشفتہ و خشمگین — حضور پدر گیو آیا وہین
بزرگونسے گودرز کہنے لگا — مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا
دلیران جو یا شوکت و جاہ کے — وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ کے
گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ — سواران جنگی لیے بیدرنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ — لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا — مگر شاہ توران کا ہو مدعا
پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو — کہ پیکار موقوف اک دم رکھو
جو پہونچے شہ نامور کو خبر — کہ گودرز اب چرمہ گیا طوس پر
سپہ کینچی اب کیلئے طوس پر — خرابی پہ کیون تونے باندھی کمر
گئے طوس کو دور زیبا نسے بہم — حضور جہاندار کیہوان علم
جو شہ سیر شاہی ہی آیا تو ہان — فریبرز ہو با دشاہ جہان
نبیرے کو شاہ ہی حضور پدر — نہین پہونچے زنہار اسے تاج و سر
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ — سزا سب یہی ہی کہ کاؤس شاہ
کرے یعنے خسرو کو اب پادشاہ — کہ ہی وہ سزاوار تاج و کلاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار — کیا کچھ نہ غرور و خطر زینہار
دلیران لشکر شہ داد گر — ہوے تیغ خسرو نامور
یہ سچ ہی کہ تو در کار ہی پور تو — تو دیوانہ ہی ای بد تبار خو
بھلا مجھسے گستاخ یون کو ہی — مگر آپ کو یون گیا بھول اب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ — نہ زنہار تھا صاحب فر و جاہ
دیا وہ من گودرز نے یہ جواب — کہ خاموش اے طوس خاموش باش
کہ خوبی بتر کی ہی مرد انگی — ہنرمندی و خلق و فرزانگی

مرا باپ تھا کاؤہ بیباک مرد
فروزندۂ کاویانی درفش
یہ طاقت کہان اور ترکی کیا
اگر تو بھی مرد شجاع و دلیر
کرے تیر جوشن سے تیر گذر
کہ لائق ہم کینہ آور نہو
جسے دیکھیے لائق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نام جو
مین اب اور کرتا ہون تدبیر جو
بلندیک شہر پسن مین بعدیل
کرے فتح جو ہو مبارک وہین
کہ اور اُس سے تدبیر بہتر نہین
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
ہوا عہد و دم ہوتی تیغ آشکار
ولیکن در دژنہ آیا نظر
شہنشہ نے بعد اُسکے بارگو فرز
بتاخواہ مین اہم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوان گرزمان
جو یہ اُسکو خسرو نے فرمادیا
بلندیک ہوئی بانگ سدم وہان
کہ یکبارگی تیر باران کرو
نمانین ہوئی رستخیز مبدم
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
پھر ایک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اُس قلعہ کو ہی مین
سپہ نرلعت کا نہیں ہے گو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ ست نامدار

تہمور مین یکتا دلیری مین مرد
وہ کاوہ ہی اسطوس نیزہ گذش
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
تو مین ہون شجاعت کے بیٹے کا شیر
سنان سری تور تیغ جبل کا بگر
نہ بولو زیادہ نہ بس اب چپ رہو
سزاوار شایستہ برتری
کہ دونون مین یکسان مہ و مہر
کہ خوشنود راضی ہو جیسے ہر یک
سر کوہ نزدیک دریائے نیل
اُسے با شاہی ایران زمین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین
سپہ لیکے طوس اُسکے ہمراہ گیا
ہوے سوختہ وان بہت پہلوان
ہوئی فوج جنگی تمہ سر بسر
کیا وون خسرو کو رخصت آدھر
خدا نے غرض حکم اُسپر کیا
سر نیزہ اب باندھکر پہلوان
وہی پھر جنگی نے اُسدم کیا
کہ جسطرح سد عدو کا ہو وقعان
تو وقف کو اب راہ ہرگز ندو
ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم
ہوئی ہمقدم آکے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدا سب جہان آفرین

کیا عہد ضحاک کا اُسنے پاک
کہ جسکا پسر مین ہون جنگی نہاد
کہا طوس نے اے سر فراز پیر
گران کوہ ساگر ترا گرز ہے
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
ولیعہد شاہا اُسے کیجیے
کرون مین جو رتبہ بلند اُسکا
یہ کہکر کیا شہ نے انکو طلب
نکلتی ہی آتش وہان سے مدام
یہ کی جبکہ گفتار کاؤس نے
مجھے پہلے اے باوشہ حکم ہو
وہ پوچھے جو تردیک حصن پہنچ
کیا بستیک مغبتہ گرد حصار
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
سپاہ گران لیکے پہونچے وہان
ہوا جبکہ بیدار وہ نام جو
تو رکھ اُسکو دیوار پر قلعے کی
وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا اب وہ جادو سخت
لگی ہونے پھر بارش تیر وان
در دژ کہانی ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہان سے سپہدار عالی جناب
ہوا شاد کاؤس بس دیکھکر

نہ لایا فراد دل مین کچھ خوف و باک
مرا تجربہ تیزہ ہے جوشن گذار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
مری تیغ بھی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
فریبرز خسرو کو پاس اپنے اب
بلندی و جاہ و حشم دیجیے
تو پھر دوسرا مجھسے ہوگا خفا
وہ جب آئے وان یہ کہا اُسنے سب
اور اُس قلعے مین دیو کا ہے مقام
کہا تب یہ گودرز نے اور طوس نے
کہ جاکر کرون فتح اُس قلعہ کو
تو دیکھی زمین سر بسر اُسنے
تردد کیا خوب لیل و نہار
پھر آئے حضور شہ شیر وان
کسی نے ملکزادہ کو وقت شب
رقم کرکے کاغذ پہ اُس سم کو
کہ تا کار مشکل ہوا آسان ابھی
ہوا اطلسم اک بہ تار یک نمر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
ہزارون ہوے دیو تسخیر وان
گیا قلعے مین خسرو پاک دین
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے اے خسرو نامور
سزاوار اورنگ افسر ہے تو
جو سمجھا کہ خسرو کہ نیا بخت
رکھا سر پہ خسرو کے دہیم زر
اطاعت کرین اُسکی ایران و تور

## برتخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر تور ان

یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
تو وہین فریبرز اور طوس نے

اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
لگے چاکری کرنے شام و سحر

سپہدار کیخسرو خوش نہاد
ہمیشہ تھا مصروف انصاف داد

بہت اس سے راضی تھا لشکر تمام
رعیت تھی آسودہ و شاد کام

چل نامور رستم زال زر
ہوے شاد و خرم یہ سنکر خبر

وہین بادل خرم و شاد مان
ہوے ہمتان سے اور ھر کو روان

جو نزدیک پہونچے تو بامد بہ پیش
گئے پیشوائی کو سردار سب

اٹھائحت سے خسرو نامدار
کہ یون جاکے تم کو سکون ہو یہ بار

کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے
ہمارا بزرگ اے گرانمایہ ہے

بہم ملکے دونون ہوا شکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار

تو ہے شاہ شاہان روے زمین
کہ ہو یون ترا بندہ کمترین

ہوا زال سے پھر یہ گویا شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ

تہمتن نے خسرو کو تخت پہ بیٹھا
بہت پیشکش بہر او کو بہر کے

گئے پیش کاؤس روز دگر
بہم خسرو و رستم و زال زر

کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک
بائین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران و شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران و ہان

ملک سے یہ کیخسرو نامجو
کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لون شاہ تورانیون سے بتلک

نہ ہر گز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ مسرور ہین تخت و افسر سے ہم

نہ شادان زرو گنج و کشور سے ہم

لاے پہلوانان کشور کشا
کروگے مدد اسکی تم وقت جنگ

یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ

شما پیشتر ملک افراسیاب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر

خدا پہ ہمان خسرو نامور
کیا میں نے جاکر تباہ و خراب

فریبرز گودرز اور طوس گیو
یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو

کرون کو تہی جانفشانی مین کمی

یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان
کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو ہان

کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا

## رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و پہلوان نامدار بعزم جنگ افراسیاب عالی توران

جو سالار ایران نے از رو ے کین
کیا قصد تسخیر توران زمین

کیا وہین ترتیب سب فوج کو
بائین دلچسپ طرز نکو

فریبرز کو با صد و ده جوان
کہ تھے اقربا اسکے سب پہلوان

کیا شاہ نے سرکردہ فوج میں
کیا ساتھ وہ طوس خونخوار کین

جوانمرد گودرز عالی وقار
پلہا نامور گیو جنگی سوار

نییرہ پسر لیکے ہفتاد پشت
جو نرمین کریخان سے دشمن کے دشت

مقرر ہوے ہمنان جانب دست راست
بحکم جہاندار جو ہر شناس

وہ گشتہم بھائی جو تھا طوس کا
اسے دست چپ کو مقرر کیا

ہوے سایہ گشتہم کے سر بسر
نژاد تواہد دلاور سے ان

نبرد آزما سی ورہ پہلوان
پچاسی جوان بانشاط و خوشی

صد و ہفت تن تخم گودرز سے
کہ یکدست باقوت و زور تھے

نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب مین بیگمان

بفرمان کاؤس انجم حشم
اسے شاہ کاؤس نے یون کیا

کہ اے پہلوان ہزبر جنگجو
نہو ناجدا گاہ خسرو سے تو

ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہوے رخصت یہ شاہ سے

وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
معین و مساعی زمانہ ہوا

تہمتن بھی لیکر سپاہ گران
کیا ہمرہ خسرو کا مہان

سو ملک توران روانہ ہوا

## روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس بماہ

## کلات وخرم وکشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن بیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معابت شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین — فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — سو دست چپ لیکے گرو فا
رفاقت میں اب تیرے ای نامجو — مقرر کیا گیو کو درزنہ کو — نوکر تا ہو وا ملک یکسر خراب — بھیجو تم اسر تخت افراسیاب
ولیکن سیاوش کا ہی ایک پسر — فرود جوانمرد فرخ سیر — کلات بخرم میں ہے مسکن گزین — بنایا ہی اک اسنے حصن حصین
وہان دخل مت کیجیو زینہار — کہ میرا برادر ہی وہ نامدار — خبردار کوئی نجاوے ادھر — کرے اور جانب سے لشکر گزر
یہ سمجھا کہ طوس و فریبرز کو — ہی بات کہ گیو گودرز کو — روانہ ہوا خسرو کامگار — سوا راست بار رستم نامدار
فریبرز مرد شجاع و دلیر — روان سوئے سمجھا ہوا مثل شیر — ولے طوس سوئے کلات وخرم — شتابان ہوا با فراوان حشم
کیا متصل لشکر طوس جب — یہ سمجھا فرود جوانمرد تب — کہ بان بہر پرخاش آیا ہی طوس — بعزم و با فوج لایا ہی طوس
نکل قلعہ سے وہ بن ہوا صف بصف — ہوا صدرہ طوس کا آنکر — کہ پیش فرود اب شتابان ہی ہو
کہ جاکے اُس سے کہ پرخاش کین — ترے ساتھ زنہار ہمکو نہین — کہ ہو پشت پناہ اسکے لشکر روان
یہ گفتار سن ریو وہ بن گیا — جو پیغام تھا سو مفصل کہا — نہ آیا سر آشتی زینہار
ہوا ریو کے ساتھ سر گرم جنگ — گیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ — غرض ریو وا ما نہ تھا طوس کا
پسر کو وہ بن اسنے بھیجا ادھر — کہ لاوے فرود دلاور کا سر — کیا طوس نے اسکے غم سے بکا
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار — سپہ لیکے یکسر پئے کارزار — یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
شتابی سے بس چڑھ گیا کوہ پر — گیا وانسے پھر قلعہ بن دوڑکر — نہ پیکار کی تاب لایا فرود
فرود دلاور کا خانودہ تھا — سوار دلیر و ہنر دآزما — ہوا اُسکے آخر زبون — ہوئے فوج تخوار کی عزت کہن
گریزان ہوا وان سے وہ پہلوان — گیا بھاگ کر تلکے کے درمیان — مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
جو سنبد بیژن نے طوس کے وقت جنگ — فرود دلاور نے مارا خدنگ — گیا پھر وہین گیو پھر وغا
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر — پیادہ ہوا پہلوان دلیر — کیا سامنے کر کے گھوڑا دوان
کہا گیو نے یہ کہ آ کے نجا — یہ بیژن نے اسکو سوقت پاسخ دیا — قسم ہی کہ ہرگز نہ یان سے پھرون
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر — پھرا تے ہی آیا ادھر جو تیر — پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار — پکارا یہ اُسدم کہ اے نامدار — تو ہی ساتھ تیرے تمنا ہے جنگ
فرود دلاور نے اندو کین — خدنگ ایک پھرا اور مارا وہین — ہوا بند جوشن کی سپر سے گذر
جہانمند تھا سوار دلاور فرود — یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دد — فرود دلاور کو زخمی کیا
گیا قلعہ مین پھر وہ زخمی جوان — لگا کہنے تب بیژن پہلوان — اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
نہ آئی مجھے شرم کچھ زینہار — فریبز ایکخوان مرد جنگی سوار — گیا قلعے سے تیر باران وہان
سوا اُسکے پھینکے بہت خار و سنگ — ہوا خسرو بیژن بمیدان جنگ — سو خیمہ ترے واسطے بیژن گیا

لگا کہنے پیران طوس کہ اگر قسم
کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم
نہیں غم کچھ اے مادر مہربان

ہر پھر کے گلہ کو وقت شب
یہ آیا نظر خواب یعنے کہ اب
ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب

ہوئی خواب سے جبکہ بیدار شب
پسر سے کہا قصۂ خواب شب
دو در شکستہ ہوا پھر وہین

کہ ہجر سب کو آخر فنا بیگمان
سیہ لیکے طوس جوانمرد تب
دلیرانہ پھر تا بزین جنگ جو

ہوا اس جوانمرد کے روبرو
گئے دز مین سب کیہ بیچ گھمسان
اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا

گیا تو صف نیزہ بگلم خدا
ولیکن کمیدگاہ سے سیدر بیغ
رہام دلاور نے ماری جو تیغ

کرا لیوے افسوس مثل سپر
جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
پھر اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک

کیا آپ کو اُسنے دو مین ہلاک
یہ پہونچی خبر ہائے خسرو کو جب
خدا جانے کیا تجھپہ آوے غضب

وہان سے بصد سوگ و گرو فر
کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
ٹکلمک پلاسان ہوا گرم کین

کیا کشتہ بیزن نے اُسکو مین
نزادہ کو بھیجا ہجر اے نبرد
پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد

پھر اک گرز بیرنج مارا کہ بس
رہی جنگ کی پھر نہ اسکو ہوس
یہ چاہے تھا بیزن کہ بھاگے کمند

کرے تا کہ بدخواہ کو اُس سے بند
نزادہ کو وان سے اُٹھالے گئے
نگاور پہاسکو بٹھالے گئے

ہوا وان سے پیران و پسہ روان
پے جنگ و پرخاش ایرانیان
سوے کاسہ رود آئے تورانیان

کہ لشکر تھا ایرانیان کا وہان
غرض مست مدہوش غافل سبھی
دلیران ایران زمین و قت شب

خطر ناک پہیل ہوئی سب سپاہ
روانہ ہوا طوس پیہم صبحگاہ
گیا نامہ خسرو نامور

بہ بام فریبرز عالی گہر
بسوے کلات و خرم یہ گیا
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا

بفرمان کیخسرو نامور
فریبرز نے طوس کو باندھکر
رکھا اُسکو زندان مین شام و پگاہ

ہوا آپ سالار لشکر سپاہ
اگر بیژن و تو بیدرنگ
دلیرونکے آسامنے ہر جنگ

کہ بیٹے ہم بعد یک ماہ جنگ
جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست
غرض جب گیا اک مہینا گذر

خبر وہ آمدن نزد کیخسرو در توران

کرون فتح اس قلعے کو بیگمان
پھر توران کسی کو بھی زندہ وہان
لگی آگ اس قلعے مین ناگہان
ہوے سر بسر سوختہ مودہان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود
کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پدر
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر
ہوا حملہ آور بسوے حصار
دلیری سے لگے کرنے مردان کار
پکر نیزہ اسدم فرود دلیر
ہوا رزم جو آکے مانند شیر
فرود دلاور نے مارا جو تیغ
رہا کب کیا خسم آپ وہین
دگر یار یہ چاہے تھا وہ جوان
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
تو گلخطہ ہوا فرو جنگی فرود
فغان اک اُٹھا زیر چرخ کبود
غرض اسکی مان دوستی نے وہان
ہوئی اُسکے ماتم مین ہلاکان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
کہا کرکے آفرین کہ اے تند خو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
فراوان غم پور و درد و فرود
پھر اک راہ مین او آیا حصار
جوان اک پلاسان تھا وان قلعہ دار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
یہ سالار تورانیان نے سنکر خبر
گیا سامنے بیژن پہلوان
ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
نزادہ گرا اسپ سے ہو جدا
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
کہ اسنے مین گھوڑونکو کیا دوان
سواران تورانی آئے وہان
ولیکن نہ پھر جنگ کی آگئی تاب
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
سواران ترکان یہ چل نہار
نبرد آزمایان مردان کار
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
تو نا چار بس قصد شبخون کیا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
ہزارون کے قتل پیرانیان
فریبرز کا پر الم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
خطا کی سزا اُسکو اب دیکھو
بگیرید ہانجمن مین ذلیل اور خوار
کہ بیژن ہین گاہ جنگ آن ران
تو پیران نے اُسکو یہ پاسخ دیا
سپاہی ہیان گرز و تیر و خدنگ
وہ لشکر مقابل ہوے آنکر

ادھر نامداران ایران زمین
اُدھر لشکر ترک جوہے کمین

ہوئی آتش جنگ افروختہ
ہوا خانہ آشتی سوختہ

کہ کیونکر بپا ہو چو میدان مین
تو برپا ہوا حشر اک آن مین

نبرد آزما ہر زمان پہلوان
جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان

وہ لیران ہوئے کشتہ ہنگام جنگ
جہان تھا فریبرز آئے وہان

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
یہ پیران ویسہ تدبیر کیا

ولیکن وہین کیو مرد دلیر
بچھوڑون مین ہنگ میدان مین

نہ ٹھہریگا پیران کے گرز و برو
کہ مرجایئے کرکے اب کارزار

اگر کوہ ہو تو کندہ کرون
یہ ہیزن سے گودرز کہنے لگا

پھراتے ہین ستم آیا وہان
یہ ہیزن نے جب جاکے اُس سے کہا

ہوے متفق آکے جنگی جوان
کہ بھیجاون اپنا دلاور فرشتہ

نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان

کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
ہزار و دو صد مرد والا جناب

فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
ہزاروں ہوے کشتہ ہوے پیلتن

ہوے قتل ترکان اد خوشیار
ہوے جملہ آور سوے قلب گاہ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
یہ پیران ویسہ تدبیر کیا

ولیکن وہین کیو مرد دلیر
بچھوڑون مین ہنگ میدان مین

نہ ٹھہریگا پیران کے گرز و برو
کہ مرجایئے کرکے اب کارزار

اگر کوہ ہو تو کندہ کرون
یہ ہیزن سے گودرز کہنے لگا

پھراتے ہین ستم آیا وہان
یہ ہیزن نے جب جاکے اُس سے کہا

ہوے متفق آکے جنگی جوان
کہ بھیجاون اپنا دلاور فرشتہ

نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان

کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
ہزار و دو صد مرد والا جناب

فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
ہزاروں ہوے کشتہ ہوے پیلتن

ہوے قتل ترکان اد خوشیار
ہوے جملہ آور سوے قلب گاہ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
یہ پیران ویسہ تدبیر کیا

ولیکن وہین کیو مرد دلیر
بچھوڑون مین ہنگ میدان مین

نہ ٹھہریگا پیران کے گرز و برو
کہ مرجایئے کرکے اب کارزار

اگر کوہ ہو تو کندہ کرون
یہ ہیزن سے گودرز کہنے لگا

پھراتے ہین ستم آیا وہان
یہ ہیزن نے جب جاکے اُس سے کہا

ہوے متفق آکے جنگی جوان
کہ بھیجاون اپنا دلاور فرشتہ

نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان

کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
ہزار و دو صد مرد والا جناب

فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
ہزاروں ہوے کشتہ ہوے پیلتن

ہوے قتل ترکان اد خوشیار
ہوے جملہ آور سوے قلب گاہ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
یہ پیران ویسہ تدبیر کیا

ولیکن وہین کیو مرد دلیر
بچھوڑون مین ہنگ میدان مین

نہ ٹھہریگا پیران کے گرز و برو
کہ مرجایئے کرکے اب کارزار

اگر کوہ ہو تو کندہ کرون
یہ ہیزن سے گودرز کہنے لگا

پھراتے ہین ستم آیا وہان
یہ ہیزن نے جب جاکے اُس سے کہا

ہوے متفق آکے جنگی جوان
کہ بھیجاون اپنا دلاور فرشتہ

نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان

کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
ہزار و دو صد مرد والا جناب

فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
ہزاروں ہوے کشتہ ہوے پیلتن

چھوڑا یا وہیں قید طوس کو — لگا کہنے پھر خسرو نام جو — کہا اے رستم بہلوان جہاں شتاب — بے جنگ پیران خانہ خراب

تہمتن نے وہ بین قید طوس کو — ولے طوس خسرو سے کہنے لگا — کہ مجھکو اجازت ہو پھر ایک بار — کرون جاکے پیران سے کاکا ظہار

ملاؤن میں اسکو یہ خاک دہان — تلافی تقصیر سابق کرون — لگا دیکھنے سرو سارا نجمن

تو کی عرض رستم نے اے پادشاہ — سزاوار چتر و سریر و کلاہ — کرینگا یہ پیران ویسہ کو زیر

جو آویگا لے فوج افراسیاب — تو مین ہونگا ہمراہ اسکا شتاب — دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

## یاردگرفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحرسازی ساحر و زبون شدن پیران و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پیر طوس جنگی جوان — ہوا سوے پیران ویسہ روان — گیا کرکے لیتار تزدیک جب — مقابل ہوا آکے پیران بھی تب

بہم ہر دو لشکر ہوے گرم جنگ — رہی سات دن جنگ کا تھمنا بند — ہوا آٹھوان روز جب آشکار — تو میدان مین ہو مان و دار و سمسار

جدا ہوکے لشکر سے اپنے گیا — کیا ہم نبردان کے سر کو جدا — بہت گرد ایران ہوکے گشتہ جب — کیا طوس نے قصد پیکار تب

کیا وہ بین گو درز نے طوس کو — تو قف ذرا گر تو اے نامجو — کہا گیو سے پھر کہ اے شیر مرد — تو ہو مان سے اب جاکے ہو ہمنبرد

گیا گیو و خود آکے شبدیز کو — گئے پھر سوے لشکر انجام کار — لڑے خوب باہم وہ دونون جواں

نہ نوبت ہوا کا مران زیہار — کہ باز و رتھا نام اس شخص کا — بہت پہلوان آنکے پیچان گئے

وہان ساحر اک شخص پر زور تھا — کہ ہو بارش برف باران سہان — یہانسے تو جا قلعۂ کوہ پر

وہان جا دوا ایسا تو کر اے جوان — ولے کچھ نہ تر کو نکو ہو پہنچے — تبہ ہو مین ایرانیان سر بسر

یہ سنکر سر قلعۂ کوہ پر — ہوا ابر تیرہ نمایان وہین — ہوئی بارش برف باران چنین

نہ گر تا تھا اک قطرہ پہلو اور طرف — ہراک جا تھی برف او جاری خوشان — ہوئی سبکے بیکار روان دست و پا

پھرا تے مین ہیران ہو مان پہ جا — الٰہی تو کر فضل احسان شتاب — ضرر برف سے کچھ نہ ہو پنچا خدا

کوئی غیب سے مرد فرخ سیر — کہ تا دو رہے برف باران شتاب — لگے مانگنے یہ دعا ہر زمان

یہ دیکھا تو کھورے سے وہ نر — رہام دلاور کو آیا نظر — کرم حق نے بیچارگان پر کیا

جوانمرد نے جاکے اندوہگین — پیادہ گیا قلعۂ کوہ پر — کہ اے ہوا شارہ سبکو ہمساد

ہوا قید بند وہ نمانہ خراب — پس پشت ہاتھا سکے باندہ چرمین — نمی سمجھ عبرا سکو دان زہماد

ہوا دن تمام اور دونون پناہ — ہوئی دور وہ برف باری شتاب — تو اس برف باران کو دیکھ کہ

وہ لشکر سے سو نیمہ گاہ — کیا رزم کی بہت فوج ایرانیان — آسے قتل لاکر کیا پیش طہمش

غرض بادل پر غم و اضطراب — گئے سوے کوہ ہمایون شتاب — ہوا آکے آمادۂ کارزار

سر دامن کوہ طوس دلیر — مہیا اسکے لشکر کو آرام گیر — وہ لڑتے ہوے پہنچے ڈھنگ تک

یہ پیران سے ہو مان نے اسد کہا — کہ محصور کرنے سے کیا فائدا — کیا آکے محصور دان قلعہ جو

گیا کرکے لیتار تزدیک جب — مقابل ہوا آکے پیران بھی تب

ہوا آٹھوان روز جب آشکار — تو میدان مین ہو مان و دار و سمسار

بہت گرد ایران ہوکے گشتہ جب — کیا طوس نے قصد پیکار تب

کہا گیو سے پھر کہ اے شیر مرد — تو ہو مان سے اب جاکے ہو ہمنبرد

گئے گزر تھا گاہ تیغ و سنان — لڑے خوب باہم وہ دونون جواں

دلیرون نے پھر تیر باران کیے — بہت پہلوان آنکے پیچان گئے

لگا کہنے پیران کہ اب زود تر — یہانسے تو جا قلعۂ کوہ پر

ولے کچھ نہ تر کو نکو ہو پہنچے — تبہ ہو مین ایرانیان سر بسر

ہوا ابر تیرہ نمایان وہین — ہوئی بارش برف باران چنین

ہراک جا تھی برف او جاری خوشان — ہوئی سبکے بیکار روان دست و پا

بہت قتل ایرانیون کو کیا — ضرر برف سے کچھ نہ ہو پنچا خدا

بصد زاری و عجز پھر وہ جوان — لگے مانگنے یہ دعا ہر زمان

قرین اجازت ہوئی یہ دعا — کرم حق نے بیچارگان پر کیا

کہ ناگہ سے وہ عجمہ شعار — کیے ہوا شارہ سبکو ہمساد

وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار — نمی سمجھ عبرا سکو دان زہماد

کہا پیر یہ اس سے کہان نامور — تو اس برف باران کو دیکھ کہ

اگر کوہ سے پھر گیا پیش طوس — آسے قتل لاکر کیا پیش طہمش

پھر آیا سحر ہوکے پیران خوار — ہوا آکے آمادۂ کارزار

زبون ہوکے ناچار سحر و طلسم — وہ لڑتے ہوے پہنچے ڈھنگ تک

حصار ایک تھا کوہ پر استوار — کیا آکے محصور دان قلعہ جو

دوان آئے ترکان یکبارگی — بہت مرد ہاوین جاں اور ہوے

سر راہ مسدود دست کیے — بند عمر ہاوین جاں اور ہوے

پسند آئی اُسکو یہ گفتگو | کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو | بہت قلعہ مین تھا پانی آب | مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا
خوشی سے دلیران ایران دیار | اُسے صرف کرتے تھے لیکن نہ | بدانديش سے باسبان خبردار | دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

## رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون با استمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین با لشکر بیکران با عانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر | کہ محصور ہے طوس والا گہر | تہمتن کو کرکے طلب یون کہا | کہ یا وہ ہو تو جاکے اب طوس کا
یہ سنکر ہوئے رستم پہلوان | ہوا سوئے کوہ ہمایون روان | گیا کرکے یلغار نزدیک جب | ہوا خرم و شاد ان طوس تب
یہ گودرز نے طوس سے کہنے لگا | کہ آیا تہمتن تو جلد اٹھیو | شتابی سے جاکر ملاقات کی | تہمتن سے بغرط خوشی
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان | کہا پھر کہ اے پہلوان جہان | تو ایرانیون کا ہو پشت پناہ | یہان نہایت ہے بیم تباہ
وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ | غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ | پھر آئے ہم سوئے در پہلوان | در در شتاب طوس جنگی جوان
تہمن کے لینے کو آیا دو مین | رہا مین حفاظت کو دژکی یہان | نہ تک آسکا پیشتر سے جوان
بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی | ملا جب تو بغدلا یا دو مین | مین و یسا رکھا اُسکے سب پہلوان
یلان سرفراز ایران دیار | گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی | دگر نہ تمنی ہمکو امید جان
ہراک کی تسلی تہمتن نے کی | یہ بولے کہ اے رستم نامدار | کرون مین بیان کے احوال سب
لکھا اُسنے تھا شاہ توران کو | ہوئی اُسکے آنیسے سبکو خوشی | پہاڑ دژ مین لی ہے پناہ
کہ کوہ ہمایون پہ ہی وہ حصار | خبر لاؤن ہیرا سے لشکر کی آج | کرو مین ہلاک اسیر و خراب
سپہدار توران نے دو پہلوان | کہ کرکے زبون فوج ایران کو | دلیری کے بیشے کے غرندہ شیر
سرفراز گردان چین و ختن | نہین تاب جنگ مین آنیہار | کہ ہیران کی امداد کو خود ہوا
روانہ تہمگرا و بھی کچھ سپاہ | کیے تھے کوہ ہمایون روان | کیا پاس خاقان نے اخلاص کا
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین | تو انا و پیل افگن و پیلتن | کہ تورانیان جیمزد سبح جہان
شتابی سے پیران متاثل ہوے | کرے تا ایرانیون کو تباہ | ہوا شامل فوج ایرانیان
وہین پیش کاموس پیران گیا | روانہ ہوا آپ خاقان چین | مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
یہ کہنے لگا ہوکے وہ گرم و تند | پے جنگ و پرخاش مائل ہوے | مرے سامنے آوے یہ پیلتن
تو بس لاؤن رستم کا دھڑ ہاتھ مین | ثنا خوان ہمارا رستم کرد گا | کرون بیشہ کو سر بسر بحر خون
یہ سنکر سنگدل ہوا شاد دل | کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہے کند | کہا تم نے اے شاہ روے زمین
تو مجھ پہلوان نگہدار تو رانیان | ہوا بند سے غم کے آزاد دل | کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
تو ہو قلب مین لشکر سیاہ گران | تو ہو یاب مدد گار یاری رسان | پسند آیا رستم کو یہ مشورہ
رہے تا قوی پشت جنگ آوران | لگا کہنے ہیرا سے خاقان چین | کہ ہو صبح لشکر ہمارا بجنگ

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
کیا اپنے دیرین ہنگام شب

اُدھر رستم و طوس انجم حشم
اِدھر گرگین و طوس انجم حشم

خروشان ہوئے نائے ترکی و ہان
ہوئے گرم ہیکار و کوران کوران

ولے پاؤ میں غد کو کیا
ذرا دے نہ اندیشہ کو دل میں جا

لو تھا شکبوس اُس دلاور کا نام
دلیر و جوانمرد مشہور عام

لگے کرنے وہ نیزہ بازی یہاں
نہ لیکن ہوئی کار گر کچھ سناں

ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
پھر اُس مرد جنگی نے ہنگام حرب

ولا اسقدر گرز کاری لگا
کہ توڑی بھی سپر سر کو خستہ کیا

جو رخمی ہو رد ہام پھر گیا
تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا

ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر
لگا کسنے اُس ترک سے بون دلیر

پھر اشکبوس نبرد آزما
سو پہلیتن تیر باراں کیا

نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر
کمان لیکے رستم نے پھر زور سے

ہوا اُسکے سینے پہ کیا کارگر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر

جو دیکھا کہ ہے ہر طرف خونفشاں
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر

تو اے گرد پیران کہے تہمتن
کہ رستم ہے مرد توانا و چست

خطر سے نہ آیا کوئی نامور
مقابل تہمتن کے باکر و فر

کیا رات کو سب نے آرام خواب
سحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب

لگا کسنے لشکر سے خاقان چین
کہ اے نامداران ترکان چین

تہمتن سے لیتا ہے ارژنگ کین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہ میں

کیا اسپ کو سوئے میدان روان
دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان

تہمتن کا شاگرد ہوا ہے یل
کہ بے جنگ اُسکو نہ پڑتی ہے کل

کیا ترک نے یک نیزہ رو ان
تو الوا ے جنگی نے دی اپنی جان

لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
مجھے مت سمجھ اشکبوس اے جوان

وہ بولا کہ جب صید آوے نظر
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر

تہمتن شتابی چورا سر کیا
ہوا اُس سے وابستہ سر خشم کا

کیا زور کاموس و رستم نے جب
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب

کہ شبدیز پیرایہ ہو کر سوار
کرو میں تہمتن سے پھر کارزار

ہوا اُسکا گھوڑا وہاں سے فرار
لیا فوج خاقان چین نے قرار

کیا قتل کاموس کو پھر وہ میں
سواران ایران و ارژنگ کین

ہوا صبر خشندہ جب جلوہ گر
دلیروں نے کہنے یہ باندھی کمر

ہوئے لشکر آراستہ قصد و غا
کیا نہ فلک پر فغان بوق کا

وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
کیا سوج میں رستم نامور

نکل خیل ترکوں سے اک کینہ خواہ
شتابان ہوا اُسکے نا ورد گاہ

گیا پاس رد ہام جنگی سوار
ہوا بھاگے آمادہ کار نزار

جوانمرد جنگی نے ارژنگ کین
حمر ترک پر گرنہ ہا مرا وہیں

اُٹھا گرز یارا جو بالائے سر
تو اُسوقت وہ ہام نے اس پہ بر

کیا جبکہ گرز گران اُسنے وہ
گیا وان سپہ پھر سوئے کوہ

طرف اپنے لشکر کے موڑی عنان
کہ اتنے میں وان رستم پہلوان

لگا رہ کہ پہونچا تلاہم ہبرد
مقابل ہو پھر کر اگر تو ہے مرد

ولے اتنی تھی دہشت اُس تہمتن
کہ ایزندہ تھا دست تا دگر فگن

رہا تیر جب سوئے دشمن کیا
مہ و مہر نے تب کہا مرحبا

ہوا لشکر اغرث وان ہلاک
ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک

یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
ندیکھا کوئی ہم نے تا دگر فگن

نہیں اپنے لشکر میں کوئی بھی مرد
کہ رستم سے میدان میں ہو نبرد

نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
گئے ہر دو لشکر سوئے خیمہ گاہ

تو میدان میں گردان پکارا یہ رو
صف آرا ہوئے آنکہ ہر دو عدو

کہو کو منسا آج جنگ آزما
عوض اشکبوس جوانمرد کا

کہ رستم سے کرتا ہو دل جنگ جنگ
یہ کہکر شتابان ہوا بیدرنگ

شتابان ہوا سوئے رستم نامدار
مرے ساتھ کر آنکے کارزار

دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
ہوا آکے کاموس کینہ خواہ

دوان کرکے میدان میں رخش کو
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو

ڈرو میں نہ ہرگز تو رستم سے شور
کہ دن آج تجھکو زبون زور سے

دلیری سے کاموس نے پھر وہ کمند
رہا کی سو رستم آزمند

یکی مل تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوئی خشم کے سر میں جو آکے بند

ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
ولے اُسنے پھر یہ ارادہ کیا

تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
کہ شان لیکر اسم شہ گیر

ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
ہوا پھر شہ آمادۂ کارزار

کوئی لشکر ترک سے اک سوار

## جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختن فغفور و رانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

سبھوا گے خاقان رستم کی جنگ
ہوا جیکہ کاموس جنگی ہلاک
لگا کہنے خاقان سے اے تاجور
یہ بہتر ہی عطف عنان کیجیے
کروں کھیچ اُسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بخشوں تجھے سیم و زر بیشمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کروں مثل کاموس تجھکو ہلاک
جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازاں
ہوا جنگجو تہمتن نے یکبار گی
یہ سنکر لگا کہنے وہ پیلتن
کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار

سوئے خانہ لشکر روان کیجیے
تو بیدل نہو اے دل ارجمند
کروں میں سحر گہ نشان خدنگ
بہت دون تجھے گو ہر شاہوار
مرے ساتھ ہوا تنگ رزم ساز
زمین کو کروں جسم سے تیرے پاک
سپر سر پہ لایا و مین نامدار
تہمتن ہوا سوئے جنگش روان
جو کمینچی پکڑ کر دم بارگی
میان ہزر بر زبان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے اے پہلوان
کہ ہو نانہ تر کو سے لو گرم کین
تو ہو تا تمام اسپنہ کینے سے پاک
کسی طرح لین سیاوش ہو دور
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین
خرومند ہو مان سے پھر یون کہا
تہمتن سے پیکار لازم مین
مقابل نہو اسکے شیر و نہنگ
اگر البرز ہی نام سے جسکا آب
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی
کہا اُس سے پیران نے یون بعد ازان
فراوان ہی میرا حق بندگی
کہ خالی نہین صرف یہ سخن
کروں ہو نہیں اب تجھسے عہد و ستوار

ہمین تاب پیکار رستم نہین
پھر اتنے مین اک گرد جنگش نام
لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو
غرض جنگش گرد روز و گر
گیا رستم گردنہ کنان
جوانمرد جنگش نے لیکر کمان
ولیکن سپر سے کند بند رنگ
وہ ہیبت سے اُسکی گریزان ہوا
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
تہمتن نے مجھکو کیا ہی طلب
بلاتا ہی اب رستم پہلوان
تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
کہان تاب ہی لشکر شاہ کو
تہمتن ہی ہیل گمن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ یکسر و نام برادر کا
رہا قتل سے مین نے اُسکو کیا
ولیکن دو رویہ ہی ای نامجو
کہ فرمانبری سے نہ مین پھیرون

ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین
یہ کہنے لگا ای شہ ذوالکرام
کرے قتل رستم کو میدان مین تو
دلیرانہ میدان مین آن کر
کہا تجھکو لاتی ہی اب موت یان
کیا تیر سوے تہمتن روان
ہوا بند کوشش مین جاکر خدنگ
عقب آسکے رستم شتابان ہوا
اُسے قتل رستم نے وہین کیا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجھ اس سخن کو جو کچھ کہ لکھا
بجا ہی جو ہون سے گرم سیر
اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تو جا پاس اُسکے بہتر ہی اب
جو ہو وے اجازت تو جاؤن وہان
ترے دل مین سے ہاس سے خوف خطر
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر لشکر شکن
کیا دور ہومان کو واسطے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے
بہت غم نہ اندیشہ کرنا ہوا
یہ مخلص بھی ہی بندۂ باوفا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
اسیر بلا اُس سبب سے ہے تو
رہون تابع حکم شام و سحر

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
کیا تجھکو اسواسطے روان طلب
حوالے کرے میری افراسیاب
جو خسرو کرے سرکو اسکے جدا
وے پاس خاطر ہو تیرا ضرور
سنا جبکہ خاقان نے احوال کے
کیا عرض شنکل نے اے شہریار
یقین ہے کہ کوئی یل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا نامو ش سر عقل تک
گیا سوے میدان ہوا نعرہ زن
کہ مین مخالف کے از روے کین
وہ اٹھکر پیادہ گریزان ہوا
سلامت وہانسے لیکیا
دلیری مین یکتا ہی وہ شیر مرد
عبث تھی وہ مجلسین لاف و گزاف
شہ چین نے شنکل کو انجام کار
ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
سئے پھر دلیران پیکار جو
نہوا انکے انبوہ سے بیمناک
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
ہوا سادہ داماد کاؤس کا
مقابل ہوا آکے پھر کاک سال
دہن سے نکلتا تھا رستم کے کف
تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
سواران چین از بسکہ کشتے ہوے
پیام اسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم زر

نکرا سقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن کوش جانسے نہ اب
زر و مال بھی دے دب مجھے جیساب
تو خالی ہو کینے سے دل خاکا
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب
نہین صلح منظور یاران زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے نگاہ
کہ مجلس کا اسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا ہنر رستم نے نیزہ وہین
سو لشکر چین لشکریان ہوا
یہ شنکل نے خاقان سے جاکر کہا
نہین کوئی اُس سکا یہان ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہی ہے
سواران جنگی دے کشش ہزار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
اُدھر سے بھی رستم کی امداد کو
کرد کوشش و جہد بیخوف و باک
قیامت وہان اک پدیدار تھی
تہمتن سے اگر نبرد آزما
ولے اُس سے غافل کہ آیا زوال
کیے کشتے صدہا کیا جس طرف
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین
گیا جبکہ نزدیک خلب سپاہ
جو صحرا مین کشتونکے پشتے ہوے
نہو گرم پیکار سب صلح کر
مرصع وہ اور رنگ و لعل و گہر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہی ہے سب صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہی کہ ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو یہ ران کیا
کہ اے نامداران کہو تم شتاب
بلا سے ہوے کشتہ وہ چار و
جو یہ بات شنکل سی کہنے لگی
ولے دل مین یہ ران کے تھا اضطراب
غرض شنکل گرد رو زد گر
رکھون ہو نمین مجھسے ممکن جنگ
اُٹھا کر گرایا اُسے خاک پر
ہوا اُسکے دنبال رستم دوان
کہ رستم کے آگے ہین کس کو گریز
یہ سنکر ہوا شاہ چین غضب
وہ بولا مرے ساتھ گر ہو سپاہ
دگر یار شنکل بقصد وغا
ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب تیز کرو
پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
خرو شان ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالاے سر
وہ شنکل کہ تھا گرد جنگ آزما
سواران ایرانیان یکہزار
ہوی فوج خاقان کی حملہ آور
جو رستم کی دیکھی دلیری وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ نام جو
یہان بھیجدے اب کہ ہے یہ تمام

تری بات کا ہی مجھے اعتماد
تو گر شہ پور مفسد و بیہودہ کو
روانہ کرون پھر ہو یہ عاشق دو
نہین صلح منظور ہر گز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی ہی بات کا کیا جواب
بفضل خدایان ہین بیشمار
تو سب نامداران نے تائید کی
ندیتا تھا اسبات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
گیا سنکے وہ گرد یو لاد خنک
کیا چاہتا تھا قضا آسکا سر
وے آنکر شکر چینیان
بچا ہی اُسے کیسے گریز یا امت
لگا کہنے یون کیا ہوا تجھکو اب
تو پھر جاکے رستم سے ہون کینہ خواہ
سو رزم گہ لیکے لشکر گیا
یک تیغ وہ نیزہ کرتا قلم
کہ اُس جنگ سے یان مین کچھ
سر چینیان ریزہ ریزہ کرو
کہ جسطرح سے تیک آہنگران
کہ سادہ نے دی وہ سزا سی یان
تو لبس ہوے پیدم گریغاں
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا
گئے ہمرہ رستم نامدار
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
تو خاقان چین کی ہوا خوف یان
جو خاقان کو ہی صلح کی آرزو
سزاوار کینہ وذوالکرام

غضبناک سنگر ہوا شاہ چین — گروہ تیر باران سوے پیلتن — دلیر انہ ہو گرم پیکار یان
ہوئی بانگ تیر ہر چہ برپر — ہوئی بانگ چوگان رستم زنیچہ گمند — قوی خاتمے کے سرین ہوئی جا بند
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین — زدو گشت اسدم ہوئی بیقرار — کہ صحرا ہو ہر خون سر بسر
غرض لشکر چین گریزان ہوا — شہ چین کا اسپاہ و زر وان جو تھا — سواران ایران نے غارت کیا
نہین اک تن تیر سے پہ دو چرخ — زمانہ کا ہر دم ہی رنگ و گر — کبھی شام ہو اور کبھی ہو سحر
نہ پیل و نہ اورنگ و کارا رتھا — اُسے طوس کے پاس لایا شتاب — دلیر وان سے پھر رستم پیلتن
یہ ہوا اُس ستمگر کون کو جانے نہ دو — شہ چین پیادہ گرفتار تھا — ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام
گریزان ہوے شب کو تورانیان — یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو — نہ ہر گز رہا وان کسی کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ

افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم بہلوان و بہ تہتیغ فیروزی

مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — بیابان سے چل رنج و غم راہ لی — سلامت گئے حیف تورانیان
سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ — روان پیش کیخسرو نام جو — وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
سواران ترکان کو فرصت ملی — فراوان زر و گنج و تاج — ہوا شاد کیخسرو نامدار
یہ کہکر کیا مال غنیمت کو — شتابی سے اُس داد گر کے حضور — تہتن کو بھی خلعت و پر گہر
گیا لشکر اُس داد گر کے حضور — فراوان زر و خلعت و زر دیا — وہ جشنے سے گردان جنگ آزما
سپہ طوس کو دے کیا دور باش — اُسے مورد لطف و احسان کیا — حضور سپہ دار تورانیان
روانہ ہوا سوے افراسیاب — دلاور تنک بین لبوں پہلوانوں کا نام — شہ چین کو میدان سے کر فرود
ہوا پر الم سنکے افراسیاب — تہتن کرے تا کہ اُسکو خراب — کیا نامدار و نگوا سے طلب
شہ نامور نے جہاں سے بلا — کیا سر فلندوں کو رستم نے پست — یہ سمجھا کہ ہیں مرد میدان مگر
بہت دل کو اُسکے ہوا اضطراب — وہ بولا کہ رستم ہمہ اشکر شکن
ملک چین سے ناحق طلب لی سپاہ — ملاوین اُسے خاک میں سیر تنک — خدنگ سنان گزر تیغ و تبر
کہ رستم کرے جا کے جنگ — سپہ نے فراہی نہ پایا اُسے — پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
بہت جنگ یل آزمایا اُسے — تہتن سہل یہ کام انہا رہے — ختن کی روان ہو کے پہونچا شتاب
غرض قتل بخواہ و شوار ہے — دلیر و نبردار نامور مند — شتابان ہو سے یا سپاہ گران
ختن شاہ تورانی و پولادوند — سو لشکر رستم ارجمند — کہین راہ مین ایک آیا حصار
ہم شاہ تورانی و پولادوند — تو قف شکر تا تھا وہ شیر مرد — وہ حصن متین فتح جسدم ہوا
تہتن بھی ہر رو تھا رہ نورد — عدم کی روے رستے ای ہو مین گیا — تو سالار ترکان سے پولاد لگا
وہ رستم سے اگر ہوا کینہ خواہ — ہوا خیمہ زن رستم شیر دل — لگا کہنے یون ای شہار حمند
سے مدار تورانی کے حسب متصل — تو کوئی نہ ترکو نکا دیکھا سوار — تمہین شب ہو میل آرام کا

جو شب گذرے اور صبح ہو شکار — کروں جا کے رستم سے میں کارزار
صبا نے طلب آنکے جب کیا — پئے جنگ تب گیو جنگی گیا
یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر — کہ اتنے مین یہ حال کرے نقل
ہوا شاہ کا بند بازو و سر — ولیکن کیا شہ نے زور مقدر
ہوا سوگ گردان جنگی دوان — گیا اسنے رحمی انھین بیمداران
جو میدان مین رحمی ہوے ہر سو — تو گودرز با خاطر پر محن
ہوے ہاے رحمی نہیں پسر — شتابی سے تو جاکے امداد کر
کمند آکے رستم نے جب کی رہا — تو شاہ ختن نے چو اسریا
گیا اور رہا جو اس گرز کو — تو رنجہ ہوا رستم نام جو
وے درد دے تھی بتاب بقدر — رہا جو کرے رحم بدخواہ پر
نہ طاقت مجھے بخش اے کیقباد — کروں تا کہ بدخواہ کو ناب یون
نہ جو ختن مین لیکن اثر کچھ کیا — یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
وے کہکے یہ ضرب گرز گران — نہ ہرگز ہوا زین سے پہلوان
پراے والے اس گرز کے جسم پر — ذرا بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر
ختن نے سنکر یہ برا کیا — ولیکن یہ اسوقت اسنے کہا
کہ اسکے آگے جان دعدا سے — کہ ہے کوئی سوار
سپہدار تورانیان گیا پھر وہان — ختن نے اس سے کیا یون بیان
رہے فاصلہ مین فرسنگ کا — کہ دونو پہونچے کوئی دوسرا
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ یون — زمین پر گرے جو یہ پہلوان
رہا ہاتھ سے تیرے گر یہ گیا — تو پھر کام دشوار تر ہوگا
ہوے دونون مصروف کشتی ہم — لگے کرنے ہر دم دشتی ہم
اٹھا کر یہ پٹکا اسے خاک پر — تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
یہ سمجھا وہین رستم ارجمند — کہ بس مر گیا شاہ بد لا دوند
کہا جاکے اسنے شہ افراسیاب — نہین زنہار آدمی کی یہ تاب
رہائی مجھے اس سے ہوگی کب — ہوا مکر و حیلہ سے جانبر اب
ختن کی بھی فوج یہ ہو گئی مین — ہوا گرم بازار پر خاشو کین
یہان ہے ہمین کچھ بھی حاصل نہین — بھلا اسلیے ہو جیے گر مکین
لگا کہنے پیران شہ شاہنشا — سپہ لیکے شاہ ختن آگیا
مناسب نہین ہو توقف یہان — سو خانہ بس ہو جیے اب ان

غرض دوسرے روز وقت پگاہ — دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
رہا کر کے شاہ ختن نے کمند — کیا پہلوان کیونکے سر کو بلند
تمام اور جیزن نے ہمراہ کمند — رہا کی سو شاہ بولا دوند
کہ دو مین ثمین ثوب دونون کو بند — ملو کر کے پھر تیغ بولا دوند
پھونچکر یہ ایک ضرب شمشیر کین — کیا خاک بس کیونکہ کوئی وہین
گیا پیش رستم وہ غالب کنان — کہا یون کہ اے پہلوان جہان
یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار — سوے رزمگہ رستم نامدار
جو خالی کئی پہلوان کی کمند — تو گرزگران لیکے پولاد دوند
ہوا خون روان سر و اور منہ — رہا زین پہ قائم پی ارجمند
خداے ختن نے کی التجا — کہ عاجز پہ اب رحم کر یا خدا
پھر اسنے مین پولاد نے آنکر — روان تیغ کی گرد کے کاندھے پر
کہ افسوس ہے دل پہ وہ گزرے — کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے
مری تیغ بران بھی خالی گئی — دو پارہ کرے سنگ وہ بھی گئی
پھر اسنے کیا میل کشتی وہان — ختن سے کی خواہش امان
لگا فراسیاب داور کو یان — طلب کیجیے تا کرے پہلوان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا — کہ رستم نے دم راست اپنا کیا
شہا عہد و پیمان یہ ہم تو کر — کہ ہٹ جاے لشکر عقب سر بسر
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن — پھر آہستہ آہستہ کر شہ پیلتن
جدا پاک لشکر وہین کیجیو — تو وقف کو تم راہ مت دیجیو
گیا کہکے افراسیاب دلیر — فرودائے مگھو یہ دونون کو
کیا زور رستم نے انجام کار — کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار
وے دم چیرا یا بداندیش نے — کیا مار بدخواہ بدکیش نے
گیا یہ سوے رخش تا ہو سوار — اگر یزان ہوا اسکے وہ شہریار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد — حضور آسکے ہو کوہ البرز گرد
عقب اسکے پہونچا جو گرد دلیر — تو گردان تورانیان بر سر تیر
لگا کہنے لشکر سے بولا دوند — کہ تخت زر و گنج و نام بلند
چلو پھر بسوے دیار ختن — یہ کہکر گیا شہریار ختن
ہوئی اس سبب سے یہ پیدا سیاہ — نہین سوے پیکار مائل سپاہ
غرض شب کو وان آکے خیمہ کیا — اگر یزان ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج
بفتح و ظفر لیکے پھر مال وزر
سوا اُسکے سب مال مغروبہ بھی
کیون قصہ اب اور بڑھاؤ تنگ
ہوا جوشن آراستہ ایک روز
امیران و گردان سدان دیار
کمین گاہ سے دشت سے آگیا
تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام
کہ ہے ایک گوان دیو لعین
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
نہین اور کو تاب یہ زینہار
سو گورخر جاکے پھینکی کمند
کیا چاہے تھا جسم اُسپر رہا
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
بروز چہارم سوار دلیر
زمین کو شتابی بریدہ کیا
کہ دریا مین پھینکو نمین یا کوہ پر
کہا دیو نے پھینکدے کوہ پر
اگر جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
ز روے دلیری علم کے تیغ
شتاور تھا یکدست سے پہلوان
سلاح و لباس اپنا کر خشمناک
جوانمرد کارخش چرتا تھا وان
سپہدار تورانکا گلہ بان
خبر پاکے چوپان افراسیاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہی
بھلا کیلیے تم مقابل ہوے
یہ مردنگی دیکھ حیران ہوے
سوے تھا وہ منزل بمنزل رواں

مبدل ہوا ساتھ محنت کے رنج
گیا پیش کیخسرو نامور
تہمتن کو بخشا بفرط خوشی

تہمتن نے ہرات کو باصد طرب
ہوا شاد کیخسرو نام جو
کیا ہیزن و گیو کو پھر طلب

## جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدن اکوان و دست رستم

حضور اُسکے حاضر تھے سب نامدار
کئی سب کو اُسنے ضائع کیا
کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام
سر چشمہ صحرا مین مسکن کرین
تہمتن سے خسرو نے یہ بیان کہا
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
وہ غائب ہوا کچھ نہ ہو پیچ کار
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
گئے تھا نیان گئے نا پدید
ہوا اور صحرا مین آرام کیا
اُٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
جو ہو خواہش دل بیان مجھسے کر
کہ تا استخوان ریزہ ہون بسر
سوار رستم گرد و دور سے نہنگ
لگا قتل کرنے اُنھین بیدریغ
بدست دگر تھا ستیزہ کنان
ہوا پھر سوے دیو اکوان روان
ہوا پھر سوار اُسپہ وہ پہلوان
کہین اپنے گلے کو لایا وہان
سوار رستم گرد آیا شتاب
نبرد آزمائی مرا کام ہے
عبث سعی پیکار مائل ہوے
وہ ناچار یکسر ستیزان ہوے
کہ تہ کو نکلی پھونچی سپہ تا کمان

کہا ایک چوپان نے وان آنکر
یہ سنکے لگا خسرو پیل زور
یہ سنکر وہین سو بدان کہن
ہوا دشت مین آشکار آنکر
کہ اے پہلوان رستم پیلتن
وہین لیکے گرز و کمند و سنان
پھر اُدیم مین پیدا ہوا وہ وہین
یہ سمجھا تہمتن پیل پیل زور
رہا تین دن تک تہمتن خراب
گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر
اُسے دیو ناپاک نے پھر وہین
جوانمرد اُسوقت لایا پناہ
یل پیلتن خوب تیراک تھا
بعون عنایات لطف خدا
یہ اُس چشمہ پر پوتہ رفتہ گیا
جو چوپان تھا خسرو کی سرکا کا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
اُسے دیکھکر رستم نامور
تمہارا جو ہی شاہ افراسیاب
یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار

کیا ملک تورانکو تقسیم اب
دیا گنج و زر رستم گرد کو
وہ تورانسے آئے سپہ لیکے سب
سناؤن مین اکوان و رستم کا جنگ
سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز
کہ گلے مین سپہان کے اک گورخر
نہین زور مین ہمسر اُسکو گو
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن
وہی دیو ہی صورت گورخر
ترا کام ہی شتن اہرمن
تہمتن ہوا سوے صحرا روان
یہ دیوڑا وہین پھینکیکر تیغ کین
کہ ہی یہ یلمان دیوا کوان یہ گور
نہ آرام تھا دنکو نہ شب کو نہ خواب
تو پھر آنکے دیوا کوان نے وان
لگا کہنے تب اُسسے یون ہاہرمن
کہ یہ عکس ہے کار دیو شریر
دیا پھینک دریا مین اُسنے وہین
سوا آفرینندۂ مہر و ماہ
دلیر و جوانمرد بیباک تھا
کنارے پہ پہونچا وہ جنگی جوان
کہ گھوڑونکا یعنے چراگاہ تھا
وہان آسنے گلے کو رکھا نہ تھا
سو خسرو خسروان زمن
خروشندہ وان سے کہ جوشن ہزار
کیا ہیزن نے اُسکو تباہ و خراب
کیا قتل کینتون کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شاہ سو سحر
سپہ لیکے اور سیل جنگی ہزار

کیا کرکے یلغار بہر نبرد — مقابل ہوا اُسکے وہ شیر مرد — کیے کشتہ گردان بہت تیر سے — کیا قتل کفتون کو شمشیر سے
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ — چہل نامداران ہنگام جنگ — سوار و نکو یکدست کرکے تباہ — کیے گردنے چار پیل سیاہ
وہ سرکردۂ فوج توران دیار — ہوا جادہ پیمائے دشت قوار — بفتح و ظفر رستم پہلوان — ہوا پیش پیر و جوان روان
طرف سے تھا خسرو کے اک راہدار — گیا پیش اُسکے وہ جنگی سوار — وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند — سپہ پر اُسکے کرکے یل ارجمند
روانہ بسوے بیابان ہوا — پئے جنگ کاوان شتابان ہوا — پوہنچکر سر چشمہ وہ پہلوان — خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد — تواے دیو آسا نہ کر نبرد — نہین کار مردان یہ پیکار جو — کہ آزار دین خواب مین مرد کو
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو — لگا کہنے رستم سے کرکے غریو — کہ جنگ آوران سے ہو کر رہا — پھر آیا یہان تو برائے وغا
یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند — کمر کو کیا دیو کاوان کے بند — بیک ضرب گرز گران پر تمام — پریشان کیا مغز دیو لعین
جداد یو کے جسم سے کرکے سر — شتابی سے فتراک سے باندھ کر — روان ہوکے پیش خسرو کیا — شہنشہ نے اعزاز اُسکا کیا
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا — تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا — طلب کرکے سیم و زر بیشمار — کیا رستم پہلوان پر نثار
پھر اک حجتن تر تیب خوب کیا — مہیا تھا اسباب سب عیش کا — بہم خسرو و رستم نامور — ہوے بامل عیش شام و سحر
رہی بزم عشرت یہان چند روز — رہا دور جام مے دلفروز — کیا عرض رستم نے یون بہر ان — کہ اے خسرو خسروان جہان
مرے دل مین ہے آرزو وطن — مجھے کیجے رخصت بسوے وطن — تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا — بہت مال اور گنج اُسکو دیا
دو منزل گیا اُسکے ہمراہ شاہ — تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ — اسے آگے یہان رزم ہیزن کرون — کہین قصہ کوتاز گی سے لکھون
کہون کیا مین ہے عجب داستان — کہ سننے سے ہوا شک جسکے روان

رفتن ہیزن پسر گیو طرف ارمان براے جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دختر افراسیاب بر جمال ہیزن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوے ایران

کہین آکے ارمانیان یکبروز — حضور جہاندار گیتی فروز — بسان غریبان و بیچارگان — لگے کرنے فریاد شور و فغان
کہ ارمان مین خسرو سرفراز — تعدی کنان ہین ہزارون گراز — نچھوڑین زراعت نہ برگ شجر — ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
ستم سے گرازونکے ہم آجکے بان — نظر کر بحال ستمدیدگان — یہ خسرو نے سنکر نظر کی ہین — سو پہلوانان ایران زمین
اتمعا ہیزن پور گیوے دلیر — شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر — مجھے حکم ہو اے شہ نام جو — کرون قتل خونخوار کو
ولے گیو بولا کہ اے شہریار — یہ کار آزمودہ نہین زینہار — یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر — جوان ہون ولیکن ہون پیر پیر
یہ کہکر ہین ہیزن بشیتے مین ہو — ہوا شاہ سے ہو رخصت روان — ولے اُسکے ہمراہ گرگین گیا — بجا کر جہاندار کشور گشا
نذ نہار گرگین مدد گار تھا — گرازون سے ہیزن ہوا ہم نبرد — لگا کہنے شیری بل شیر مرد
گرازا یک آیا سوے پہلوان — کہ پارہ کیا جوشن پرنیان

وہین کھینچکے خنجر آب گون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح وظفر خرم و شادمان
کہان وشب آیک شکارجان
وہ ہر سال آتی ہی وان سیر کو
کہ صحرا مین ہوا ندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
گرمیٹھی ہوئی ہی نہ ناز و ادا
مہیا ہوا وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے سامنے پہلوان
منیزہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایہ خوشخصال
سینہ ننگ خوبان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا وہ بھی اُسکو امیدوار
یہ سنکر کہی دایہ باصد طرب
کہی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگا کہنے گر کہین مین تمھون پہلوان
یہ سنکر وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان بیکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
فسانہ کیا قصہ مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا
پڑے مجھپہ گر کہین نے صدمے شوخ
منیزہ نے کی جمع خاطر کمال
خدا ہون مین اور تجھپہ قربان ہون

دلاور سے اُسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سربسر
رہا جاکے پھر دشت مین وہ جوان
ہوا رنگ کے گل شگفتہ وہان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
پئے سیر اُس جا اقامت گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سبو
ہوئی داستان عاشق پہلوان
عجب ہی کہ یہ شیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے خدا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا دفع مین نے انھین سربسر
بفرو تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ مہ پیر کر ایک بار
کہی داستان سب حقیقت یہ سب
لگی سننے اُس کے کہ اے پہلوان
تری پاسبانی کو اے نوجوان
اسیر بلا ہو رہیگا جیگیان
روان سکا ایران ہوا کینہ جو
منیزہ نے بیژن کو بے اختیار
رہے عیش سے وان سو روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
لگا سونے پر شیدہ اُس ماہ کو
نہایت دل اُسکا پریشان ہوا
سوار اہ بدوہ ہوا رہنمون
کہا یون کہ دل کو نہ کر بیقرار
رضا جو تری بادل و جان ہون

عرض سطر جسے گہر زو نہنگ
لگا دی وہان آگ بھی ہمسر سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیزہ ہی اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیزہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور
کنیزان مہ پیرا ہین نازنین
کیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اُسنے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مینے یہ دخت ہی خوبرو
یہ کہکر اُسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیزہ کو پاس آنکر
منیزہ یہ بولی کہ لاؤ اُسے
منیزہ نے سمجھا کہ ہی طالب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین بیگ
گیا جب اُدھر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
ہر روز ہمارم ہوا بے خبر
عماری زرین مین پہر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کرد گاہ جہان
اسیر بلا اُسنے مجھکو کیا
جو انونکو درپیش ہو رزمگاہ
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان

ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
چلے سب کے ازان ہیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اُس سے کہا
نہین ہوش اُس سے مہ آفتاب
لگے کہنے تب وان کے باشندگان
بیان حسن اُس کے توصیف کی
تو یہ دور سے اُسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیزہ کا دل
کہ ہی اسقدر خوبرو افراسیاب
نہ ہرگز کیا کچھ بھی اُسنے حذر
کہ یہ آن ہو پہونچا ہی کیونکر ادھر
مرا نام ہی بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھکر حیرت مین ہو جو پری
تماشائے رخسار شک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اُسے
کیا ساتھ اُسکے وہ باصد طرب
ولے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوئے خرگاہ اُٹھکر وہین
میسر ہوا ہر بسر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیزہ اُسے لیکے سر بسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
نہ جو ظلم آشکارا کرو نہان
عوض اُس سے لے یارب اسکا
کبھی شادی عشرت ہو زرنگاہ
مری جان مجھکو نہ بیگانہ جان

اگر شاہ تورانی آسیب پہونچے ضرر
تو جان ہو مرے تیر آگے سپر

یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
ہوے دولت وصل سے کامیاب

نتھا داخل نامحرمون کو وہان
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان

پھری گردش چرخ انجام کار
کہ یکسان نہین دا ئمان روزگار

گیا وہ ہمین درمیان خانہ خراب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
فراحان سالار کو بس وہین

شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
کوئی جاکے وان دیکھے لے کیا ہے کار

وہ ہی لائق فید بند گران
عقوبت ہو اسپر رواہے گمان

کہ لیجا سوارا ن پیکار جو
تو محصور کرکے اب کاخ کو

یہ سنکر ہجو گر شیوز کینہ خواہ
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ

در کاخ مسدود آیا نظر
شکستہ کیا در کو پھر زور و زر

جو دیکھا یہ ہنگامہ گر شیوز نے
تو آگے مدد کو نہ آیا نظر

نہ چنگ و دف و رود و ہامون و ران
سراسر حرم پر ہے پرستندگان

شہنشاہ تووان کا یہ کاخ ہے
یہان اسطرح سے تو ستاخ ہے

کہ یان تا نہ توسن سگالد دروغ
کروان کسطرح سا تھ دشمن سنگ

نہین کوئی آدم مدد گار ہے
جہان آفرین بس مدد گار ہے

دلیرانہ آیا در خیمہ پر
خروشان ہوا آکے جون شیر نر

مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو کھودے سر اپنا لہو مین نہان

تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
چلون ساتھ تیرے سو شہسوار

جو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان

کیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
لیا اُس سے وہ خنجر آبدار

اُسے لیگیا سوے افراسیاب
کشان سر برہنہ بحال خراب

گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
کہا شاہ تووان نے اسکی بہ بخت

لگا کہنے بیژن کو اے تاجور
بجنگ گراز ان مین آیا ادھر

مرا یار گم ہو گیا ناگہان
سود دشت آیا بقصد کنان

بیکایک ہوا اک پری کا گذار
اوڑا لیگئی مجھکو وان آنکر

پری نے پھونچکر غضب کیا
کہ مجھکو عیار مین ٹہلا دیا

اثر سے فسون کے وہین بے خطر
پری رو مجھے لیگئی اپنے گھر

نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا
کہ جینے کیا یون اسیر بلا

تو اب شوق سے نوش کر جام مے
کر ہرگز نہین جاے اندیشہ ہے

شب و روز رہنے لگے عیش مین
تھا کار جز عیش وان نہ نہار

کئی سال گذرے بعیش و سرور
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور

خبر دار دربان ہوا ناگہان
ہوا آسکو اندیشہ خوف جان

کہ شاہا کیا تنگ و ناموس مفت
منیژہ یکا اک گرا یران بجیفت

بلا کر کہا مصلحت اب ہی کیا
فراحان یہ عرض شہ سی کیا

اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
تو پھر اسمین کیا جاے انکار ہے

سخن شاہ نے سنکے سالار کا
یہ گر شیوز کینہ جو سے کہا

شبستان مین دیکھی کسیکی اگر
تو لے آکشان بان سے باندھکر

سنی بانگ قانون چنگ و رباب
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب

گیا اندرون محل کینہ خواہ
گیا پھر ادھر تھی جدھر شک ماہ

منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
بہم بے حجابانہ مین بادہ خوار

یہ دیکھا تو گر شیوز کینہ جو
ہوا نعرہ زن یون کہ ہی کون تو

ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
کہا کہ کہ وہین ہے یہ وتاب

ہوا بخت برگشتہ انجام کار
نہ ہر گز ہوا فق رہا زینہار

یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
لیا کھینچ خنجر جو مونڈے مین تھا

کہ بیژن ہون مین پور گیو دلیر
شجاعت کے بیٹے کا اک نرہ شیر

مین اس خنجر تیز سے اب کہ ان
بہت نامدار و نکو بس سے غرق خون

روا شاہ تجھپر نہ رکھے ستم
شفاعت کرے تو مری کھا کے قسم

گرفتار کرنا ہی دشوار تر
کہ مرنے پہ اب سے باندھی کمر

ہوا ماتھ سے جبکہ خنجر جدا
گرفتار بیژن کو اُسدم کیا

نہو طالع نیک یاور اگر
تو ہر گز نہ کچھ کام آوے ہنر

ترا کیونکر تووان مین آنا ہوا
شبستان مین کسطرح جانا ہوا

لگا کرنے صیاد افغنی بعد جنگ
خوشی سے یہ تیر خ فیروزہ رنگ

ہوا خفتہ پھر مین بزیر درخت
ہوے خفتہ گویا ہے بخت

نمودار پھر فوج تووان ہوئی
عیان مین بیٹھی جو تھی نا مین

نہین آسمین زنہار میرا گناہ
پڑھا اُسپہ افسون جو بیٹی وین

لگا کہنے پھر شاہ تووان یار
نہ آلودہ عصیان سے ہی رشک ماہ

کہ اے بخت برگشتہ روزگار

وہ دیدہ ہے کہ باگرز و تیغ و خدنگ
نہیں سست تیرا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان تھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ تر کوسے کر اک سوار
لگا کہنے کھینچ اسکو اب دار پر
برادر نہ تھا تجھ کو کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی پیشتر سے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دوں
یہ سنکر رہ جو روئیدادسے
ادراک دیو اکوان سنگ گران
منیژہ کو بھی یاں سے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجاکے وان
کہ دختر پہ ایذا نہ رکھیے روا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو روئین تن سے پہونچائی تھی
سنو کارسازی جہان آفرین
کہاں ہے بتا بیژن پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملائے گرازان تہ خون و خاک
بیابان میں اک گو آیا نظر
سجو بیژن آیا وہ مانند پیل
ولیکن ہوا گور وانسے رہان
عذر نہار بیژن کا پایا نشان

گدا اسپ کر تا تماسا میدان جنگ
تو جا بیژنہ ورنہ گالنجام کار
وے تیرے داماد نے کی یہ دغا
مقابل مرے کر شہا یکہزار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اُسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی کیا پیش افراسیاب
کزارش تو کر اب ہی کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا میں رسوا و بدنام ہو
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان میں پھینکا جو تمنے جوان
نگوں سار شیشے میں لٹکائیے
کو محبس کے رکھا منیژہ پہ سنگ گران
گزند اُسکو پہونچائیے مت شتاب
رہی جاکے نزدیک اُس چاہ کے
کہ اک سیمبر آپ ہی نکلتی تھی
کہ گر کین گیا سوئے ایران زمین
یہ راز نہان سر بسر کہسان
پڑے جا بجا تھے بریدہ شجر
کیا داشتو ہمنے خوکانسے یاک
پسندیدہ و خرم و خوب تر
خروشان و جوشندہ رود و نیل
عقب اُسکے تھا بیژن پہلوان
ندیکھی کہین صورت پہلوان

اور اب سست بستہ میان کمان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک تن سن و گرز اب دے مجھے
تماشا تو پیر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اُسے لیگیا وہ سوداگر جب
سنو کارسازی کا حق کے بیان
کہ یارو نہ جلدی کو یان لاؤ تم
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون مجھے
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
کیا سنکے پیران نے پھر یوں بیان
کہ کر چاہ تاریک میں اُسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہکے اب وہ سنگ
بفرمود شاہ افراسیاب
منیژہ کی ماں دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور دادرس
کیا گیو کو در زسے جاکے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گر ازان نخستوار آئے وہین
ہوے وانسے پھر سوے ایران زمین
طرف اُسکے دوڑا کے شبدیز کو
شتابی سے بیژن کو والی کمند
نظر سے ہوا گور و بیژن نہان
وے تو سن بیژن نامدار

یہ گفتار سستانہ کہتا ہی یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کہ دیکھا لوگون اپنی دلیری مجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ گر شبوز کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب
کہ پیران اُدھر آگیا ناگہان
ہلا اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آبیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل مین کر خون بیژن کا یاد
ولے پھر بیژن کہتا ہون اے شہ
تو پھر کیا اٹھایا بھلا فائدہ
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اُسکو پہونچا نہ ڈر
نہ زنہار ایسا مکان مین کرو رنگ
سنا جب تو اُس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اُسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے کیو سے گین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم اے نامجو
ہوے اُسنے ہم گرم پیکار مین
طرب سازو شادان و صید افگنان
شتابان ہوا بیژن نام جو
کرے گور کے سر کو تاوہ تن بند
شتابان ہوا مین تفحص کرون
جو دیکھون تو صحرا مین بیسوا

ہوا دل مرا سخت اندوہگین
کئی دن ہوا وان مقامت گزین

یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار

کرے خنجر تیز سے سر جدا
کرے خنجر تیز سے سر جدا

تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار

کہان کم کیا تونے اے کینہ جو
کہا تونے مجھکو تباہ و خراب

ملاؤن تری خاک مین آبرو
ملاؤن تجھے خاک مین آبرو

کروان مین جدا جسم سے تیرے سر
کیا خستہ گرگین نے از روے کین

بچشم پر آب و دل کینہ جو
بچشم پر آب و دل کینہ جو

کہ دل شادہ تھا جس سے شام و سحر
کہ دل شادہ تھا جس سے شام و سحر

کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار
کیا سنکر از بس قرار و شکیب

سنا تھا جو اسنے وہ سب سے کہا
سنا تھا جو اسنے وہ سب سے کہا

کیا پھر گرفتار بند گران
کیا پھر گرفتار بند گران

لگے کہنے پیش شہ نامور
لگے کہنے پیش شہ نامور

کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے

اسے کچھ بھی زنہار باور نتھا
اسے کچھ بھی زنہار باور نتھا

خبر دین ہین آنکر شاد شاد
خبر دین ہین آنکر شاد شاد

کہ آوے جو نوروز فصل بہار
کہ آوے جو نوروز فصل بہار

دعا دی کہ اے سرور انجمن
دعا دی کہ اے سرور انجمن

وہین پھر سواران ہر خاص و عام
وہین پھر سواران ہر خاص و عام

ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان

دل زار بیتاب اور چشم نم
دل زار بیتاب اور چشم نم

لگا دیکھنے شاہ کشورستان
لگا دیکھنے شاہ کشورستان

نسو بہ گئے کشور شہ خسروان
نسو بہ گئے کشور شہ خسروان

پڑی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ
پڑی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ

کہ نسل کیانسے ہے وہ گلعذار
کہ نسل کیانسے ہے وہ گلعذار

سلسلہ سے ہے کس سے پیوستہ تار
سلسلہ سے ہے کس سے پیوستہ تار

غرض ہاشم و ورد آیا یہان
غرض ہاشم و ورد آیا یہان

یہ سمجھا کہ میشک ہوا وہ جوان
یہ سمجھا کہ میشک ہوا وہ جوان

کہا ایک گودرز نے پھر وہین
کہا ایک گودرز نے پھر وہین

وہین گیو پھر یاد آیا مرا
وہین گیو پھر یاد آیا مرا

کیا تونے مجھکو تباہ و خراب
کیا تونے مجھکو تباہ و خراب

تجھے لیچلون بیژن خسرو کی
تجھے لیچلون بیژن خسرو کی

پھر بال گرگین کے پھر بعد ازان
پھر بال گرگین کے پھر بعد ازان

کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ

اسے کرکے گم آپ آیا یہان
اسے کرکے گم آپ آیا یہان

بجز نوسن بیژن پہلوان
بجز نوسن بیژن پہلوان

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین

پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام

کیا شہ نے پھر موبدان کو طلب
کیا شہ نے پھر موبدان کو طلب

کہ تورون مین ہے زندہ پہلوان
کہ تورون مین ہے زندہ پہلوان

سو ملک تورون مین ہے پہلوان شاہ
سو ملک تورون مین ہے پہلوان شاہ

یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین

کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار

مبادا نہو وے اگر آگہی
مبادا نہو وے اگر آگہی

نظارہ کرون جام گیتی نما
نظارہ کرون جام گیتی نما

جہانمین تو رہ جبتلک ہے جہان
جہانمین تو رہ جبتلک ہے جہان

روانہ کیے گیو نے چار سو
روانہ کیے گیو نے چار سو

جو نور وز فرخ ہوا جلوہ گر
جو نور وز فرخ ہوا جلوہ گر

جو خسرو نے دیکھا اسے بیقرار
جو خسرو نے دیکھا اسے بیقرار

ستارے جو مین سات فلک پر
ستارے جو مین سات فلک پر

نشان بیژن نامور کا کہین
نشان بیژن نامور کا کہین

کہ بیژن کنون ہین کہان ہے نشان
کہ بیژن کنون ہین کہان ہے نشان

کیا شہ نے پھر گیو سے ازان بیان
کیا شہ نے پھر گیو سے ازان بیان

نہ اندیشہ کرکے خدا پر نظر
نہ اندیشہ کرکے خدا پر نظر

یہ تو سن جو پایا سعلا یہان
یہ تو سن جو پایا سعلا یہان

گرفتار رنج و بلا ناگہان
گرفتار رنج و بلا ناگہان

کہ مت کھینچ اسپر پر تیغ کین
کہ مت کھینچ اسپر پر تیغ کین

یہ گرگین سے بولا بیباک بلند
یہ گرگین سے بولا بیباک بلند

گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب
گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب

اساس حقیقت سے دون آگہی
اساس حقیقت سے دون آگہی

اسے لیچلے وانسے گرد نکشان
اسے لیچلے وانسے گرد نکشان

ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار

مرے سر پہ آئی یکایک بلا
مرے سر پہ آئی یکایک بلا

یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان

نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان

لگا کیو سے کہنے خسرو مہین
لگا کیو سے کہنے خسرو مہین

وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام

کہا دیکھا احوال بیژن کا اب
کہا دیکھا احوال بیژن کا اب

ولے ہے گرفتار بند گران
ولے ہے گرفتار بند گران

وہان جا کے ترکون سے ہون کینہ خواہ
وہان جا کے ترکون سے ہون کینہ خواہ

ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین

پے جستجو بیہیج ہر سو سوار
پے جستجو بیہیج ہر سو سوار

تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی

کہ دریافت احوال ہو گرد کا
کہ دریافت احوال ہو گرد کا

ابھد چشمت و دولت فرومان
ابھد چشمت و دولت فرومان

کرین جا کے بیژن کی وہ جستجو
کرین جا کے بیژن کی وہ جستجو

تو پھر پیش کیخسرو نامور
تو پھر پیش کیخسرو نامور

پریشان دل و مضطر و اشکبار
پریشان دل و مضطر و اشکبار

لگے تھے وہ اس جلم مین سر بسر
لگے تھے وہ اس جلم مین سر بسر

پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین

بصد رنج و خواری گرفتار ہے
بصد رنج و خواری گرفتار ہے

ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان

کہ آوے رہا ہو کے تیر اسپر
کہ آوے رہا ہو کے تیر اسپر

وہ بولا کہ اے خسرو نام جو
تہمتن ہی سیل فگن و تیر جنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زبانہ پر سخن اور آنکھوں میں نم
کہ آرام سے اپنے وطن میں ہوں میں
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بچنگ و مئے دل فروز
جو نزدیک پہونچا پل نامدار
وہ رخت جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پئے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوس دیکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہوا مثل باد گران
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ ہشت ادہم بادپا
شتر ہا پر از پرنیان و حریر
بلان نبرد آزما یک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادھر
ہوا خاص و عام اسپر شکا پہلوان
تہمتن غرض مثل باد گران
ولیکن ہوا رستم شاد بہر

شتابی سے پروانہ بھیجو ہو
بنے نا بنے کام جس سے بنے
شتابان سوئے رستم نامدار
فغان کہہ دیا تھا بصد درد و غم
یہاں سے نہ زنہار جنبش کروں
ہوا سنکے نامہ گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آراستہ روز
تو دو مہ میں بحکم شہ کامگار
وہاں تخت زر ایک پا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ سیر
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
ترے حکم سے میں نہ موڑوں عنان
یلان قوی جنگ جتنے ہیں میرے
سپاہ گران لیکے جاؤں اگر
کروں جا کے تدبیر ایسی وہاں
مہیا کیا رخت سود اگران
وہ اشتر پر از گوہر بے بہا
تحائف ہر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے آسو سے جا کہا
کہ صاحب ہوئی تجھسے ایسی خطا
ہوئے پور گرگین یہ زاری کنان
مرے ساتھ رخصت سبھی کیجیے
تو جان بخشی اسکی بھی ہو تو
ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
جہاں کا ارادہ تھا ہو نیچا دہان
آقامت گزین جا بہ یرون شہر

کہ جاؤں چھوڑا لاؤں بیژن کو میں
مرا نامہ لیجا سوئے سیستان
اُسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت میں نے کھینچے ہیں رنج و محن
ترے درد سے میں جگر خستہ ہوں
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اضطراب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو گویا خسرو نامور
بخصم افگنی تو ہی لیل و نہار
نہیں چارہ گریان کوئی نامدار
ترا ہوں میں اک چاکر کمترین
چھوڑا لاؤں بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگ جو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم دوان سوئے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پر از تحفہ خوب دلخواہ تھے
بنے سر بسر ہمصورت سار بان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ گیوان علم
کہ یہ عہد میں نے ہو دلمیں کیا
ملاؤں جو آنسو سکا تا خون خاک
بحکم شہنشہ بجاے پدر
مقام اسجگہ پہلیتن نے کیا
سود شتاک روز یہ ران کیا

لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یاں رستم پہلوان
سب احوال بیژن بہ تفصیل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن
پئے کار بیژن کمر بستہ ہوں
کہ لاؤں رہا کر کے اسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو گویا خسرو نامور
بخصم افگنی تو ہی لیل و نہار
نہیں چارہ گریان کوئی نامدار
ترا ہوں میں اک چاکر کمترین
چھوڑا لاؤں بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگ جو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم دوان سوئے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پر از تحفہ خوب دلخواہ تھے
بنے سر بسر ہمصورت سار بان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ گیوان علم
کہ یہ عہد میں نے ہو دلمیں کیا
ملاؤں جو آنسو سکا تا خون خاک
بحکم شہنشہ بجاے پدر
مقام اسجگہ پہلیتن نے کیا
سود شتاک روز یہ ران کیا

مجسّم ستم نے جو دیکھا تو آیا شتاب
حضور اُسکے کچھ تحفہ لایا عقاب

کہ پیشکش اور کیا عجز و ان
نہایت ہی حیران ہوا شاہ و مان

لگا پوچھنے اسے نجستہ جوان
تو ہی کون آیا کہاں سے یہاں

رہو ن ہو تم ای سرو و انجمن
متاع گرانمایہ و دل پسند

وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ
مرے پاس اب شوق سے آ کے رہ

ہوا جبکہ آگاہ پیر و جوان
کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان

ہوا گرم بازار سوداگری
ہر اک جنس کی تھی وہان مشتری

سوے ستم گرد آئی دوان
دوڈیدہ گھر بار نالہ کنان

خبر بیژن نامور کی کہین
نہ پہونچی مگر سوے ایران مین

وہی نوجوان گیو کا پور ہے
پڑا قید مین سخت مجبور ہے

نہین مجھکو دست بار مین شک بار
کسی سے بھی واقف نہین زینہار

نہین گیو کو در سے آگہی
مگر مغز میرا تو ناحق تہی

لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچارگی ہون اور تمدیدہ ہون

سر رخسم سے پھر تھتن و مین
پریشان و دلگیر شہر بخید ہون

بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
یہ بولا کہ زیر سپہر بریں

منیژہ مین ہون بنت افراسیاب
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام

پھر دن ہو نہین ہر دم بحال تباہ
کیا گردش آسمان نے خراب

وہ یک چاہ تاریک مین قید ہی
لکھا تھا قضا نے یہی سرنوشت

کنوین کے دہن سے ہی پر سنگ گران
ستمدیدہ چرخ بر کید ہے

تو ہیو نجا سکیگی اسے کچھ طعام
کیا سنگ کا جراب بیژن

کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ ہیو نجا سے تھی جسکے مدام

وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
رکھی اُسمین انعام انگوٹھی وہان

کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
یکایک جی ماتھا اُس جو انکے لگی

منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
سبب کیا جو اسدم کیا قاہ قاہ

وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام
ترے عشق مین مان جانکو فدا

طعام اُس سے تیرے لیے یہ دیا
کہان سے تو یہ آج لائی طعام

یہ جو اُس سے اے مہ وزور آزما
سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا

شتابان وہ دوڑی دوان سے وہ در پا
تو بیژن کو کیونکر کریگا رہا

تہتن سے پیغام بیژن کہا
وہ ہم سر گرانمایہ اک جام زر

کہ اس جام مین بے بہا تھے گہر
ولیکن نجانا یہ کچھ زینہار

کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
یہ ایران کو رستم نے بامنع دیا

کہ بازارگان ہون نہین ایران کا
ہوا آکے وار در سر مہ تہین

کہ تو صاحب داد ہی دہر مین
نہین مال کا تجھسے تیمار کچھ

کسی کو نہین تجھسے پیکار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور

خریدار دیبا و اسپ و گہر
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر

ہوئی تب شتابان وہ شمع قمر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر

تجھے کچھ ہی گو در زیا کی خبر
کہ اب تک نہ کوئی ہوا چارہ گر

کسی نے نہ بیچارے کی لی خبر
ہوا پر غضب رستم نام جو

کہا رو برو سے مرے دور ہو
کہ ہون مین تو اک مرد بازارگان

نہ سردار ہون مین نہ کچھ پہلوان
منیژہ لگی رونے بچہ زار زار

ہوئی دیدہ تر سے انگبار
نہین چاہیے سر وہری مجھے

نظر دور تک رو برو سے مجھے
یہ آئین ایران سے ہی دور تر

کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب

ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
منیژہ لگی سُنکے زر کے فغان

کرون حال اپنا مین کیا بیان
محبت سے بیژن کی اے نامور

پڑی سی افسر و تخت سے دور تر
کہون کیا مین احوال بیژن کا اب

پڑا ناگہان اُسکے سر پر غضب
بندھے اُسکے زنجیر مین دست و پا

فغان اُسے کھینچے ہے صبح و مسا
دلاساہٹ دیکے وہ پہلتن

لگا کہنے اُس سے کہ اے کلمدن
وہ طوس اُسنے رستم سے ظاہر کیا

یہ سنکر تہتن نے اُس سے کہا
منیژہ نے جاکر دیا یہ طعام

ہوا بیژن پہلوان شاد کام
کیا متکبہ دیکھا انگشتری

لگی کہنے دو مین وہ شاپور سی
وہ بولا رکھے راز کو گر نہان

تو آگے ترے مین کہون میرے جان
وے ابتک کب ہی تو ہی بدگمان

ہزار حیف ہی تجھسے ای پہلوان
کیا یہ منیژہ نے اسنے بیان

کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاروان

رہائی کو میری اب آیا یہان
کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو

تغافل کو فوراً مت دیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان

رہی وہ پری پیکر دلستان

گئی نصف شب الوداع جب گذر
تھمن نے سنی سوت بانی جو کر
لے ہفت گردان ہنگ آزما

دیں پر کنوئیں کے رکھا تھا جو سنگ
دیا پھینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ
سر چاہ پر وہ دلاور گیا

کنوئیں میں جو وہ تھا اگر قد آور
نکالا اُسے اکبر پیر کمند
پلی اُسکے صدمے سے تورانیں

وہ زنجیر توڑی وہیں سر بسر
لگا کہنے بیژن سے پہلوں ناصور
گلے سے شتابی لگایا اُسے

کروں ایک سنجوں میں ہم سب کے سر
وسوسے شبستان افراسیاب
منیژہ کو تو لیکے جایا نہاں

اسیری سے بیژن کو کرکے رہا
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
کہ آسکو معلوم ہو یہ سخن

جو ماندہ تورانیان یہاں آن کر
شباشب ہوا خوف سے رہ سپر
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان

پہلوں ساتھ تیرے میں شمشیر زن
لگا کہنے یوں بیژن نامدار
کہ آکر یہاں رستم پہلیتن

غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا منع ہر چند رستم نے پر
کہ نامرد تھا رستم پہلوان

کیا پاسبانوں کو یکسر ہلاک
زروی دلیری کہ شتابان ہوئے
نجاؤں تجھے چھوڑ کر زینہار

ہوا پھر روان رستم نامدار
سپہ ساتھ اُسکے گئی گرم کین
کیا ساتھ رستم کے وہ نامور

کنوئیں میں جو بیژن کو قید تھا
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
مقابل وہاں پاسبانان ہوئے

تلافی اویژن کی آیا میں یاں
ذرا سوچ دلمیں کہ جو اسقدر
ولیکن ہو کشتہ یکسر وہیں

پھوٹے تھمن نے تو کین
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
کہ سن لے تو ای شاہ بیداد گر

ہراک تاختن میں کہ جولان کنان
پھر اک تاختن پر یہ خیمہ کو
روا کون رکھتا ہے دامادپر

یلار تک جا کے آرام کر
سوا اُسکے کوئی نہ تھا پہلوان
اگر یہ زبان ہوا شاہ افراسیاب

ہمراہ تھے پہلوان
سپہ لیکے آیا ہے کارزار
پھرا واں سے لیکر یل نام جو

مقابل ہوا کوئی زینہار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
گنیں اب ہمراہ ایرانیان

وے ساتھ میرے نہیں تاب جنگ
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
ہوا سنکے رستم بھی ہو یں سوار

دلیری و مردی و جرات مری
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کہ ہو ہم نبرد آزما کوئی اب

ہوا آشکار مردمندہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے
کہ دی میں نے تنہا ہزیمت تجھے

دلیرانہ ہم گرم پیکار ہو
زبون سخت ہیں جسے تیری سوار
تو آیا عبث یاں پئے کارزار

سنی جب سواران نے گفتار شاہ
کہ اے نامداران توران زمین
یہ ہی رزمگہ ہائے عشر ہیں

ہوا جنبش میدان میں کچھ سیاہ
نہ جانبر ہوں میدان سے زینہار
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار

کہ لشکر شکستہ صد ہزار
سواران توران ایرانیان
ہوئے گرم پیکار باہم وہاں

گیا سوئے جیحون وہ بے افسیاب
گیا اُسکے دنبال رستم دوان
رہے غالب ایرانیان سر بسر

پھر آیا بفتح و ظفر نامدار
زر و مال اسباب افراسیاب
دو فرسنگ مانند شیر ژیان

ہوا شاد دیکھ مجسم و سرفراز
گئے پیشوا نامداران تمام
کیا لیکے پھر سوئے ایران شتاب

تو آکر جہاندار کیتی پناہ
تھمن کو یاصد خوشی لیگیا
ہوئے دیکھکر اُسکو شاد کام

شہنشہ کی لایا بجا بندگی
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان
شاخوان ہوا رستم گردکا

کئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد دیکھ سپاہ دین — ہوئی گیو و گودرز بھی خوش و مین — ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم — لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیران کی کاب ستان — جنگ کردن بیژن و بارستم و رسیدن افراسیاب — سنو قصۂ بیژن و خرچ سلوان

## در ایران و فرستن کیخسرو و بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب — سو چین کیا شاہ افراسیاب — تو آیا نظر راہ مین اک جوان — تنومند مانند پیل دمان

کہ اے بادشہ نامور مہتران — نہین جانتا لیکے نام پدر — سنا ہے یہ ماں سے کہ اک نوجوان — کہین اک سوار آ گیا ناگہان

ہوا آنکے وہ طلبگار آب — ہلایا اُسے اُسنے پانی شتاب — ہوئی اُسکے دل مین عجب غائبین — جو اُسکے کیا اُسکو ہم خواب بس

روانہ ہوا یا اُسے پھر وہ سوار — بحکم خدا یہ ہوئی بار دار — خدا جانے تھا کون وہ پہلوان — نہین اُسکا معلوم نام و نشان

جو پیدا ہوا مین تو شاہ زمین — مرا نام مادر نے بیژن رکھا — جو دیکھا اُسے شاہ نے یکتن — روان سا ہوا اُسکے کیا یہ سخن

مرا ایک دشمن ہے رستم بنام — دلیری و مردی مین مشہور عام — مجھے سخت تنہا اُسنے عاجز کیا — پراگندہ خاطر ہوا جی و سما

اگر یہ نہو تو جرأت نہین — کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین — گمان ہے یہ مجھکو کہ ہے وہ جنگ — تہتن ترے ہاتھ سے ہو ہلاک

سنا جب یہ بزمونے ترکین نہاد — کہ افسوس صد حیف شاہ زمین — ترے پاے دلمین ہے خود خطر

لگا کہنے سالار عالی وقار — وہ یکتن ہے مانند یک صد ہزار — بجا ہے اگر کوہ آہن کہے ن

تو اُسکی بیان کیا کرون — نہ ہر گز کرے تیغ و ناوک اثر — کیا شاہ سے اُسنے پھیرا عنان

یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان — کہ صد کوہ و آہن کو زیرہ کرون — کہ دل یون تہتن سے پر درد ہے

نہین ہے اگر رزم کی مجھکو تاب — نہین مجھکو زیبا کلاہ مہی — نہین تجھکو شایان ہے نام شہی

یہ سنکر ہوا منفعل پادشاہ — رکھا نام کیون شاہ افراسیاب — ترے ہاتھ سے رستم پہلوان

تو دون مجھکو مین دشمن جان — ہوا اُس سے خواہان امداد شاہ — کہا یون کہ گرشتہ ہوا یہ جوان

کرون مجھکو سالار لشکر چین — کرون بند مین ہو کے پیکار جو — قسم کھائے بیژن نے فی الفور

شہ چین کو اور شاہ ایران کو — سو خانہ بزمو کو لایا شتاب — لگاؤن مین اک گرز ایسا گران

ہوا شاد دیکھ سنگ افراسیاب — سر اپردہ و فیل و سپاہ و زین — کرون خون روان زلمستان مین

زر و اسپ و گنج و لشکر دیا — ہوا شاد بزمو و گودرز فراز — دو صد نازنینان ماہ جبین

ولے اُسکی ماں دھڑکی دل مین ذرا — کہ ہے دولت و جاہ جی کا زوال — جہان مین ہوا الغرض بے نیاز

تہتن سے عہدہ برا ہی نہین — وہ قاتل ہے دلوان خونخوار کا — اُٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال

کئی یار دی سے شہ کو شکست — توان نامداران توران کو پست — نکر قصد تو اُس سے پیکار کا

وہ بولا کہ رستم سے ہون زور مند — مرے آگے ہی پست پیل بلند — دلیری مین فرزون تہتن سے ہون

تو ہی کودن محض اور بے ہنر — نہ کہو مفت جان عزیز اپنی پسر — ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

نہ لیکن ذرا لائق کار ہے — موافق نہ بزمو کے ترنہار ہے — سلاح و سلب آگے لایا تمام

طلب کر کے مردان خونخوار نیز — نے اور طیار انجام کار — مہیا کیے بعد ازان شہریار

انھا ہیون ان مین سر آذرا — ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب — کرو کوشش و جہد ہر روز و ون

سر سروران زمانہ ہوا — بہلم و ہنر وہ یگانہ ہوا — سر سروران زمانہ ہوا

بہ نیروے سرپنجہ وہ نامجو
زبون روز کرتا تھا استاد کو

غرض برزو سے پہلوان ایکروز
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز

جو استاد ہین سیکڑون پہلوان
کیے تو نہین بندہ ہلاکون ہمان

سنی شاہ تورانے یہ بات جب
لگا پوچھنے پہلوانونسے تب

کہ ہو راستی کا یہ سمین فروغ
یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ

وہ بولے شہا ہر زرہ پوش ہین
نہین آدمی ایک ہی ہر ہین

درشت و تنومند چست و دلیر
حضور اسکے اک پشہ ہے پیل نر

غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے رزم
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب

دیا گنج برزو کو بیحساب
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ

ترے ساتھ کیجے تعین سپاہ
کہ ہون مین شتابی یہ تیار وان

سو خسرو رستم پہلوان
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا

کروں تجھکو ایران کا فرمانروا
ہوا شاد مان شاہ توران و یار

طلب کرکے پرتخت کو ہمکنار
یہ بولا کہ اے برزو نیکبخت

قوا صد طرب بیٹھ بالاے تخت
کہا مادر اون سے پھر یون کہ اب

قو بیٹھا جو بالاے زرین سریر
تو یکمیسر ہے گرد فرمان پذیر

ہوا رخصت پیل شیر درد
یہ بولا سپہدار توران دیار

کر رہنا شب و روز تو ہوشیار
عقب سے تمہین بھی بصد فر و شان

دوسرا رجنگ آزما و الکرام
کہ ہو مان تمہارا و یار اون کا نام

کیے ہمرہ برزو نامدار
شتابان ہوا اب بھی بعد ازان

سپہدار لشکر بیکران
گئی سوے ایران جسدم خبر

کہ گردان ایران جو گرد رزم
نہو تی تھی ترکون کو بہتر تاب رزم

تعجب آ کے شہ بھی بصد فر و شان
پے جنگ گردان افراسیاب

ہوئی اک شب و روز جنگل گزان
کیے ساتھ اونکے دہ دو ہزار

فریبرز او طوس میدان مین
گئی صبح کہ ار ہوا آشکار

ہوا شاد مان شاہ توران و یار
سواران جنگی و مرد ان کار

ہوا غضب رستم پہلوان
فریبرز او طوس کی فوج جب

فریبرز او طوس کو کر رہا
ہوئی فوج ایران کو آخر شکست

گئی نصف شب تھی کہ ہوش آگیا
سواران تورانی ہو کے دلیر

سر تخت زرین ہوا افراسیاب
بہ بند گران انکو بستہ کیا

فریبرز او طوس بھی بیتخت
طلب رستم نامور کو کیا

اسیر انکو بھیجا گئے مردمان
یہ احوال خسرو نے اس سے کہا

اٹھا ایک کو اپنی بر پشت پر
تو رکھ سمع خاطر کہ جاون شتاب

وہ بندگران لیکر افراسیاب
سو پہلوانان افراسیاب

یہ لشکر سیہ جاسوسون سے رزمگاہ
وہ لیگیا سانحہ کشتہم کو

جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ پر
نشستہ مین ہیران و بہرہ وہان

چپ و راست یا خاطر شاہ وان
کروں قتل مثل سیاوش بگاہ

یہ کہتا ہوا انکو وہ بخت شاہ
تہمتن نے کھینچا تہ تیغ کین

نگہبان جو غافل ہوا تب وہین
سر اپردہ سے وہ مین آ دھمکا

اٹھا دوسرے کو وہ شستم بل
گرے پیش خسرو وہ نام آوران

غرض باد ابل خرم و شاد مان
سپہدار لشکر یہ کہنے لگا

وہ بندی جو سے ہان انھین لیگیا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب

دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
کہ اے رستم اب سامنے میرے آ

خروشان ہو میدان مین کہنے لگا

سنا جبکہ خسرو نے تشویر و فغان
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
تو برزو سے اجاگ کے ہو گیا جنگ

نظر کر کے برزو کی ترکیب کو
قرین خیر ہوا جنگ جو
کہا نعرہ زن ہو کے مانند شیر

ترے سر کو توڑوں ابھی گرز سے
سمجھیو نہ کم مجھکو البرز سے
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان

بجا ہے کہ سیکھوں میں تجھ سے ہنر
مرے ساتھ مت تند ہو اسقدر
اگر تو ہی ہے تشنہ تو میں بھی ہوں آب

یہ کہکر وہیں تاختہ میں لی کمان
خدنگ ایک ڈالا اسی پہلوان
تہمتن نے اک تیر مارا اوس میں

پیا پے ہوئی بارش تیر پر
شاک تیر ہر گز نہ ہوا کارگر
ہم پھر ہوے لیکے گرز گران

بہت دیر تک ضرب تیغ و ضرب تھی
الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی
ہوے گرز پر خم مثال کمان

کیا زور اتنا کہ بٹکر کمر
کہ ٹوٹا دوال کمر سے بسر
طرح شیر غرندہ کے کی شتاب

تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
ہوا حاضر سے گرز کے بس شکوہ
ہوے دست بیکار تو فی المثل

ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
نہ برزہ پہ ہرگز ہوا آشکار

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
تعجب ہے ای گرد جنگ آزما
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر

ترے دست سر کو نہ رنجہ کیا
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے

یہ برزو نے اندیشہ دل میں کیا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
رہا اب کرے چشم گرز گران

پر اسنے میں آخر ہوا روز تب
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
ہوے اسپ عاجز ہوا وقت تنگ

بہم جب یہ ہوا یہ سخن
تو پھر برزو رستم پیلتن
گرے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ

جو برزو گیا پیش فراسیاب
تو بولا کہ اے شاہ عالی جناب
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا

مقابل ہوا مجھسے آج آنکر
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
تن سخت پر اسکے ہنگام جنگ

نہیں اوسکو پیکاں سے خوف و بیم
مراد دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
نہیں مجھکو معلوم یہ زنہار

یہ گفتار کرتا تھا برزو آدھر
کہ جسکا بیاں اب ہے اوسر بسر
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا

مرے ہاتھ کو آج یہ پہونچی شکست
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا

نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد
فرامرز میرا دلاور پسر

ولیکن وہ ہے سوے ہندوستان
وہ جیسال بندی سے ہے گرم جنگ
بولاؤں فرامرز کو اب یہاں

نہ پہونچے فرامرز یاں جبتک
تہمتن کو بس و ہیں رخصت کیا
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو

تو برزو سے میں جا کے ہوں زر نثار
نہ میدان سے موڑوں میں ہرگز عنان
سنا جسنے کردن سفتہ اسکا جگر

سو جنگ کیلئے شاہ لاؤ عنان
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
کروں غرق خون میں اسی پیرہنگ

مبارک ہو شہ کو شب و روز بزم
دلیرانہ ساتھ اسکے ہوں ہم پلنگ
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر

یقین ہے کہ گردان خوابان ہیں
کریں جا کے برزو پہ یہ تیز تین
یہ سنکر گیا پیلتن بیدرنگ
کہ جاے تہمتن میں آیا دلیر
تو ہی سیر دیر یہ میں ہوں جوان
نہیں آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح دیر تک گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران
ہوا میل کشتی انھیں بعد ازاں
پھر اک گرز برزو نے مارا زور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ کرتا اسے سر بسر
کہ ہو سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہو اگر ریہ غافل یہاں
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسو سیاہ
ولے اطراف اگرد گرد و رزم آزما
ہوا کارگر کچھ گرز و خدنگ
ملے خاک میں کون انجام کار
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہیں مجھکو مقدور پیکار کا
یہاں اے جہاندار ہوتا اگر
یہ دلیں ہے اگرد کو بیدرنگ
ہم جنگ موقوف ہو تب تلک
لگا کہنے یوں خسرو نام جو
ملاؤں تہ خاک و خون سر بسر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ حاضر ہیں سب بندے بے جنگ و رزم
ستیزندہ بیدل ہیں ہم پلنگ شکیب
کریں جا کے برزو پہ یہ تیز تین

دگر گون ہو رنگ زمانہ اگر
صلے رستم کرد جنگ آزما
عماری تو اسوقت طیار کر
بلاؤں میں وہاں جاکے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سنکر خیمہ
نہ ٹھہرے یہاں گر تو ای پہلوان
تہمتن نے پھر بادل دردمند
مجھے صبح صید افگن جب آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھراستے مین پہونچی خبر ہو وہان
بغلمین لیا پیلتن نے وہین
تو پھر بھی مجھے راہ مین یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن
دم صبح پھر برزو کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
یہ برزو سے کہنا کہ ہو نہین مرد
جو دیکھا تو گرگین ہو وان گرم جنگ
کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کرکے توسن پیل زورمند
فرامرز تھا بسکہ چون پیل شیر
سو جنگ آیا تو با صد طرب
ترے ساتھ کل کرے مین کارزار
سنی اُسکی برزو نے آواز جب
ولیکن جو دیکھون ہو نہین کرکے غور
ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جبکہ نام یل ارجمند

تو جو دل مین آوے کر اے نامور
سر اپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبحدم مین نشان آج دھر
شتابی ہون سیمرغ سے جا بچو
دوان پیش رستم گئے سر بسر
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان
کہا یون کہ زیر سیہر بلند
کرے جب طلب برزو ی کینہ ور
سوے خانہ جاتا ہون ناچار مین
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
دیے بوسے بالائے چشم و جبین
کہ برزو سپہ لیکے آیا اُدھر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سو برزو رزمگہ آن کر
یہ بولا کہ اے مرد شاکر شکن
ہوا تھا جو کل تجھسے گرم نبرد
ولے دو سے ڈالتا ہی خدنگ
شتابی تو برزو سے ہو جنگجو
یہ برزو رسے بولا بانگ بلند
درشت و تنومند چست و دلیر
مگر سیر ہی جاکے اپنی تو آب
گیا جب ہوا رات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہی یہ غضب
تو پاتا ہون آواز ترکیب اور
کہ دیر و زتھا جو مرا ہم نبرد
تہمتن و خرد سے تو بیگانہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت و مرد
مقابل نہین میرے شیر ژیان
تو برزو یہ سنکر ہوا تشنہ

کہا شہ سے گو در زنے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بہادر جوان
پھو نچکر وہان نزل رستم ملون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر ایک سے پیلتن
فرامرز سے جنکش نکرے نہار
بسر ہو گیا سب مراد و قت جنگ
کہ رزم جنگ کیا دست تشنہ سے
یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
ہوا دور دے سے الم سر بسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا مین روان
تو آرام کر جا سو خیمہ گاہ
کہ آوے ترے سامنے کوئی مرد
مرا سر پہ لیکے سازو یراق
دیا بیشمان جنگ دیرو زکا
فرامرز پھر پیش خسرو گیا
مبادا کہ گرگین ہو شتہ وہان
نہین ہم نبرد ایجوان سوار
ہوا مست برزو تو اسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا شب کو با عیش عشرت سحر
کہ اسپ و یراق لباس جوان
نہین گرد دیرو زکا ہے یہ مگر
وہ ہرگز نہین تو وہ لے تیر یاں
وہی ہون کہ تجھکو کیا تھا تباہ
لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران

کہ مین نے کیا اب بیان جسطرح
ارادہ ہی میرا سو سیستان
سرو دست کا اپنے درمان کرون
کہ ہی غم رستم سو سیستان
ترے ہی سبب سے ہی یہ انجمن
یہان رکھ تو پائے ثبات استوار
فلک نے کیا مجھکو اب تنگ
بنے کام کیا جنگی و خستہ سے
تہمتن بھی اسدم ہوا شکبار
ہوا شاد رستم سے دیکھکر
ہوا مین جو ہندوستان سے روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ تا دور ہو سر سے رنج راہ
گیا سنکے گرگین ہراسے نبرد
تو جا سو سے میدان ترے ایستاد
سوار الغرض رخش پہ ہو گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آ نکر مجھسے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرون کو ہی رزمگہ بزمگاہ
مجھے اس خوشی کا ہی تابناک اثر
وہی ہی جو دیرو ز تھا بیگمان
تو بولا و مین برزو کینہ ور
مقرر اُسی کا ہی یہ سب لباس
کرونگا غرض آج مین غرق خون
ترا کام کیا اے یل نامجو
بجز جنگ شیران نہین اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز و ان

پیادے جو تھی ضرب بالائے سر — تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر — کہ برزو کرے رخم آسپر رہا
ہوئی ریزہ ریزہ جو اسکی سپر — پریشان ہوا زخم سے معتبر — زمین پر گرا برزو زور مند
اُسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا — ملے یہ منظور زنہار تھا — یہ چاہا کہ لیجائے کرکے اسیر
ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند — ولے شاہ توران ہوا دردمند — سواروں سے بولا کہ افراسیاب
ہوئے حملہ آور جو تورانیان — سنو زور و دست پیل ارجمند — کہ اک دست سے کمینچتا تھا کمند
بدست دگر گرز کوبان تھا وان — تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان — سوار رستم شیرزاد
تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا — چپ راست چون تاک انگوران — پھر اتنے مین پہونچا بانوزاد
سواروں نے جہد فراوان کیا — کہ برزو و مبادا کہین ہو رہا — رہا کرو مین دست پیچ کمند
بہت حملہ برزو نے بھی وان کیا — بہت سخت زور آزمائی ہوئی — کیا اُسنے برزو کی گردن کو بند
کہ دونون بھچے پیل افگن و شیر گیر — زوارہ نے وہین فرامرز کو — نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
تو کر قافیہ جائے ترکو نکا تنگ — کمند اب سکو دیکر وہ مرد دلیر — کہا یون کہ اے کرد پیکار جو
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون — غرض مہر تابان ہوا جہان — ہوا گرم پیکار مانند شیر
کیا جا کے پیران نے شاہ شتاب — تو اب اُنسے لیلی ملک تو رانکی راہ — گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران
ملے تہنیت ہے فتح و ظفر — بے قتل برزو ہوا حکم شاہ — یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
سر خون سے گذرا وہ شاہ جہان — لگا کہنے رستم سے پھر شہریار — ولے پہلوان رستم نیک خواہ
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا — کہ لیجا اُسے سوئے زابلستان — کہ برزو کو لیکر ہوا بس روان

## خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن دریا ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر — تو ابران مین آئی وہ خستہ جگر — اُس آشفتہ حالی سے غمگین مدام
نہ برزو کو پایا جو ایران مین — تو واپس گئی زابلستان مین — زن مطرب خانہ پیلتن
ملی مادر برزو سے نامور — کیا اُسکو راضی بہت دیکے زر — ہوئی نسبت خواہری پھر بہم
یہ شہرو نے اُس سے کہا ایکروز — کہ اے مہربان خواہر دلفروز — تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام — دیا اُسنے وہ مین پکا کر طعام — رکھی اُسنے انگشتری بھی نہان
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام — ہوا دیکھ انگشتری شاد کام — لگا کہنے یہ بھی ہے کس چیز
زن نیکبخت آئی اک حین سے — یہ سنکر لگا کہنے برزو اُسے — یہ ہے میری مان ہے نگین سے
کیا مین نے یہ راز نہان نشان — ولیکن تو سینے مین رکھیو نہان — دروں طعام ایک سو مان نولا
تو پھر لاشہ ہوا تازی سمند — بہنگام شب نے بر کاخ بلند — مرا کھینچنا آن کر انتظار
پھر آئی وہ زن اُسکے باصد طرب — کہا آکے شہرو سے احوال سب — ہت مال شہرو نے لا کر دیا
گئی لیکے سوسن وہ برزو کے پاس — نہ لائی ذرا دل مین ہم و ہراس — شبہ شبد یز بھی شب کو لائی وہان
جب آیا وہان برزو نامدار — تو اسپان رہوار پر ہو سوار — وہ شہرو وہ زن اور برزو مین

سوے راہ بیرہ ہوے رہ سپر — کہ کم تھا اُدھر مرد مان کا گذر
لگے کرنے آپس مین دست و گرز — ہم بر زور رستم نامدار
رکی جنگ موقوف انجام کار — لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
زن مطرب خانۂ پہلوان — وہ بولی گنہگار ہون بیگمان
پر اسوقت اے رستم نیکنام — گر سنہ ہون کچھ مجھکو دیجے طعام
کیا پھر طلب سنے و ستا رخوان — یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان
تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون — نہین مجھسے ہوتا ہے برزو زن
تو شہرو نے اُسکو نہ کھانے دیا — تہمتن نہارا اپنی زبان پر رکھا
ہوا شرمگین برزوے نامدار — لگا کہنے اے رستم باوقار
سفید اب محاسن ہوے تیری سب — نہین شرم لیکن تجھے ہے غضب
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن — لگا کہنے برزو کہ اے پہلوین
دلیرانہ دو فنون پل سرفراز — ہوے لیکے گرز گران زر نگار
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار — نہ لیکن گرانزین سے کوئی سوار
دوال لجام سمندان وہین — کمر سے کیا بستہ از روے کین
ہوے پھر وہ اسپان ہم زد مساز — مثال دلیران گردن فراز
تو برزو کا بھاگا وہین باد پا — وہ برزو کو بھی کھینچکر لیچلا
کرون تا کہ رام اسپ کو زود تر — ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
چڑھا اُسکے سینے پہ تا بیدریغ — کرے اُسکے سینے کو تا کفتیغ تیز
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر — تمہین کے تو سن بے وقت تیز
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن — یہ تھی خویش برزو زر نگار
یہ کہکر نکالی وہ تا کشتری — زمین پر گرا برزو انجام کار
گرا پاؤن باز سر انکسار — وہین مادر برزو پہلوان
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت — تو برزو کو مت قتل کر زینہار
بصد شادمانی ہوا ہمکنار — گرانمایہ خاتم زر ناب کی
ہوا دیکھکر شاد وہ نام جو — پھر آئے ہم بادل شادمان
ملا باُسے زال سے بعد ازان — مہیا کیا جشن عیش و طرب

ملا راہ مین رستم نامور — پڑی جبکہ برزو پہ اُسکی نظر
کیے زخم باہم رہا بیشتر — نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
کہ کینونکر ہوا بند سے تو رہا — سب احوال برزو نے اُس سے کہا
جو کچھ جی مین آوے سو دیجے سزا — کہ مجھپر ہی ہرگونہ ایذا روا
بپذیرا کیا گرو نے یہ سخن — گیا سوے آں گوشہ پہر پہلوان
تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب — وے پیش برزو جو پہونچا طعام
ہوئی کھا کے سو عدم رہ سپہر — نہین پیرا وار نام آوران
خجالت سے ہرگز نہ اٹھایا نہ سر — یہ سنکر اٹھا رستم شیر مرد
ہوے مست بازوے جنگ آوران — فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
بہنگام کشتی ہوے سخت کوش — روان جب کیا جسم زندان تہی
کہ چھوڑے فرار رستم سرفراز — شتابی سے پھر رستم نامدار
لگی کہنے رستم سے کرکے فغان — فراوان لیں کر خرون پروردگار
نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی — بغل مین لیا برزو گرد کو
دوان ہوکے داں سے سوے میستان — ہوا دیکھکر شاد وہ نام جو
ہوا دیکھکر زال زر شادمان — نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

## رسیدن سفون خضیاگر دراہرمن کہ بجادوگری طاق بود و بہر کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کہ اکر شکست — دلیران ایران ہوئی چیرہ دست — تو اس غم سے افراسیاب دلیر
شب معذرت چون غنچہ دلگیر تھا — تحیر مین تمثال تصویر تھا — کہ راہ شکست مین تھی مشہور عام
یہ بولی کہ اُن سے شہ نام جو — نہین صرف رشکر و نغمہ گو — زمانے مین اُس فن کی ہون اُستاد

تہمتن کے آگے کہ ہے شیر مست
نہیں پیش جاتا اگر زور دست

ملاؤں فراہرز کو خاک میں
دلیرو بنکالاؤں میں دم نا کہیں

فسون سازی اپنی دکھائی اُسے
طرح اُس اراد ے کی لائی اُسے

وہ ہوشہ سے خدمت شاہان ہوئی
روانہ سو ملک ایران ہوئی

وہ جب ملک میں سیستان کے
تو رستے میں پہنچا بلستان کے

مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
تھا رسم کھلاتی تھی اُنکو طعام

مہیائی و میوہ و چنگ و رود
شراب و کباب و رباب و سرود

ذرا ماجرا سینے اک روز کا
کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا

دلیران ایران زمین سے تمام
مہیا سرود و مے و رود و جام

بہم طوس و گودرز میں تھا عناد
لگے کرنے واں گفتگو فساد

لبا طوس نے خنجر آبگوں
رہام دلاور پہ غصہ کیا

رہام دلاور نے غصہ کیا
کہا پھر پہ رستم کے گودرز کو

کہا پھر برز و پہلوان سے کہا
لگا کہنے گیو یل نام جو

کہ طوس دلاور کو ای ناجو
مناسب ہے ہو میں بھی جاؤں وہاں

کہ گودرز اور طوس میں ہیں تنا جو
تہمتن سے پھر گشتہ تھا ناجو

کہ دونوں کو سمجھا کے لاؤں بہاں
خطر پھر ہے اور رستم گرد کو

برادر تھا طوس دلاور کا جو
تو بڑھنے نہ دیجو بہم کارزار

سیاوا کہ ہوں پہلوان کینہ جو
پسند یدہ وہ ہے کہ اب جائے نہیں

یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
پھر آتا ہوں اب سے تو آغاز کار

ملا زادہ کو ساتھ لے اؤں میں
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ

لکھو ہاں طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے فراختہ

کہ خیمہ یہ کس کا ہے تب مرد ہاں
لگے کہنے اُس سے کہ اے پہلوان

گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
تو یہ اُسکو آئین دلخواہ سے

اثر اُس سے بادل شادماں
گیا وہ میں خرگاہ میں پہلوان

لگا کہنے اُس سے کہ اے دوستان
حقیقت تو اپنی فرا کر بیان

کہ تھا مرد سوداگر خوشرس سیر
رہوں تھی میں آرام سے اُسکے گھر

جہاں سے جوان لیگیا رخت جب
یہ جانا سپہدار تورا نے تب

خسرو سے میں اُسکے گرویدہ ہوئی
سو ملک ایران شاہان ہوئی

جہان دلاور نے دل میں کہا
کہ خسرو کے لائق ہے یہ دلربا

تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا
کروں تن سے رستم کے اب سر جدا

پذیرا نہ کرتا تھا افراسیاب
ولیکن یہ ساحرہ نے شتاب

زر و ماں و اسباب جو کچھ کہا
سپہدار تو ران نے اُسکو دیا

یل جنگی اک اُسکے ہمرہ کیا
کہ تھا اپلیسم نام اُس گرد کا

بنائی سرا ایک قلعہ ایک
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک

مراتب مسافر نوازی کے جب
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب

مسافر نوازی نہ ہرگز ہوئی
کہ نیرنگ سازی تھی وہ یکجہاں

وہاں گیو کو دور جنگی سوار
یل ہیزن و طوس عالی تبار

تھی آراستہ محفل دستان
قرین مسرت تھی پیر و جوان

زبانہ چرخ سوتوقت گفتار تھی
سو نالائق و سخت دشوار تھی

کف طوس سے کھینچ خنجر لیا
وہاں سے خفا ہو کے طوس اُٹھ گیا

نہیں جانتا کیا تو رسم مہان
کہ لازم ہے دلجوئی مہمان

تو اب جا کے لے آشتابی بہان
ہوا سنکے گودرز و میں روان

مبادا کہ واں کھینچ تیغ تیز
ہم ہو میں کینہ سے گرم ستیز

یہ کہکر گیا گیو زور آزما
وے ہمرہ گیو ہیزن گیا

روانہ ہوا سے اجازت اُدھر
کہ واں طوس تنہا ہی اندوہ ور

فراہرز سے رستم پہلوان
یہ بولا کہ اب تو ہی جا بیجوان

لگا کہنے یوں زال رہبر زمان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران

روان ہو کے پھر طوس سے جا ملے
سراسیمگی زن ساحرہ کی جہان

روان ہو کے پھر طوس سے جا ملے
سراسیمگی زن ساحرہ کی جہان

پکانے میں ہا و ہیاں واں طعام
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام

زن تاجر آئی ہے تو ران سے ایک
کہ رکھے ہے وہ خصلت خوب نیک

کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام
مہیا ہے یاں بادہ و رود و جام

جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
صنوبر قد و گلعذار و چنین

وہ بولی کہ ہو میں زن نغمہ گو
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو

بہت مال زر اُس جوان نے دیا
بہت مجھکو مسرور و شاداں کیا

کہ اپنی پرستار مجھکو کرے
مرا مال لے خوار مجھکو کرے

پئے خسرو ناجو آئی یاں
رہیں اُسکی خدمت میں شاہ و جواں

اُسے لیچلوں پیش شاہ جہان
کہ تا حسن مجرا بجا لائے میرا وہاں

غرض مثل یک طرہ پرس عالیجناب
لگا ہاتھ سے آسکے پینے شراب

پکر منطوس کو قلعہ مین لیگیا
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما

جو آیا وہان بعد ازان گشتہم
رکھا اُسنے پھر قید مین قدم

جو پہونچا وہان دو سے سر وزال
ہوا مرد مان سے وہ پر سان حال

تو چل بے رہے وہ نشاط و سرور
خداوند مہمان سر اسکے حضور

پذیرائی اُسنے کیا یہ سخن
نہ سانا تو اُسکے ہرگز گیا پیلتن

پھر اتنے مین پیش پیل نامور
کسی نے کہا کان مین آن کر

رکھے قلعہ مین تنگ پانچون سمند
یہ سنکر وہین وہ پیل ارجمند

لگا کہنے اس قلعہ مین جا بجا
خبر وانکی دریافت کرکے تو لا

یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
کہ دیجے زن ساحرہ کو سزا

گیا گرز لیکر یل کینہ جو
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو

بوقت وغا سوے زابلستان
کسی کو کیا زال زر نے روان

یہ بولے فرامرز سے بعد ازان
کہ زال سے تو کنارے تو ہو

سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے سیجا فرامرز کو

در قلعہ پر آنکر بعد ازان
ہوئی جنگ موقوف انجام کار

ہوئی بارش تیر وان ہمدگر
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

ہوے کھینچکر تیغ پھر زرم ساز
غرض شام تک ہر دو گرد فراز

گیا جب سوے کوہ مہر منیر
ہوے تب یلان جاکے آرام گیر

ہوئی دو سے ایک گرد ہمکار
ہوا یہ پدیدار انجام کار

کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
تو جا سوے سالار توران دیار

ہوے گرم کین رستم پیلسم
بسان ہژبران جنگی بہم

ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
سوے لشکر شاہ توران روان

وے برزو و رستم و زال زر
جدھر حملہ کرتے تھے چون شیر نر

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر قلعے سے وہ زن حیلہ گر

پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر

سواران ایران نے وان آنکر
لیے گھیر ترکان وہان سر بسر

ہوا بیدل اوسوقت افراسیاب
کہ ترکو نکو یہ کاری تھی نہ تاب

ہوا بیخود و مست مے بیہوش جب
نگہبان سے پیلسم آکے تب

گیا پیش سوسن وہ وہی وہان
ہوا قید مانند طوس جوان

ہوے جاکے پھر گیو برزین بھی قید
نہ مہمان سر اتھا وہ تھا دام کید

گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال

می و میوہ و نغمہ و چنگ نے
جو کچھ ہو وے مطلوب موجود ہے

یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یہان
کچھ افسوس سے خالی نہین یہ بیان

کہ یہ زن ہے مکاری پہلوان
کہ پانچ گرز اُسنے غائب یہان

ہوا غیظ سے زال کو اشتعال
کہ تھا جا کے زال فرخ خو

گیا اور بھوڑ و نکو پہچان کر
حقیقت کہی اُسنے سب آن کر

کہ زان ہوئی وہان سے پیلسم گر
گئی قلعہ مین بادل پر خطر

مقابل ہوا زال کے پیلسم
لگے چلنے گرز گران دمبدم

کہ پہونچا وے رستم کو جلدی خبر
وہین پھر فرامرز پہونچا ادھر

دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد
یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد

لگے کرنے پھر دو وہین باہم نبرد
فرامرز و پیلسم ہر دو مرد

سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا زال پہونچے وہان

شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ اے پیلسم آ کے ہو گرم جنگ

ہوئی تیزہ بازی ہم بعد ازان
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران

رہے آرام ہیکار مانند شیر
نہ آیا وے اسپ سے کوئی زیر

سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
دلیر و جوان برز و شیر مرد

کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب

پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
سو لشکر شاہ افراسیاب

اٹھا تہمتن کے بس ہاتھ سے بید گنگ
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ

ہوا گرد وان کے سواران ترک
لگے ڈالنے تیر گردان ترک

تو ملتے تھے صدہا پیادہ و تنگ
بہت ترک ہوے تھے سد ہم ہلاک

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
رہائی اُسے غم سے حاصل ہوئی

جب آیا جہاندار فرخ نہاد
ہوے برزو و رستم و زال شاد

برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
سواران ترکان پہ سخت تنگ

در شتی سے پیران و یہ مین
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین

کئی بار کھائی ہی تو نے شکست
نہیں مرد پیش جاتا ہی کچھ زور دست

ہمارا یندہ زن نے تجھے جو کہا
وہ فسوس تو نے ند برا کیا

سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا

لگا کہنے یہ ران سے یون شہریار
اکے مرد دانشور و ہوشیار

یہ کہکر وہان کر کے گھوڑا شتاب
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب

مناسب ہی میدانمین تا دیر اگر
سپہدار کیخسرو نامور

پسنکر وہ شاہنشہ نامدار
اُتر فیل سے اپ پر ہوسوار

پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
اکے شاہ شاہان کشورکشا

پھرا تے مین پہونچا تھن ناگہان
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان

کہ ہی وہ تہمند چالاک و چست
فنون و ہنر مین نہایت درست

بہت جہد کوشش سے روز وغا
رہا غالب اسپر بفضل خدا

بہاری اخیر وہ زور آزما
رہا میرے پنجے ہی ہو کر گیا

سوا اسکے موثرین نہ منصہ زنہار
فرامرز برزو سے جنگی سوار

کہ باندھے کمر سو بہ پیکار و کین
ہوا سنکے خسرو بہت خشمگین

نہ جانے ہرہون ترکان جنگ آزما
نہوشہر ہیتے سے میرے رہا

یہ کہکر کیا شاہ نے دو مہین عزم
کہ اوسن کو بھیجے روان کر کے دم

کہ پہلے مجھے قتل یاں کیجیے
وہان اپ کو بعد اران کیجیے

سرا پنا رکھا شاہ کے پاؤن پہ
لگا کہنے خنجر مہین کھینچکر

دلیران جنگی مین یا جسقدر
دکھاتا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر

مرے تن مین ہی جب تلک جان زار
مگر غرم پیکار تو زنہار

کیا عجز برزو نے جب اسقدر
ہوا نرم تب خسرو نامور

نہایت ہوئے شیرین زبان یہ اون
سخن گوی خوش سیرت خوشزبان

لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
کہ سالار اوران سپہ ہو کینہ خواہ

غشتابان ہوا سے افراسیاب
خرد مند و شنیدہ مانند دریا ے آب

لگا کہنے برزو سے ای بہماد
نہین ہی مگر تجھکو یہ بات یاد

سکھائے ہنر پہلوانی کے سب
نہین شرم آتی تجھے ہی غضب

کہان اب گیا خسرو نامدار
کہ آیا نہ اسدم پئے کارزار

مجھے ہی یہ جنگ سے عار و ننگ
تو میدان مین ہی جنگ سے نہ گریز

یہ برزو نے اسوقت پاسخ دیا
کہ ہاں ہی پہ ہی تو ہی پہ ہی تو ہی

ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہے

وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہ ضایع ہو کوشش سے اب سپاہ

مرے ساتھ ہو اسنکے رزمخواہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ

ولے نامداران اگر شتاب
سپہدار تو ران سے ہو جنگ جو

کہ لیتا ہون اپ جاکے خون پیسر
لگی بار کی مین ساتھ سنکے جنگ

ولے کر سکا مین نہ اسی یاد شاہ
اگر اپ وہ رکھتا ہی پیغرم جنگ

یہ بولا سیاوش کا ہون مین پسر
اگر کوہ آہن ہو افراسیاب

تہمتن نے مضبوط بکری عنان
ہوا تند رستم پہ شاہ جہان

کہ سر کو کرون اپنے تیغ جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو

جو میدانمین ہو پیکار میرا تمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین

مری اتش خشم اُس سے سرد
بفرمان شاہ مہشہ نامدار

جو برزو کو دیکھا کہ ہی کینہ خواہ
کیا پرورش مین نے کیونکر تجھے

کہ اب یون دلیرانہ میدانمین
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا

کہا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
ولیکن ہی تو شاہ بیداد گر

نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ یکدست ترا

مگر کیجیے انسے جنگ گریز
یہ بہتر ہی میدانمین جان نہ دین

کرین خلق کو کسلیے ہم تباہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ

ولے نامداران اگر شتاب
سپہدار تو ران سے ہو جنگ جو

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا اسکے گرز و خدنگ

اُسے وے اپابند میدانمین گاہ
تو میدانمین جاتا ہو نہیں درنگ

مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد و صاحب ہنر

کرون تیغ بران سے دریا ے اب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان

پر اتنے مین برزو بھی آیا وہان
مرا خون گردنیہ میری شہا

کہ ہون شاہ توران سے میں جنگجو
تو مختار ہی اے شہ روم و اکرام

اکے نامداران ایران زمین
نمیرہ ہجر رستم کا میشک سے مرد

وہین ہو کے تو سن پہ برزو سوار
تو سالار توران کے نزدیک آکہ

کیا نامداری سے برتر تجھے
ہوا آنکر نزدیک پیکار جو

ہوا غالب اُسکو خطر جان کا
تہون خسرو ران یعنی جو پیکار نرم

ستمگار یہان شکن پہ سپہر

سیاوش جان لیگیا تھا پناہ — روا قتل ہی تجھ سے بیعد کا — کہ یہان شکن ہی عدو خدا
نمک خوار تیمار ہا جب تلک — اداحق نمک کا کیا تب تلک — کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا
ترے ساتھ کیونکر نہون رزمخواہ — تو ہی دشمن خسرو دین پناہ — اشھا کر زمانہ بدیل دمان
سپہدار افراسیاب دلیر — خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر — مرے آگے تو پیش دستی نکر
کہ اک زخم سے میری اب زنہار — رہیگا نہ میدا عین تو پائدار — کرون قتل اکدم مین سکو یہان
کمالیکے پھر شاہ سے پیدرنگ — روان سو ہے برزو کیا اک خدنگ — ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر
وے اوھین ہو پہنچا وہ جنگی جوان — گذر کر گیا اسکے جوشن سے تیر — ہنر سے وہ ضربین بچا لگا
پڑی جبکہ پیکار ہر ضرب گرز — سپہدار توران ہنرمند تھا — وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
وے شست سے جو نکلتا تھا تیر — ہوے رزمجو لیکے تیر و کمان — دلیرانہ سالار تورانزمین
مقابل ہوا لیکے گرز گران — ہوا جبکہ ترکش تہی تین دین — نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار
نہو گا تو عہد برا گرز سے — یہ دیکھا تو ہو مان نے آگر وہان — فرو تیر ہے خسرو سے برزو کا دو
کہ ہے دشمن تانہ یہ پہلوان — کہ برزو نہین کم ہے ابرز سے — تو نام آوری کچھ نہین زنہار
مبادا اگر بچھکو پہونچے گزند — کیا سنکے ہومان نے پھر یہ بیان — وہی حرف پیران سے کہا
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب — خرابی ہو پھر اے شہ ارجمند — رہائی نپاوے یہ گرد دلیر
ہو حملہ آور ہزارون سوار — دلیرانہ حملہ کنان ہو سب — ولے زین یہ قائم دلاور رہا
یہ احوال دیکھا تو آئے دوان — کیا کہ یہ برزو کو انجام کار — روان نیزہ و تیر و خنجر ہوے
باواز شمشیر گرز گران — فراہر زر رستم لفوج گران — کہ دریا خون جملہ ہامون ہوا
پھر اتنے مین کیخسرو شیر گیر — ہوا دشت بازار آہنگران — گیا بہر امداد برزو وہان
جہاندار پہونچا جو برزنگ پاس — شہ نامور شہسوار دلیر — ہوا خسرو نامور فتحیاب
یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار — تو یکدست ترکان بہمد جوس — لگا کہنے اے بادشاہ نہان
یہ ہی آرزو اور تمنائے دل — کہ دنبال سالار توران دیار — سرافراز بندون کو اپنے کرین
ہوا پھر روان سو ے ابلستان — کہ از ابلستان تا بہ چین متصل — ہوا شاد مان رستم نامور
کیا پیشکش مال و اسباب و گنج — جہاندار خسرو بصد فر و شان — ہوا چار صد سالہ نیکخواہ
زروی عنایت ہو فرمان اگر — تہتن نے خسرو کو سیدر دور رنج — یہ سنکر جہاندار گردون جناب
یہ بلا لاکے شوق سے رہ یہان — تو مین چند مدت ہون نے گھر — دیا شہ نے غمخوار و ہمری شاد ہو
کہا یون کہ یہان رکھیو اے زرداد — ولیکن تو بروقت آنا وہان — کیا خرم و خوشدل ان شاد مان
بجاہ و حشم پھر سوے تختگاہ — تو ملک و رعیت کو آباد شاد — ہوا رونق افزای کاخ شہی
رہا نہ ہوا ابلستان سے شاہ

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران

## وهومان با فوج گران مقابل پهلوانان و کشته شدن پیران وهومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرد گودرز کوه‌ایکروز — نگاهی بگیسو و نیک روز
که تورانیان چون گودرز جنگی سوار — سپه‌یکسو آورد و بنهاد بار
سوی شاه توران چو آمد خبر — دو لشکر مقابل شدند آگهی چو
مقابل شد ایشان بزین تاختند — سواران ترکان بپرداختند
که وهومان آخر جوی همچو جنگ — اب آتاش پیران بهمدرد و شان
جهاندار خسرو نیامد بفوج — ادهرگرد گودرز پیران اندوهجو
بهت جنگ واقع شد و مین تا دو میل — که ایران و توران بیکبار مدد
کنی فوج توران بحال خراب — حضور سپهدار را فراسیاب

که لشکر سپه رستم نامدار — ادراب هم ترک نوبت‌دار پهلوان
پراگنده در یکسر انبوه کوه — تصرف مین تا مها ملک کوه
بتدبیر شایسته و دلپذیر — یل پیران و طوس و گیو دران
روان سوی گودرز جنگی گیا — گیا آب وهومان سوی رزمگاه
هوا آخر کار رهوان هلاک — هما شاد گودرز جنگ آزما
هوئی فوج آنکی تباه و خراب — تهمتن اگر هم بنجی امداد کو
کیا یه تهمتن کو اسی نامجو — هوئی گرم پرخاش آرندگین
بهت قتل هوتی تهی پر دو سو — هوا کشته پیران پسر انجام کار
میسر هوئی فتح گودرز کو — هوا شاد خسرم یل نامجو

سوی ملک توران گیا چند بار — سپاه گران لیکے توجا و بان
که تا هفتنه کشور مین بر پا نهو — ره هندسے سوی چین آئیو
سپهدار توران کو کیجے اسیر — گئے اسکے همراه با فر و شان
عقب اسکے پیران ویسه گیا — اگر داد ایران اسے هو کیه خواه
ملا ترک جنگی نه خون و خاک — شه نامور کو یه اسنے لکها
دلیران غازی هوئے فتحیاب — تو بهتر هی اے خسرو نام جو
مدد گار گودرز کا جاگے هو — دلیران ایران تورانزمین
نهوتا تها کم لشکر جنگ جو — هوئی قتل وان اور بهی نامدار
هوا شاد خسرم یل نامجو

## باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدا پسر افراسیاب بر سم رسالت و با خسرو تنها در خواست جنگ کردن و کشته شدن شیدا از دست خسرو

## بعد ازان با هر دو لشکر محاربه عظیمه بمیان آمدن و تباه شدن و کشته شدن افراسیاب

سنی شاه توران جب یه خبر — که پیران و پسه یل نامور
یه سمجها سپهدار شوریده حال — اک دولت کا میری اب آیا زوال
دل زار سے کهینچکر آه سرد — لگا کهنے یون شاه با رنج و درد
هوا کشته سیدان مین روزنبرد — غمین دل هوا چشم گریان هوئی
که پیران همارا تها عیش و نشاط — خوشی آئی نهین زندگی زینهار
نهین خواهش تاج و تخت و نگین — کله خود اور تخت پر ننگ هی

مجھے کام دنیا چین سے ہی کیا — نہ لون جبتک شاہ ایران سے کین — مجھے خواب و آرام ہرگز نہین
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر — زرہ اور جوشن ہی جاسے تھا — ہوا دلسے مصروف شام و پگاہ
سنا مژدۂ نصرت و فتح حسب — قسم کھائی اور چست باندھی کمر — خوشی سے ہوا سوے توران روان
سمرقند مین اور بخارا مین بھی — ہمایون خسرو نامور شاد تب — ہوے قبضے مین شاہ ایران کے
بٹھائے محمد شہ نے حاکم وہان — تصرف کیا جاکے باصد خوشی — ہوا فوج پیشین سے ملحق شتاب
کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم — ہوا ملک مین حکم شہ کاروان — فراہم کیا لشکر بے حساب
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ — کہ خسرو سے بیجے دلیرانہ رزم — عقب اسکے پھر آپ افراسیاب
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار — اُسے شاہ توران نے دیکر سپاہ — روانہ کیا سوے خسرو شتاب
خردمند شہزادہ لہراسپ تھا — سواران شایستہ کارزار — شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
تہمتن بھی زابل سے پہنچا وہین — اُسے شہنے سالار لشکر کیا — شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
انا الیق ہو جاے اُسکا ثواب — ہوا شاد مان خسرو پاک دین — لگا کہنے اسکو فرخ خصال
اگر تھی تو میری طرف سے خطا — خبردار رہ اُس سے ہر روز و شب — دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
کیا پہ رگراں سنے تجھکو تھا ہاے — ولے قتل پیران کو ناحق کیا — نہ یہ جور تھا اُسپہ ہرگز روا
دلیران مرے شیر غرندہ ہین — نہ آیا تجھے رحم زنہار وے — خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس
یہ بہتر ہی اب آشتی ہو بہم — پلنگان و شیران کہ درندہ ہین — ولیکن نہین چاہتا مین یہان
تو اقلیم توران سے جو سرزمین — کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم — جو چاہے تجھے دونون مین بچ رہین
دلیران و گردان توران دیار — جو ہا ہم ہو قول قسم اسوار — کرین چاکری تیری لیل و نہار
رہے میرے و قالب مین جان جبتلک — درونج و دیہیم و اورنگ زر — نہین عہد سے مین پھرون تا بخاک
کرے کشتہ میدان مین تو مجھے — سوا اُسکے دائم مرا ایک پور — تو اقلیم توران مبارک تجھے
جو رو زور و غا مین بے مارا تجھے — اگر صلح تجھکو نہ منظور رہو — تو جان آفرین کی قسم ہم تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر — مرے پور ہون تیرے محکوم سب — کر رکھتا ہون مین سخت نزدیک تر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ — کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرین — تو گوشہ نشین ہو نہین پھر بدیر
یہ ہے جسقدر تجھکو یکدست دون — تو ہے میرے پور کہ شیدا ہی نام — نہ پھر مین سر و کار ہرگز رکھون
کر لیجا تو اب پیش خسرو شتاب — درو کو ہر و تخت و تاج کلاہ — دلیرانہ کیجو سوال و جواب
جو قابو ملا کچھ یہ میری بخت — ہوا نامہ شاہ طیار جب — تو خسرو کو محفل مین بالا بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب — یہ کی عرض شیدا نے نامدار — دیا نامہ شیدا کو اُسنے شتاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار — کرون قتل مین کینہ تجکو ہین — بجا لاکے پھر شکر پروردگار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز نہال — وہ لیکر روانہ ہوا اُس ادھر — ولیکن ہے کارزار وہ خصال
کرون جبتلک مین نہ اُسکو ہلاک — یہ بولا سپہدار افراسیاب — نہ کین سیاوش سے سینہ ہو چاک
غرض پور سالار توران دیار — دغا اُسکے سینے مین لب پر سخن — جب آیا حضور شہ نامدار

تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار رشید انتمام
مکان اک بتایا برائے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
وہ بیر جسم معلق تبہ کار ہے
کہ مجھسے کرو یا کہ رشید سے رزم
جو مین اسکو خصمت نکر تا وہین
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ مکر تا بید رنگ
کہ اک نامور نامداروں سے گر
تبہ ہووین یکدست ایرانیان
کہا پیر یہ رستم نے ای تاجور
کہا شہ نے رشید اکو روز دگر
وہ بولا کہ دل مین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھایون کہ اب اے شہ گیتی جو
جہان آفرین گر مرا یار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گرد لیر
تری رشید انے مجھسے چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن یہ رشید اسے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا دہان
کہا سنکے رشید انے ای ہوشیار
مرے ساتھ آکر تو کیجو نبرد
سحرگاہ رشید ادلاور سوار
لگا کہنے یون رشیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند رشید انے پر
کیا چاک خنجر سے اسکا جگر
کرو پاک غسل کیکے مشک و گلاب

دلیرانہ رشید انے کھولی زبان
کہ مین آخر زور دونگا جواب
کیا نامداروں کو مخاطب
وے اسکی اس مہربانی پہ
اسے خواہش صلح تنہا نہین
غرض سرخ رشید انی نہین دیدہ
خسرو نے لکھکر ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اسکا سخن
اگر رشید امید انہین ہو وہان
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
عقب اسکے نامہ کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو اسکا جواب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
سپہدار تورانکے پیغام کا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
تو اونگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
سحر وہ ہو اور مین ہون اور تیغ
کہ رشید اسے لیکر کسی شخص کو
یہ بھیجا تجھے یان جو ہے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور ہی وہین
اگر اسکے پھر وہ دونون دل
جو ہامدار نے اسکو ارزان کیین
کیا حکم خسرو نے یہ بہادران
روان ہو کے پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دیار

پیام پدروان کیا سب بیان
یہ سنکر کیا اسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اسے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اسنے از روے کین
نمایان تھا چہرہ سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ رشید اکے جنگ آزما
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
تو اسکی بلا سے نہین کچھ سکو پاک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
نکر ساتھ رشید اکے ہرگز ستیز
روان کیجیو سوے افراسیاب
عقب تیرے لاتا ہی قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار کل بیدرنگ
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہی تو میرا ہی سر بسر
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
کیا سنکے مثل شیر غرین
ہم گرم کشتی ہو مثل شیر
پکر گردن و پشت پیکار مین
کہ رشید اکے اب تن کو اسی مرد کا
گیا پیش سالار توران دیار

جہاندار کا نامہ اُسکو دیا — نہانی یہ احوال ظاہر کیا — گئے دو مہین شہد کے ہمراہ سیان
سپہدار نے جب سنی یہ خبر — کہ گشتہ ہوا شیدۂ نامور — جہان سے ہوا ایک قلم ناامید
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب — کیا گرد قاران کو رخصت شتاب — کیا دل مہین ہرگز نہ طبر و قرار
سوے شاہ ایران پھرا فراسیاب — روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب — ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
بہت جہد تورانیان نے کیا — کہ دل مہین پھر اکینہ شیدا کا تھا — لڑے ترک خونخوار دل کھول کر
ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ — ہوا لشکر ترک آخر تباہ — نہ سیدان مہین گرد توران بچا
یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان — نہ بھرا اُسکی مردم کشی سے سنان — گیا آخر کار افراسیاب

## گرفتار آوردن شہزادۂ ہوم افراسیاب را

پیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا رنگ آمون سے افراسیاب — گریزان سوے شہر چین شتاب — وہانپر ہی خسرو تعاقب کنان — اشتابی سے پہونچا بہ فوج گران
بصد عجز خاقان کو بھیجا مہین — از رزہ کو ہرو گنج و تاج و نگین — فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب — گیا پیش خسرو بفرط طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر — کرے شاہ توران کو چین سے بدر — تو بہتر ہی ورنہ وہ ہوگا تباہ — ارہیگا نہ ملک و سر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا — پیام شہنشہ مفصل کہا — یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر — گیا شاہ توران کو وو مین بدر
گیا چین سے پھر سوے مکران مہین — عقب اُسکے پہونچا شہ یلدین — وہان سے بھی لی راہ دشت فرار — کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
جہان جا کے تھا شاہ افراسیاب — ہمیں پونچا تھا وان خسرو کا سیاب — نہانی کمین اُسنے جاے قرار — کہ تھا سب کو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی سر بسر — گرفتار آئے بہت نامور — نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس — نہ ہمدم تھا کوئی نہ یک جز ہیم و یاس
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب — پریشان و تنہا بجز رہ خواب — سو شہر بدر دع کوئی غار تھا — کہ تاریک مثل شب تار تھا
رہا جا کے وان شاہ بر گشتہ بخت — نہ لشکر نہ کشور نہ اقبال و تخت — سنم سے زمانے کا خالی تھا — شب و روز سر گرم فریاد تھا
فریدون کی تھا نسل سے وہ گریز — سر دامن کوہ نزدیک غار — تا قامت گزین تھا وہ ایران نہار
سنی شب کو آواز افراسیاب — بدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا — اُدھر کو دیے کان سر لے لگا
سنا یہ کہ کوئی تبر کی زبان — لای شاہ توران ماچین و چین — کہان وہ دلیری و جاہ و حشم
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم — کہ تنہا یہاں تین آیا تو آہ — یقین اُسنے جانا کہ افراسیاب
یقین اُسنے جانا کہ افراسیاب — کہ یہ تھا اُسکی بیداد سے دردمند — بے انتقام اُسکے باندھی کمر
بے انتقام اُسکے باندھی کمر — ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — پکارا کہ اے شاہ افراسیاب
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب — خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے — تو آغا تاریک سے باہر اب
تو آغا تاریک سے باہر اب — اُسے ہوم نے خوب پہچان کر — ہوا وہ سراسیمہ و بیر الم
ہوا وہ سراسیمہ و بیر الم — کیا شاہ توران نے گوز و تخت — نہ سوگند کیا کام آیا نہ زور و دست
وے نتھا اگر فتار آزردہ کین — اُٹھا ہوم نے اُسکو بیکار مین — کیا پھر گرفتار آزردہ کین

زمانیکا مہر گزینم بین اعتبار — کسی کا نہین جرخ گردندہ یار
تفرج کو انسان بہت کیا ورا وہ زیبا — مرے دست بازو ہے بستہ یہان
جہاندار نوذر شہ نامدار — سیاوش سپہدار عالی تبار
مرے سب بزرگان فرخ نہاد — کہ تھے نامدار و فریدون نژاد
مرے جور سے مین گریزان ہوا — سو کوہ و صحرا نشینان ہوا
رہا آکے بالاے کوہ بلند — کہ تا مجھکو پہونچے نہ کچھ گزند
رہے کچھ نہ تیرا نشان و ہمن — کہ کیونکر تہہ ہوکے آیا یہان
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان — سو تا جور لیکے بدخواہ کو
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو — گشان لیگیا پیش شاہ زمن
پذیرا نہ اس نے کیا سخن — کیا تیغ بران سے شہ نے ہلاک
سراسر اسباب جفا پیشہ کا — ادا بعد کیا شکر پروردگار
کیا کشتہ گنجینہ آب دار — تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
جو تسخیر سب ملک توران ہوا — بداندیش ہوین دو توران سے
عمل اپنا کر کے سلوکت و شان سے — ازروے مسرت کیا پیشوا
جہاندار کاوس کشور کشا — مسیر ہوئی بکو تخت عظیم
کہا یون بامداد لطف کریم — کرے نامدارون کو دم مین تباہ

## رحلت نمودن کیکاوس پس از جہان فانی بملک جاودانی و برتخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار — نہین ہی کسیکو بقا زینہار
جہاندار کاوس گیتی فروز — شتابان ہوا سوے ملک عدم
سر تخت شاہانہ مشہی بعد ازان — سو اوسکی بجاے شہ جلوہ کنان
ہوا ہفت اقلیم پر فرمان — ہوا اوسکی خورشید سے خرم جہان
ندی ہاتھ سے شاہ فانی نہار — رہا عدل سے کام لیکر نہار
پس از مرگ کاوس تا ہفت سال — رہا حکمران شاہ فرخ خصال
امور خلافت بگہانہ کا — کیا اہلکار و نو مالک تمام
بزرگان ایران بپیش شاہ — یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو حق پرستی مین شب کو بسر — اگر وکار دنیا بوقت سحر
یہ ہمدرد مہری تمام — کہ دارا فنا سے کرو نین سفر
دلیران و گردان ایران زمین — ہوے سنگدل گیر اندوہگین

گدا ہو وے یا بادشاہ و فرخ — کسی کو نہین ہے قضا سے گریز
چہل روز یکسر وناسازگار — راہ مسے کاوس کے سوگوار
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس — تو حاصل ملک کیا یا بوس
رعیت نوازی جہان پروری — حقائق شناسی کرم گستری
میسر ہوئی خلق کو ایمنی — ہوے شہ کی زہ تیغ فرمانروائی
عبادت پہ مصروف دل عبد پروا — سوے حق پرستی ہوا مائل ہوا
ہوا جبکہ شہنشاہ نامدار — عبادت مین مشغول لیل و نہار
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور — کیا چاہیے امور
لگا کرنے خسرو وہوا این چنین — نہین ہے تمنا تاج و سریر
کروان سلطنت کا مین کیا کام — کہ مائل نہین دل ہو گر زینہار
طلب رستم زال زر کو کیا — مفصل یہ داستان ہے لکھا

پہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان — گئے پیشوا جملہ نام آوران — بیان نامدار ونکے پھیرون کیا
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا — کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا — مقرر کیا ہی جدا اک مکان
ہمین اس مکان مین نہین ہین یا رہی — نہین مان سکو ہمسے سروکار ہی — ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب
شتابان ہوے سوے شاہ جہان — کیا آگے بیرون پڑہ فغان — شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان — وہ بولے کہ ای بادشاہ جہان — ترے سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
کہا شہ نے یون کای یلان دلیر — ہوا مین تو دنیا و دولت ہی سیر — مجھے قصد یزدان پرستی ہی اب
غرض جہد کو کوشش ہی پیہم — کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم — یہ پاسخ دیا پھر ای بادشاہ
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے — فقیران و مسکین کو زر دیجیے — عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان
وہ بولا کہ مردم سے نفرت ہی اب — سنی غیب سے یہ صدا مینے جب — کہ نزدیک ترآئے ایام مرگ
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر — قرخامش ہوے رستم تلل زر — ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
یہ ہی آرزو ہی ہی یون چاہتا — کہ از نہار ہو مین مجھسے جدا — ترے ساتھ مین بھی ہون شہ بیشتر
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا — کہ جاے دگر جان ہے مین جاؤنگا — کرون حق کو تفویض جان اسطرح
پسنکر وہ دونون بل نامور — برآمد ہوے وان سے با چشم تر — انھین دیکھکر جملہ ایرانیان
یہ زاری و فریاد سنکر وہین — برآمد ہوا خسرو پاکدین — ہراک کی شہنشہ نے کی دلدہی
نہین چاہیے اسقدر درد و رنج — کہ ہی رفتنی ہر سر اسر پنج — بھلا اب ہین شاہان کیہان
یہ کہکر وہین جسم باطل کیا — ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را — شبستان سے سوے بیابان گیا

## وتاج وتخت شاہی بلہراسپ سپردن وخود در یک چشمہ رفتن واز انجا غائب شدن

جہانداری خسرو نے روز دگر — بلہراسپ کو تخت و تاج و کمر — ہراک کو جہان مین کیا کامران
فقیران مسکین جو تھے شہر مین — کیا انکو شہ نے غنی دہر مین — رہا دل سے مصروف ہیہات و ہو
کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم — رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم — دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
ہوا گرد گودرز اسکا وزیر — کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر — کہ دیکھا اسے لائق کار فوج
کیا ملک تقسیم پھر سر بسر — ہوا صاحب ملک ہر نامور — کہ ای سرفرازان ایران زمین
تمھارا ہی لہراسپ بہ بادشاہ — اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ — کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا
ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان — یہ گفتار لائے زبانہ بزبان — نسیہدار لہراسپ دامادہے
جو موجود ہی پور فرخندہ بخت — تو پہونچے نہ داماد کو تاج و تخت — کیا یہ سخن زال نے تب بیان
لہ فرسودنے جسکو کیا بادشاہ — یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ — یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان
یہ خاکہ کو تو کرے سرفراز — تو ہم سر جھکاوین بروے نیاز — خردمند دانا و صاحب ہنر
سجاع و کریم و خلائق نواز — سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز — جوانمرد باداد و فرہنگ ہے

کیا ہی سمجھکر اُسے شہریار
کہ جا دل و عادل و ہوشیار
یہ بزرگان ایران ہوئے سنکے شاد

پرستاری شاہ عالی تبار
دلیران و گردان نے کی اختیار
کہ جاؤ اب ہوئے شہر اے نام جو

مجھے خواب مین جشمہ آیا نظر
شتابندہ ہونا ہوں یا سے اُدھر
یہ لکھکر روانہ ہوا بس وہین

جب آگے گیا خسرو ناجو
تو رخصت کیا رستم زال کو
ہوا شیتر دان سے خسرو روان

پے بزن گیو و گودرز بھی
وہ گشتہم و طوس و فریبرز بھی
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ جبدم کہ خسرو گیا
تووان غسل شاہ جہان کے کیا
خدا سے مجھے آشنائی ہی اب

سو خانہ بیان سے روان ہو شتاب
کہ ہو کی یہان بارش برف و آب
ہوئے یخ سے کندہ یکسر زمین

یہ کہکر گیا چشمۂ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین
تو سب نامداران ہوئے ناامید

پھرے وان سے ناچار گریہ کناں
فریبرز نے پھر کہا یون کہان
فرود آئے پھر نامداران تمام

مگر گرد گودرز فرخ سریر
روان اس مکان سے ہوا شیتر
گئے خواب مین پھر وہ گردن کشان

نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اسقدر
ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید

فریبرز و رستم و طوس جوان
یل گیو اور بیژن پہلوان
گئے ہمرہ شاہ تھے جسقدر

بہ ہرف یکبارگی دب گئے
بستہ جہان عدم سب گئے
نہ نظارہ کوئی وہان جب رہا

تو پھر اُنسے بھیا کسی کو اُدھر
الٰہا سے نام آورون کی خبر
مرده ہین سب یہ برف گران

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہ ہر کسی شاد گہ دردمند
پھرے ہی سدا گردش روزگار

اب آتا ہون مین سو لہراسپ شاہ
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
کہ زیبندہ ہی جسکو تاج و کلاہ

رکھا ماں نے جسکا لہراسپ نام
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
سریر شہی پر ہوا جلوہ گر

ندی ہاتھ سے رسم آئین شہی
وہان جا کے دو نگا مین جہان جہین
بزرگان ایران ہوئے سنکے شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
ہوے وقت رخصت وہ گریہ کناں
ہنر مند و دانا شجاع و دلیر

یہ دو لڑکے تھے چھوٹے بھائی سے
نہ رخصت ہوے کر راہ سے زینہار
خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
کہا کہان ہی وقت جدائی ہی اب
جو امرد گشتاسپ ہر چار مین

دو عالم کا فرمان و فرماں ہی
چلی باد صرصر بہت تند و سخت
دل شاہ سے اسلئے دور تھا

موافق تھا شاہ سے زینہار
ہوا جیہ خسرو دوان ناپدید
گریزان ہوا سو ہے ہندوستان

زریر و لاور کو شہ نے کیا
توقف ذرا کر کہ گلہا مین طعام
شتابان ہوا پھر زریر جوان

جدھر کو شتاسپ گشتاسپ تھا
طعام الغرض سب نے کھایا وہان
زریر سے بولا کہ اے نامدار

سمندر غریبت کی پھیر و نشان
کہ کیسر ہوا کوہ و صحرا سفید
نہین میری پیش پدر آبرو

کرے جو وہ تدبیر کاؤ سیان
سوا اُنکے بھی اور وان نامور
تو جا عذر ہو نہین پھیکے پیش پدر

دگر نہ کہین پھر نکل جاؤن گا
کہ منتظر گرد گودرز تھا
کہ ہو نہین کفیل آپ کے کام کا

پھرے پھر وہان سے وہ نوجوان
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہی وہان
نہ ہرگز کیا اُس سے کچھ التفات

## ہلموس لہراسپ شاہ بہ تخت شاہی

رکھا خلق کو خوش بصد نیکوئی
کیا بسکہ لطف و کرم عدل داد
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ شاہ اور ارد دیر
دو فرزند تھے اور خانون سے
الٰہا سے شاہ جہان کے سپرد

ولیکن تھا ہشیار ہر کارمین
دلیر و زبردست مغرور تھا
دو عالم کا فرمان و فرماں ہی

خفا ہو کے اک روز مرد جوان
تو گشتاسپ کو لاشا نی بہان
موافق تھا شاہ سے زینہار

ملا سکو گشتاسپ انجام کار
لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو
زریر و لاور کو شہ نے کیا

ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
زریر و لاور نے یا سخ دیا
جدھر کو شتاسپ گشتاسپ تھا

سنی شہ نے گشتاسپ کی یہ بات
بہان سے ہوا جب سوا یوان روان
سمندر غریبت کی پھیر و نشان

نہین مجھپہ اور تجھپہ کچھ مہربان
نہ زنہار پیش پدر آؤن گا
کرے جو وہ تدبیر کاؤ سیان

دگر نہ کہین پھر نکل جاؤن گا
نوشی سے سو خانہ آئے دوان
پھرے پھر وہان سے وہ نوجوان

جہاں یا نظر شاہ نامہربان — آنا چار گشتاسپ جنگی جوان
زریر و اہرمن بفرمان شاہ — گیا اُسکے دنبال لیکر سپاہ
مسمو خانہ ناکام آیا زریر — سوروم پہونچا وہ مردِ دلیر
متاعِ و زر و مال سب ہو چکا — تو پھر سوے دیوان قیصر گیا
کہا اہلِ دفتر نے یوں اُسے جوان — نہیں ہے نویسندہ درکار یاں
وہ رکھتا تھا قوت ایک روز کا — سو خانہ سارباناں گیا
وہیں بہتر سارباں نے طعام — کھلا کر کیا خرم و شاد کام
ہوا جب نگشتاسپ واں کامیاب — گیا سوے آہنگراں پھر شتاب
کسی نے اُسے وہ میں بچھلا کہا — دوا لے کیا تب کہ آہنگراں
غضبناک آہنگر اُسپر ہجوم — کہ بقصاں کیا کار سر تا سر ہوا
غرض وارد گشتاسپ آہنگراں گیا — سوء دست با پیشہ گراں گیا
کھلایا طعام اُس نے لیجا اُسے — لگا کہنے دہقاں سے مردِ دلیر
کہ نسل فریدوں سے ہوں اے جوان — اقامت گزیں ہوں میں سیستاں وہاں
تو اور میں ہوں یکجد اے ہوشمند — وہاں اُسنے کی ایک مدت بسر
یہی رسم تھی قیصرِ روم کی — کہ دختر شہ کشورِ روم کی
فراہم وہاں ہوتے تھے شاد شاد — جوانانِ خوش رو و فرخ نہاد
کہ بولوں تھی اک دختر شہریار — ہوئی جبکہ بالغ بہت گلعذار
بلا کے جوانانِ عالی گہر — ملکزادگانِ خجستہ سیر
اُسے خواب آتا تھا شب کے نظر — کہ کیمرد خوشرو ہی بارِ فر
فصیحوں سے پوچھے تھا اُسکے ایران کا بخت — تراجفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
ندیکھا جوان کوئی اُس شکل کا — کہ جسکا تصور کرتا یوں کو تھا
اُسے دخت نے دستہ گل دیا — سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
وہ دہقان گشتاسپ فرخ جوان — ہم فہم میں آئے تھی ناگہان
کہ احمق بس میں قیصر کی آؤ چلو — کہ شاید نصیب اپنے وہ دخت ہو
کیے العرض واں وہ دو انکار کا — کہ وہ بزم آراستہ تھی جہاں
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو — کہ تھی اُس جواں کی مجھے جستجو
اُسے دستہ گل جو اُسنے دیا — گئی پھر شبستاں میں وہ دلربا
خردمند نے کیا اُس جوانکی ہر صفات — نہیں ہم کو معلوم ذات و صفات

سوروم آنہا گریزاں ہوا — شتابندہ طرفِ بیاباں ہوا
گیا دور تک وہ قصص کناں — ولیکن نہ پایا نشاں کچھ وہاں
غریبانہ گوشے میں کرکے قیام — لگا صرف اوقات کرنے بہم
کہا میں دبیر و نویسندہ ہوں — یہاں جا کر ایکا میں جو ہنر ہے
کرے گر تو قبض تو پھر تیرے نام — مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام
بسان غریبان و بیچارگان — ارادہ کیا جا کر ی کا وہاں
کہا پھر گشتاسپ اے نوجوان — ہمیں ہے نہیں خواہش سارباں
کہا جا کے اُسنے کہ مزدور ہوں — ابر اک کام میں خوب محنت کروں
بزور اُسنے مارا وہ سطور نیک — اگر سندان نکستہ ہوئی اور تیک
بہت یک دشنام از و کہن — کیا دور دکان سے اپنے وہ زن
کیا رحم دہقان یہ دیکھکر — وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
کہ لوگوں نے کیا ہے تیری نژاد — یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
کیا کار دہقانیاں اختیار — نہیں کچھ غم گردشِ روزگار
کہ پوشنگ کی راہ سے ہیں ہمیں — ولے ہوں تحمل پہ جرم و زبوں
پھری آنکھ گردش کرے روزگار — ہوا یار اقبال انجام کار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف و ناز — مہیا وہ کرتا تھا بہر طرب
جسے چاہتی دخترِ نازنین — اُسے شوہر اپنا وہ فرقی ہیں
شہ روم نے تب بصد انبساط — مہیا کیا ایک جشن نشاط
جو دیکھے کتابوں میں اخترشناس — نہ آیا پسند اُسکو اک نامدار
غریبانہ آیا برسمِ شہر — نہیں اُسکے روکش کوئی دیدہ ور
شہ روم نے پھر بھی زور و زر — دکھائے کہ تا ہو سب نامور
دگر بار پھر رات کو وقتِ خواب — نظر اُسکو آیا وہ عالیجناب
کہ ہاں جشن میں آؤ آؤ سبھی — مسافر بھی اور مردمِ شہر بھی
منادی کی دہقاں کے سنکر صدا — ہوا نامور گشتاسپ جوان لہا
فرخ شاہد دولت آموی نظر — میسر ہے جو بیت و گوہر و فر
سو شاہ گشتاسپ فرخ سیر — پڑی جبکہ اُس نازنیں کی نظر
یہ کہکر وہیں دخترِ دہقان — ہوئی بیخود اُس نازنیں پر جوان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ — لگا کہنے لعنت کہ دل سے آہ
یہ چاہا کہ دختر کو دے ہلاک — ولیکن امیروں نے خوف خطاک

کہا یون کہ رکھیے خدا پر نظر
جو چاہے کرے داور دادگر

لگا کہنے پھر قیصر نام جو
کرو خوب تحقیق اس بات کو

گئے پیش گرگ تپ خم خصال
ہوئے جا کے اس سے وہ پرسان حال

یہ احوال سنکر گئے مرد مان
کیا پیش قیصر مفصل بیان

کیا عرض پھر مرد مان نے یہی
عیان اسکے رخسے ہے فرخی

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال و زر
کیا بلکہ دونون کو کمر سے بدر

گذر کر کے دریاے گشتاسپ شاہ
نکالا ایک کر گو خر کا پگاہ

غرض قوت ہر روزہ بخشیر تھا
پر اگندہ خاطر تھا دلگیر تھا

ہوے وہ جوان آنکے بھی خوار سے
کہ تھے اقربا ے شہ نامدار

کہ بیٹھے مین اک گرگ خونخوار سے
رسانیدہ رنج و آزار سے

ہوا اس سے ہرگز نہ عہدہ برا
تلافی نہ کچھ کر سکا مین ذرا

گیا سنکے حیرت مین وہ نام جو
کہ کیونکر کرون قتل اس گرگ کو

کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
سود شت بہاتا ہے بیم و غم

گر اس سے تو خونخواہان امداد ہو
ملادے نہ خاک و خون گرگ کو

گذربان بھی ہمراہ اسکے گیا
یہ گشتاسپ سے بہانہ اس نے کہا

پدر ایا کیا مرد نے یہ سخن
دلیرانہ روز و شب گرپیلتن

گذربان مرزن بھی ہمرہ گئے
وے راہ مین خوف سے رہ گئے

طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
وہین نیزہ مارا جو انمرد پر

گذربان و مرزن شتاخون ہوے
بہت دلمین مسرور و شادان ہوے

وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
کہ اپنا کرون آشکارا مین نام

ادا مین نے کی شرط اے شاہ
مجھے دیجے اب دختر نیک ماہ

وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
تو حیران رہا قیصر نامور

کہا شہ نے ہنسکر یون اسدان
کہ ہے کوہ مین ازدہا ے دمان

ہوا دلمین اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ کیونکر کرون اژدہا کو ہلاک

کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو

یہ سنکر حضور آسکے ایرن گیا
بیان اس سے اپنا کیا مدعا

تو لاکر کے تیار اب ایک ران
کہ تا قتل ہو اژدہاے دمان

ہوا نعرہ زن مرد کفور کشا
مقابل ہوا آنکر اژدہا

کیے جب چہل تک تماشے رہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا

مناسب نہین عہد کا توڑنا
نہین خوب آئین سے منہ موڑنا

تفحص مین مرد مان نے کیا
کہ یہ کون ہے ذات اسکی کیا

خفا باپ سے ہوکے آیا ادھر
مہ بانو کا یہ پسر کاہون پسر

کہا قیصر دختر نے پھر خواب کا
نہ زنہار قیصر نے باور کیا

بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا
نہ کچھ غمدیان پیش ہرگز گیا

لگے رہنے ویرانے مین لاجرم
کتابون گشتاسپ قرح ہمسم

سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
گذربان کو اک حصہ دیکر مدام

یہ دیکھ کر خورشید رو مہ جبین
وہ دختر شہ روم کی اور نہین

یہ مرزن سے بولا شہ ذوالکرام
جوانون کا مرزن ماہرن تھا نام

گیا ملک کو اس سے کشور کشا
کیا ملک کو اس نے کشور کشا

تو پھر دون تجھے دختر دلستان
کرے تو اسے قتل گر بیجوان

گیا مین کئی بار لیکر سپاہ
گذربان نے اک سوز اس سے کہا

کہ گشتاسپ داماد سلطان تھا
کرے ہے شکار ایک گور کلان

دلیر و تنومند ہے وہ جوان
ہوا شاد مرزن سخن سنکے یہ

گیا پیش نام آور پیلتن
کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار

تو ہو شاہد مدعا ہمکنار
سو گرگ جنگی شتابان ہوا

نہ زنہار دل مین ہراسان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان

تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دلاور جوان نے یک تیغ زن

دو پارہ کیا گرگ کو بیدرنگ
کہا پھر یہ مرزن سے اے نامدار

تو نام اپنا صحت کہ ہو شکار
حضور شہ روم مرزن گیا

کہا گرگ کو قتل مین نے کیا
نہ باور کیا شاہ نے زنہار

گیا سوے صحرا شہ نامدار
پھر ایفاے وعدہ کیا جو شہی

وہ دخت پہ پھر مرزن کو دی
اگر کشتہ ہو تجھسے وہ اژدہا

تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا
گذربان احوال گشتاسپ کا

بیان پیش اہرن مفصل کیا
یقین ہے کہ گشتاسپ یکتو و پاک

کہ اژدہا کو بھی دم مین ہلاک
لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار

کہ ایک خنجر تیز دندانہ دار
گیا اور لایا وہ خنجر وہین

یہ کہکر گیا سوے کوہ برین
دہن سے وہ برہم تھا آتش فشان

خدنگ افگنان تھا پہ مرد جوان
وہین خنجر تیز پھر زود تر

سر نیزہ گشتاسپ نے باندھ کر

دہن مین کیا زہر اژدہے کی روان — وہین لیکے پھر ایک سنگ گران — کیا خستہ مغز سر اژدہا — نشان اژدہے کا نہ ہرگز رہا

وہ دندان تیز اسکے گندہ کیے — وہ پیش شہ اہرمن آیا دوان — وہ پیش شہ اہرمن آیا دوان — کیا ماجرا اژدہے کا بیان

وہ دندان دینے قیصر روم کو — نہ باور کیا پھر سخن زینہار — نہ باور کیا پھر سخن زینہار — گیا بانب کوہ ہو کر سوار

جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر — کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان — کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان — فزاد کیان سے ہو یا کوئی یان

اکیہ جسنے یہ کار نمایان کیا — وہ بولا کہ اے سرور انجمن — وہ بولا کہ اے سرور انجمن — نہ زنہار تو اب ہو ہمان شکن

کہ جو قاتل گرگ مار سیاہ — بیان کی یہ گفتار اہرمن جب — بیان کی یہ گفتار اہرمن جب — ہوا قیصر روم ناچار تب

غرض عہد اہرمن ناجو — شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا — شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا — یہ اُس سے لگی کہنے وہ تیسمتن

کہ ہو قاتل گرگ مار سیاہ — کیا کتابون نے گشتاسپ کو طلب — لگی کہنے یون با فراوان سرور

کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان — کہی وہ کتابون کی ماں کے حضور — تو پھر مدعا اُنکا یکسر ہوا

غرض اس دلاور نے یہ جو سنا — جو مہرین واہرن کا یاور ہوا — کی عرض پیش شہ ذوالکرام

یہ سنکر شہ روم کہنے لگا — کتابون کی مان نے یہ قصہ تمام — نہین کوئی ہرگز دلاور جہان

نہون جیسے چنگل سے گاہی رہا — کہ زیر سپہر برین جز کیان — بصد جاہ و شوکت زرو طرب

سپہدار رسالہ لشکر کیا — کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب — فرون مرتبہ پایا تر بر کیا

## جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

### والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج — ہوے تابع حکم سردار فوج — نہ محکوم تنہا تھی اُسکی سپاہ — شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ

لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو — کہ اب خزر سے دست بردار ہو — مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ — جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ

شہ شوکت خزر الیاس شاد — کہ رکھتا تھا ساتھ اپنی جنگی سپاہ — حقیقت پہنچکے ہوا شکمین — کیا قصد پیکار رزمی کین

سپہ لیکے آیا سو ملک روم — سپہ وہ کہ فولاد ہو جسکے موم — اُدھر بھی گشتاسپ لیکر سپاہ — فرمان قیصر ہوا کینہ خواہ

سپہ لشکر خزر آیا دوان — ہوے گرم پیکار جنگ آوران — سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ — شمار عمود و سنان و خدنگ

ہوا گشت و دون شاہ مین اسقدر — کہ سحرا ہوا بحر خون سر بسر — سپہدار گشتاسپ مرد دلیر — دوان کر کے گھوڑے کیوان سریر

پکارا یہ میدان مین آن کر — کہ الیاس رکھتا ہے ہمت اگر — تو ہو ساتھ میرے یہان گر حکم — نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ

تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا — ہوا الیاس سے گشتاسپ کے کمین — جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے — لگی مین کیا بند الیاس کے

ہوا قید میدان مین الیاس جب — زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا — گرفتار کر کے وہ جنگی جوان — اُسے لیگیا پیش قیصر کشان

غرض ملک تسخیر یکسر کیے — گریزان ہوا لشکر خزر تب — گیا خرز تک پھر تعاقب کنان — شہ روم با شوکت و فر شان

دوان آکے ارزہے لطف و عطا — بہت گنج قیصر نے وانسے لیا — پھر اخرز سے پھر بفتح و ظفر — سوے روم آیا بصد فر و فر

سپہدار گشتاسپ نے ایک روز — زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا — کیا بلکہ مختار یکسر امور — جو امرد کو با نشاط و سرور

یہ سنکر و مین پیش سلطان روم — کہا شاہ سے ای شہ نیک روز — تگ و ساز اب سوے ایران کرو — خبر دار آزمائش شاہ ایران سے ہوا

لگے کہنے یون نامداران روم — کہ لہراسپ ہی پادشاہ عظیم — وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم

نہیں خوب لہراسپ کی سات قوم
منا سب نہیں ملک ایران کا حکم

کہ ہی شاہ لہراسپ میرا پدر
عیان اُسکا احوال ہی سر بسر

دلیران ایران کو یار الہان
کہ ہون ساتھ میری ستینہ کشان

کہ تسخیر ایران مین جا کر کرون
مجھے صاحب تخت و افسر کرون

سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا
یہ مضمون رقم تا مہین شہ نے کیا

اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
مجھے دے تو ہو صلح اے پادشاہ

ہوا لیکے قاصد بوس نامہ روان
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان

یہ کہنے لگا پھر شہ نام جو
کہ تسخیر کرکے قفط خرز کو

کہا یون فرستادہ نے بعد ازان
حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان

یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان
کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان

کہ بیٹے مین اک گرگ خونخوار کے
اور اک کوہ پر ٹھہا وہان آ رہا

پھر الیاس خرزی کو ہی نام تنگ
اتھا رہ سے لایا جوان بیدرنگ

مقابہ ہو کس کے وہ جنگ آزما
کہ جنے یہ کارنمایان کیا

یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
کہ برہا کیا فتنہ گشتاسپ نے

نکر اتنا اک پہلوان پر غرور
کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور

نہین خرز ایران نہ ایسا ہی ہم
تواندازہ ہیسے رکہ نہ باہر قدم

یہ نامہ لیا سنکے جب لکھ چکا
طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از

روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد عقبا مصروف شدن

جوان دلاور ہوا خشمگین
شہ روم سے یہ جواب لاوین

مری جنگ کی تاب کس کو نہین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو کر مقابل

ہر اسلان ہین گر روم کے نامدار
تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار

کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
تو شادان ہوا سرور انجمن

کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
نہین جنگ جوئی مین ہر گز درنگ

کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
تو ہو بے گرفتار رنج و عذاب

بجا لاکے آداب نامہ دیا
ہنسا یہ سنکے لہراسپ شہ کشور کشا

ہوا قیصر روم مست غرور
ہوا فرہم ودانش سے یکبارہ دور

کہ الیاس کا ملک کیون کر لیا
اُسے قید قیصر نے کیون کر لیا

دلیر و تہمتن گشتاسپ نام
بتا ہا تہ اُسنے سکے پہلے یہ کام

دلیرانہ دونون کو جوجون و جہاں
کیا اُس دلاور نے جاکر بیان

یہ پوچہا جہاندار نے پھر یہان
یہ سنکے مہین جنگ یلان ایکوان

نظر کرکے اُسنے اسپر زریر
کہا اُسکے ہمشکل ہی وہ دلیر

شہ روم کو تاے کا پھر جواب
لکھا یون کہ اے شاہ والا محل

ہزار روان مین یلان گرز بدست
ابرآزمایان لشکر شکن

بدستور رہیو پنجا شاہی خراج
رہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

تو قالبوس کو شہ نے رخصت کیا

برادر جو گشتاسپ کا تہا زریر
کہا اُس سے لہراسپ نے اے دلیر

تو کر صلح ہم تم نہو کینہ خواہ
کریںگے نہ ہم خویش تا جگاہ

کہ مین نے ترے قدر جانی نہ آہ
وے ہو تمین اب جا مرا من بخواہ

خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف

ہوا سیر مین اِن فسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاری بخت سے

رکھون سر پہ تیرے کلاہ مہی
مبارک تجھے تخت و تاج بہی

کہا جبکہ قیصر سے یہ پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ

وگرنہ مصمم ہی پرخاش جنگ
مہیا ہی تیغ و سنان و تفنگ

گیا پیش گشتاسپ پھر وہ نصیب
کہا اُس سے پیغام لہراسپ

کتابون کو لیکر شتابان ہوا
روان سوے اقلیم ایران ہوا

تو جا بیٹہیں تا قیصر فرستادہ واپس
یہ کہکر چلا اُس سے گشتاسپ شہریار

تو پیغمبر پاس گشتاسپ کے آیو
بخوبی یہ پیغام اُسکو سنایو

بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کہ ہی شوق دیدار لیلی نہار

سوے روم ایران سے آیا زریر
کرون یاد یزدان مین روز و شب

تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
سوے روم ایران سے آیا زریر

وہ رخصت ہوا اپنے مکان مین گیا
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد

کہ اے پیشوا نامدار ان مہ

لیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اٹھا تخت سے تب شہ نامجو

ہوئے مثل ابر بہار اشکبار
پسر اور پدر ہو کے پھر ہمکنار

دیں پھر جہاندار فیروز بخت
بٹھایا ایک تخت اپنے پہلو تخت

لگا کرنے گشتاسپ سے اسی سر
تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر

وہ بیٹھا وہاں جیسے سب نامدار
بحکم شہنشاہ عالی تبار

ہوئے اسکے محکوم فرمانبر
دلیران و گردان امیر و وزیر

جہاندار لہراسپ فرخ خصال
جہان میں رہا یکصد و بیست سال

کیا تاج و تخت اب ترک کار جہان
سے مجھے تمام کچھ سلطنت سے نہیں

تو ہو مالک تخت و تاج نگین
لباس فقیری کیا زیب بر

نہ زنہار دلمیں رہی جب چاہ
یہ کہکر قبائے شہی دور کر

کسی حجرے میں جاکے شہ نامدار
پرستش کو خلق تھا کعبہ سا جسکا

ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ
بہ یزدان پرستی ہوا مشتغل

جہان میں ہوا بادشاہ عظیم
شہنشہ بفضل خدائے کریم

کہ ارجاسپ تھا نام اسکا بکا
وہ چین و ماچین کا فرمانروا

لگا تاخت کرنے مملک پر
غرض فوج پر اپنے مغرور تھا

بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر

تھا کام جز داد شام و سحر
لگا یوں سے پیدا ہوئے دو پسر

تنومند پرزور رزم شکن قمر
ہوئے دونوں فرزند دلبند جسے

سکھایا ہنر شاہ نے انکو سب
مگر گاہ گاہے بیابان و کوہ

آئے یگ میں ڈال اول کے جو تیں
وہی گرد رویں تن اسفندیار

نہیں پور شاہنشہ نامدار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار

کہے میں نے اشعار اسّی ہزار
لکھے ہیں رزم اسفندیار جوان

کروں کارنامہ جوان کا بیان

## رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بہ ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارنمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم

کہ کوئی گرد تھا ایک زردشت نام
خبردار عالم نمامک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
ہوا معتقد اسکا شاہ جہان

کیا کیدن بہ عمل آن کے
تمردار مطبوع و خاطر پسند

خوش اس نے کیا بیان کیا کیا
فزون عقل ہوتی سخن پیشہ و شک

ہوا غالب گشتاسپ فرخ نہاد
کہ بہ سخت بیمار لہراسپ شاہ

چہ زردشت بر لاف اندیشہ کیا
تو پھر وہ خجستہ شاہ کیوان کلاہ

ہو خواہش وصل اسکا مرید — عقیدت کا ہر روز و شب تجھ پہ
دکھاؤں تجھے معجزہ آب و نان — عیاں تجھ پہ ہو راز ہفت آسمان
اگر میں کسی پر ہوں نامہربان — تو دوزخ نصیب اسکو ہو بیگمان
مرے پاس آئے میں اکثر ملک — عیاں تجھ پہ کرتے ہیں راز فلک
تو لڑکا سکے آئین کرے اختیار — تو مقبول ہو پیش پروردگار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار — وہی اُسکا مذہب کیا اختیار
گیا یا فسے بالائے آسمان — کئی دن کے بعد آ گیا وہ جہان
کہا ایک روز اُسنے اے تاجدار — خدا کو بھی میں دیکھ آیا وہاں
لکھا شاہ نے نامہ اپنے جناب کو — ترا ہی مددگار پروردگار
پڑھا شاہ نے گشتاسپ کا نامہ جب — کہ جیسے ہے تو ویسا دیکھا ہے رب
سنا جی پہ شاہا تو یہ دین ہوا — سپہ دار جاماسپ سمجھا یہ سب
تجھے اُسنے گمراہ اگر کر دیا — پدر مردہ تازہ آئین ہوا
ترا باپ میں دار و نیروان پہنچ — یہ کار تیرا اسرا سر کیا
کہ بد عہدی اپنائے کی اختیار — اور افسوس تو ہو گیا بد سرشت
سپہ ورنہ کھینچوں تجھ پر بس کہ دیو — نگہ ہو بہر خیر از نہاد
ذرا پند نامے کو پڑھ غور سے — زیروان ملک ایران کو یکسر تباہ
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام — تو آیا بزد رستم و جاماسپ سے
سمجھتا ہی کیا کیجئے غم ہنگ — تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
زریر دلاور نے تب یوں کہا — نہیں چاہیے آئین ہرگز و رنگ
ہوا شاد مان شاہ گشور کشا — کہ جنگ آزمودہ ہیں یہ شہا
کرو تم مجھے کشتہ تیغ کین — لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
یہ نامہ جو پہنچا تو سالار چین — نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
جہان لشکر چین پہنچا تھا واں — ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے — نہ رہتا تھا ہرگز و شہر کا نشان
سواران جنگی تے شصت ہزار — کہ کھینچی اُدھر فوج ارجاسپ نے
خرومند جاماسپ شہ کا وزیر — خبر آ گئی تا یاں خبر گذار
کہ ہم فتح کسکی پر ہوں و غا — صطرلاب دانی میں تھا بے نظیر
دلیران ایران بہت ہیں جہان — وہیں دیکھکر اُسنے طالع کیا
صف آراستہ ہو آذان جا ہوئی — پھر آخر بہ الطاف یزدان پاک
بھم رزم جنگی نمایاں ہوئی — بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی

کہا شہ سے زردشت نے ایکروز — رسول خدا ہو فرین سے تو نیک رہ نما
جسے چاہو میں اسکو بھیجوں ابھی — سو کلستان برشت ہیں
جہان باد شاہا باطاف رب — نظر میں مری عز و کرسی ہے سب
مرے واسطے شد و شنا آب ہے — ہوئی ازل ہی شاہ گردون جناب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا — تو بس ترک دین اپنا نیکو سر کیا
کئی دن کے بعد اُسنے پیغام کیا — ہوئی اُسکو معراج حاصل شما
کہی شاہ گشتاسپ عالی گہر — نہ پیمبر سے تھا فرق یاں اُسکے سر
کہ اب شوق سے غرم تسخیر ہیں — تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
کروں تیغ کین سے تجھے میں ہلاک — وگرنہ ملاؤں خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمراہ کیا — وہیں پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
ترے پاس پہونچا ہے وہ بدسرشت — کہ ہے سخت بدکیش و بد بخت
کیا کیش دیں تو نے اپنا شاہ — پس و پیش نہ تو نے دیکھا ذرا
پڑھا پاسخ نامہ یہ جس دم شہ — مناسب ہے تجھکو کہ اے پادشاہ
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے — آ اپنے اقلیم سے کر مدد
روانہ ہوئے لیکے نامہ وہ دو — کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے

## شتابی کے گشتاسپ کیہاں گیا

کہا سنکے زردشت نے یوں شتاب — سو کلستان برشت ہیں
مجھے کیجے رخصت سو کارزار — نظر میں مری عز و کرسی ہے سب
کہ ہوں ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ — ہوئی ازل ہی شاہ گردون جناب
شتابی سے ہو بخت نیرو لشکر سپاہ — تو بس ترک دین اپنا نیکو سر کیا
تو پھر شہ نے دیو و نکو نصحت کیا — ہوئی اُسکو معراج حاصل شما
روانہ ہوا سوئے ایران و یار — نہ پیمبر سے تھا فرق یاں اُسکے سر
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر تخت کو — تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
دلیران و جنگ آوران گزیدہ خواہ — کروں تیغ کین سے تجھے میں ہلاک
سواران ایران سے تھے بیشتر — وہیں پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
صطرلاب دانی میں تھا بے نظیر — کہ ہے سخت بدکیش و بد بخت
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار — پس و پیش نہ تو نے دیکھا ذرا
کہ اے بخت بد کیش و بد رہنما — مناسب ہے تجھکو کہ اے پادشاہ
بہت کشتہ ہوں نر تن خصم و حسد — آ اپنے اقلیم سے کر مدد
گریزان ہو فوج چین سر بسر — کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے
ہو سرگرم پیکار زرد ہمکین — ہو سرگرم پیکار زرد ہمکین

پسر شاہ نہراب کا اردشیر
کہ تھا دخت کاؤس سے وہ دلیر
دلیر انہ آیا سوئے حرب گاہ
سواران چین سے ہوا زرخواہ

کیے قتل اُسنے کئی نامدار
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
برادر جو اُسکا وہ شیدسپ تھا
سو زنگہ بہادر سے کیا

ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
کیے اُسنے ترکان خونخوار قتل
ہوا اپ بھی آخر کار قتل

گیا پھر وہین جنگجو سے دلیر
جو انمرد پشتوہ پور زریر
کیے غرق خون مرد خنجر گذار
نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار

ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
روان کر کے گھوڑا سوئے زرہ گاہ
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

کئی پہلوان اور کئی دیو زاد
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
کیے قتل دیوان و ترکان چین

شتابان ہوا پھر سوار دلیر
صف فوج کو چیر کر سر بسر
گیا جبکہ فندیگ وہ نامور

ہوا تب خروشندہ سلطان چین
دلیرانہ اب گرم پیکار ہوا
کرے جو کوئی مثل اُس گرد کو

اسے دیکھ جوشوکت و شان کرون
وہین بید رنگ ایک مرد دلیر
ہوا آنکر نبرد زریر

کیا دیو نے رخم وہ چین رہا
زریر دلاور ہوا خشمگیں
ہوا یہ رالم شاہ گشتاسپ تب

دلیران ایران سے کہنے لگا
جو اس دیو سے جاکے ہو جنگجو
ملاوے تہ خاک وخون دیو کو

وہین سنکے بولا یہ اسفندیار
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد

اگر دیو خونخوار کو کرکے پست
کرون جاکے مین دیو سے کارزار
تجھے تخت شاہی حوالہ کرون

پھر اتنے مین لشکر مین جمع غا اٹھا
تو دے لشکر مین کیونکر شکست
نہین تاب دیو و نکو یہ زنہار

سنکر ملک رادہ اسفندیار
اُسے دیو نے حشر برپا کیا
سو نامداران جہان بید رنگ

ہوئین اپ ہزادہ پر ہو سوار
کرون جاکے مین دیو سے کارزار
سنان کیا بس سکے سے گذر

روان کی وہین دیو پر سر فگن تیغ
نہین تاب دیو و نکو یہ زنہار
جوان نے کیا بستہ فتراک سے

کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
سو نامداران جہان بید رنگ
یہ کہنے لگا اُسسے ای نامدار

جدا کر کے سر جسم ناپاک سے
سنان کے کیا بس سکے سے گذر
عقب اُسکے دونون وہ جنگی سوار

مدد کو گئے سوے اسفندیار
جوان نے کیا بستہ فتراک سے
زدو کشت باہم ہوئی خوب وان

یہ کہکر سپہدار اسفندیار
یہ کہنے لگا اُسسے ای نامدار
ہوے سب گذندہ ترکان چین

ہوا حملہ آور بہ فوج گران
عقب اُسکے دونون وہ جنگی سوار
تو آتش پرستی کمرین سر بسر

گریزان ہوا وان سے سلطان چین
زدو کشت باہم ہوئی خوب وان
اُتر اسپ سے شاہ آفاقی گیر

کہ جا جنگشی اے شہ کرد گار
ہوے سب گذندہ ترکان چین
ورینجا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر
تو آتش پرستی کمرین سر بسر
کہ میدان مین گر کشتہ گا کا شمار

ہوئی صبح اب زندگانی مجھے
اُتر اسپ سے شاہ آفاقی گیر
ازانجملہ تجھے ہشت صد نامدار

لگا کہنے دستور سے شہریار
ورینجا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
ہزار و صد و شصت و نامدار

ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار
کہ میدان مین گر کشتہ گا کا شمار
ہو کشتہ سپہ اُنمین یکصد ہزار

دیا دین زردشت کو پھر رواج — جہاندار نے از سر انبہ تاج — دلیری ہمردی و اسفندیار — ہوا دیکھکر شادمان شہریار
اُسے شاہ نے تخت و افسر دیا — خوشی سے ولیعہد اپنا کیا — کہا پھر کہ اے پور عالی گہر — پے ملک گیری تو باندھ اب کمر
جہانمین بائین و طرز نکو — مروج تو کر دین زردشت کو — ہوا شاہ سوی رخصت اسفندیار — سو روم پہلے گیا نامدار
شہ روم محکوم و دیں پذیر ہوا — پذیرندۂ دین و آئین ہوا — رکھا زندوا ستا کو بالا سر — اطاعت مین سبھو دائی نظر
گیا پھر سو ہند اسفندیار — وہان بھی یہ آئین کیا آشکار — پھر آیا بسوے یمین پہلوان — ہوے لوگ وان کے پرستش کنان
گیا جس ولایت مین اسفندیار — گیا جسطرف نامۂ نامدار — ہوے سب وہان بندگی فرمان پذیر — رعایا و شاہ و امیر و وزیر
گئی ہر طرف زند و استا کتاب — نہ آئی کسی کو یہ زہرا تاب — کرے حکم سے اُسکے جو انحراف — کسی نے نہ ہرگز کیا برخلاف
سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا — سو شاہ گشتاسپ کشور کشا — کہ خرد و کلان نے زود ی طرب — پذیرا کیا دین زردشت سب
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام — ہوی گرم آتش پرستی تمام — یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد — کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

## قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن — ہوے آکے حاضر سران زمن — کوئی ایک تمہا گرزم پہلوان — ندیم شہنشاہ گیتی ستان
وے تمہا وہ بدخواہ اسفندیار — لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار — سنا ہی کہ اسفندیار جوان — رکھے ساتھ اپنے ہی فوج گران
غرور اُسکو ہی زور سر پنجہ پر — کہ ہم پنجہ اُسکا نہین شیر نر — رکھے ہی وہ دل مین خیال تباہ — ارادہ یہ ہی اُسکا شاہ و پگاہ
کہ تجھکو کرے آنکریان اسیر — ترا چھین لے ملک و تاج و سریر — سنا تھا جو مین نے وہ ظاہر کیا — جو بہتر سمجھیے وہ کیجے شما
ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ — نہ مائل ہوا پھر سوے بزمگاہ — گیا ایک ماہ صبر و آرام و خواب — رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب
طلب کرکے پھر اپنے دستور کو — لگا کہنے شاہنشہ نام جو — کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار — یہان لا شتاب اُسکو اے نامدار
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان — دیا پھر پیام شہ نامدار — لگا کہنے پھر وہین اسفندیار
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر — وہ بولا کہ اے خشمگین مجھسے پدر — جوانمرد نے تب کہا مون شتاب
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا — ہوا پر غضب شاہ کشور کشا — کہ اے خشمگین آہ یون تا جور
ہوے میری شمشیر سے سرکشان — پرستندۂ بادشاہ جہان — کہ اب تخت شاہی کو زیبا ہی کس
سمجھتا ہون اپنا تجھے دستیار — جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار — سر بلندان عالم کو پست
لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار — کہ آزار دیگا مجھے شہریار — ہوا خشمگین آہ یون تاجور
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار — بزرگ آئین تہمانہمن نامدار — کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
چہارم تھا نوشاد نامجو — ہنرمند دانا و فرخندہ خو — وہ بولا یہ بہتر ہی اے نامور — نہ پھیرا سکے فرمان سے بندسر
رواند ہوا سوے گشتاسپ شاہ — سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ — دوم آذر گرد فرخ سیر — سوم آذر گرد فرخ سیر
اُسے قید کرکے کیا پھر روان — شہنشہ نے سوے دژ گنبدان — بجاہ و حشم کرکے مختار کار
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا — بصد رنج و غم بلخ مین جا گیا — ہوا نائب گرفتار اسفندیار
گیا الغرض پیش اسفندیار — ہوا باپ کا موجب غم و غمگسار — ستونون سے باندھا اُسے استوار
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان — سوے گنبدان دژ گشتاسپ شاہنشہ فرمانروا

ہوا بلخ سے عازم سیستان — کہ آئین تازہ کرے جان جان — چو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا — تو آیا تہمتن وہیں بیشوا
کیا اختیار آسنے آئین شاہ — مروج کیا ملک میں دین شاہ — رکھا ارجندو استا کو بالا سر — کیا آسکو راجح وہاں زود تر
کیا بعد ازاں شاہ کو میہمان — رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین — رہا شاہ گشتاسپ دلشاد وان

## در بلخ و لہراسپ را گشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر — برائے امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ — کہ اسفندیار دلیل نامور
بفرمان گشتاسپ آفاق گیر — میان در گنبدان ہمی اسپر — گیا ہی سوئے سیستان با سپاہ — نہیں بلخ کے شہر میں کچھ سپاہ
یہ سنکر ہیا شادمان شاہ چین — کیا پھر وہیں عزم پر خاستن چین — سپہدار کہرم تھا آسکا پسر — آسے باد شاہ گران آن گر
سو بلخ آسنے روانہ کیا — وہان اسقدر کوئی ہر گز نتھا — کہ کہرم ہوا آنکر کینہ خواہ — گئے مرد و مان پیش لہراسپ شاہ
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان — نہین کوئی سردار لشکر یہان — مناسب ہے اب کیجیے سروری — کہ زیندہ ہی تکو سر لشکری
یہ کہنے لگا وہ شہ نیک نام — کہ مجھکو ہی یزدان پرستی سے کام — سرو کار مجھ سے و رزمی نہین — مجھے کام سر لشکری سے نہین
بہت غدر لایا وہ فرخندہ خیل — صلے غدر ہر گز نہ گیا کچھ میل — مکان عبادت ہے لہراسپ شاہ — کیا لا جرم جانب رزمگاہ
سپہ شاہ کے ساتھ تھی یکہزار — فزون اس سے ہر گز نتھا لشکر سوار — مقابل وہین فوج کہرم ہوئی — دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
جو لہراسپ آیا سپہ کو لیے — کیے کشتہ ترکان چین بیشمار — سواران بلخی نے وقت وغا — کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
سپہدار کہرم ہوا تہمتن — لگا کہنے نامداران چین — بہم کینہ آور ہین جنکی سوار — آدھر یکہزار و ادھر صد ہزار
دلیکن نہایت عجب ہی یہان — کہ پڑتے ہین غالب انھا پر چیان — پر سنکر ہوئی حملہ آور سیاہ — برسے سواران لہراسپ شاہ
ہوا گرم بازار پرخاش و کین — ہوا ر خمی خستہ لہراسپ شاہ — زمین پر گر خسرو دین پناہ
تو پھر چنیون نے دو پا کیا — ہوا بلخ مین چینیان کا دخل — کیا بلخیون کو اسیر اور قتل
گیا ارجندو استا کو آتش زدہ — زنان شستان گشتاسپ شاہ — ہوئین قید یکسر بحال تباہ
شتابان ہوئی جانب سیستان — گئی پیش گشتاسپ با چشم تر — کیا جرا بلخ کا سر بسر
بہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان — یہ ہی وقت یاری و امداد کا — شہنشہ کو رستم نے پایا رہا
عقب تیرے ہر پنجہ گامین بیدرنگ — ہوا شاہ گشتاسپ وہین روان — سو بلخ پہونچا وہان سے دوان
روانہ ہوا چین سے مانند موج — ہوا ملحق کہرم نامور — ہوا یعنے آکر معین پسر
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان — سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا — کہ کچھ کام درپیش ہی یہان شہا
مجھے رکھیے معذور باحکم — ہوئے خشمگین خسرو ارجمند — نہ آیا آسے عذر بیجا پسند
بلا سے نہ آیا تہمتن اگر — جہان آفرین اب ہمارا یار — یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
کہ تا شاہ چین سے ہو کینہ خواہ — شہ چین بھی لیکر سواران چین — مقابل ہوا آنکر بس وہین
دلیران جنگی ہوئی جنگ جو — خروشان ہوا کوس کردونکان — کہ لرزہ جہان سے ہوا کوہ قاف
ہزارون ہوئے سرہ ایکدم تلف — ہوا دامن دشت خارا خون — در فش سواران ایران نگون

ہوا لشکر ہیپنیان چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
مصطر لاب مین دیکھا وہ نامور
تو حاصل ہوا فتح و نصرت مین
کہ اسفندیار رجا نامور
بحکم جہاندار آفاق گیر
کیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامۂ شاہ شہزادے کو
کہ ہو گر زم پہلوان پدر شاہ
گرفتار زنجیر گر لے گیا
دیا سنکے جاماسپ یہ جواب
تو اب دل سے بس دور کر فکر مین
غرض دیکے جاماسپ اسکو پند
وہ یا تک گرفتار آہن مین تھا
جب آیا وہ پھر ہوشمین دل فگار
تو جاماسپ نے اسکو باگرو فر
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دون تخت ایران زمین
پھر اسفندیار رجوان کو روان
پئے جنگ جماسپ اسفندیار
ہوا سامنے اسکے مرد دلیر
وہ جسم اسکا سیماب سا مست تھا
گرا پشت سے اسپ کے گرگسار
بسوے سمن یکصد و بست تن
پھر اسجا سے کر عزم اسفندیار
ہوے جنگ سے گرگ تر کمان بون
ظفریاب گردان ایران ہوے
بفرمان اسفندیار جوان
لیا منصہ مین ترکون نے سر پر کمان

ولیعہد ایران کو پہنچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
تہہ ہو وین یکدست قرمان چین
مرا نامہ لیجا کے اے نام جو

گریزان ہوے جیکہ ایرانیان
وہ جاماسپ جا شاہ کا ہو وزیر
گذارش کیا اس نے شہریار
یہ ظاہر کیا جیکہ جاماسپ نے
در گنبدان یرمان لا شتاب

## رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از در گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

سع چار فرزند والا گہر
لگا کہنے اے پور با فر و جاہ
کرون پھر مین اطاعت حال آفرین
کیا سو اعدا بفوج گران
اور اک پہلوان نام تھا گرسار
وہ روئین بدن مثل غرندہ ہیر
کہ روئین بدن وہ جوان مرد تھا
اسے کھینچکر جلد اسفندیار
ہوے کشتہ ازبار وصف شکن
لگا کاٹنے سر بسمت یسار
وہ میدان بس ہو گیا بخون
گریزان سواران ترکان ہوے
ہوے گرد ایران تعاقب کنان
حضور جہانمزد لائے پناہ

دیا لاکے گشتاسپ نے ملا
مرسند ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرمانکے اور کر کے گرز طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
گئی گرگسار دلاور کے تیر
شتاب اسنے آراستہ کر کمند
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
گیا واسنے کہکر ہم بوقت ستیز
کیے تیغ سے یکصد و ہفت نیچ
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین
ہوا مہربان آنپہ اسفندیار

تعاقب کو انکے گئے چیدہ یان
لگا کہنے اسسے شہ بے نظیر
جو ہو گرم پیکار اسفندیار
کہا تب اسے شاہ گشتاسپ نے
تو قف کرو مت براہ جہاد

روانہ ہوا ایلکے نامہ وزیر
حشو و ملکزادہ اسفندیار
لگا کہنے شہزادۂ جنگجو
کہ کہتے سے جسکے مجھے بیگناہ
رکھا مجھ پہ بیداد ناحق روا
کہ اے نامدار شریا جناب
یہ زنہار وقت شکایت نہین
کیے دور یکدست آہن کے بند
دم مخلصی اسکو خوش آگیا
اور اسنے ہوا لکو جسم قرار
بہت مہربان شاہ آنپر ہوا
الم سے جو چھوڑا مجھا مسرور کر
کیا قتل اسکو بچشم غضب
روانہ کیا کام اپنا پسر
پے جنگ آیا تحمل گرگسار
ہوے پارہ پارہ شش کو اک لخت چیر
کیا گردن خصم کو اسمین بند
پھر آیا پے جنگ با تیغ و تیر
نبرد یک ارجاسپ کر کے گریز
جدا سر دلیر و سپہ سیدہ و رنج
گریزان ہو چھوڑ کر رزمگاہ
شہ چین ہوا رہ لہو و فرار
ہوئی لالہ گون خون سے وادی چین
پھر آیا حضور شہ نامدار

بھد شوکت و حشمت و عز و جاہ — ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ — اگا کنے پھر شاہ فرخ تبار — کہ اے سرور و مہین تن سفندیار
تری بہنو کو لیگیا شاہ مہین — تو پھر اس سے ہو جاے ایرج مہین — چھوڑا کر انھین قید تو لا یہان — نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
فرستم پلک کی اے یسر — کہ آوے تو جسدم بفتح و ظفر — کروں ترک دنیا و دولت ہوین — عبادت کروں ہو کے گوشہ نشین
حوالے کروں تجھکو تخت شہی — زر و گنج و دیہیم و فرماندہی — پہ سنکر دلاور نے پاسنو دیا — مبارک تجھے تخت و فرشہا
ترا ہو مہین اک بندہ جہان نثار — نہ خواہندۂ افسر زر نگار — بفرمان شاہانشہ مہین پناہ — شتابی ہوون ارجاسپ کیطرف راہ
نہ توران مین چھوڑون پدرین مہین — کروں شاہ ارجاسپ کو سخت خوار — باقبال شاہ سریا جناب
کہا شاہ نے آفرین مرحبا — چھوڑا لاؤن مہین خواہرونکو شتاب — کہ یون عرض کرتا ہی ایرانیاب
کہ ہو مخلصی بند سے مجھکو گر — لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار — کہ اداے کیجیو تو بھی رسم وفا
جہانداور نے اسکو کر کے طلب — جہان قید کیجے مہین ہون رہا — بجالاؤنگا شرط خدمت سدا
حضور رجوا مر دا سفندیار — کیا قید سے تجھکو ہمنے رہا — اور آتا ہون اب سر ہفتخوان
تو پھر مرز و رویین تن اسفندیار — اسے لیکے اپنے مکان مین گیا — رہا اُسپہ مصروف لطف و عمل
رہے تو مرے پاس شام و سحر — کرے راست گوئی یہان اختیار — تو ہو دم فزون ہو ہے عز و وقار
ترے تن سے ورنہ جدا سر کروں — وہ بولا کہ جز راستی نی نہار — نہین کچھ بھی مجھے کام لیل و نہار
بجالاؤن رسم و رہ بندگی — لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار — کہ سوے در رویین اگر گسار
کہ یہ نیچ کر اور کہین اثر و با — وہ بولا کہ اک راہ ہی خوب تر — کہ یکسر ہی آباد اے نامور
گذر اُس بیابان مین دشوار ہے — کم آباد ہی اُسکی راہ و گذر — ولے میوہ و آب ہی بیشتر
شتابندہ ہون مین سو ہفتخوان — سوم مفت روزہ ہی اُسمین مہید — ولے سخت راہ اور ہی ہیچ گزند
پہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان — ہر اک منزل اُسکی ہی پر خوف و بیم — جہان جاوید ان سے پاتا ہی نظیم
یہ گفتار ہر گز خوش آئی نہین — زن ماہرو مد برو شوخ بخت — سیاوش و بیژن و رہام سے سخت
کہا ہی بے جو کچھ ہو ہو مطمئن نہین — یہ بولا جوانمرد اسفندیار — کہ مجھکو نہین کچھ خطر زینہار
کہ راہ ہفتخوان ہے تو مت ہو روان — یہ کہکر پلائی تے خوشگوار — ہوا مست مجھ سور جیسا گسار
کیے بستہ پیمو دست بازو و بین — دلیر و قوی زور ہی گو ہزار — تو جا نہ ہو گا کوئی زینہار
مرے قید کرنے سے حاصل نہین — وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان — کہ میرے خلف کیا ہوا تا پلان
مرے دیکھے تاکی ہے تو زور کو — وہ بولا نہین تجھ سے غم و غصہ — تجھے سلیے میرے باندھا ہی یان
کہ کیا کیا دلاوری ہی تو مجھسے بیان — بخوبی کرو ان طے رہ ہفتخوان
ہوا شہ سے رخصت ہلیتن — سوار ان چنی لے دس ہزار — خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
روانہ ہوا و رویین مانند موج — کف دست بستہ چو تھا گر گسار — رکھا ساتھ اسے اسیکو کر سوار

گئے اپنی سر حد سے جب دم گذند
وہ سب اجڑا دیکھا تو اسفندیار
بلا آ گئی آج دشمن کیا
وہ لشکر گان جنگی ستمگار مین
سواروں سے روئین تن اسفندیار
یہ کہکر زرو ویری وہ مرد
لگا سقدر زخم پیکان تیز
وہ ایسا کہ کر مقابل ہوے
جوانمرد نے پھر یہ اس سے کہا
نہین آج کچھ اور خوف و خطر
ہوے بعد ازان مائل خواب سب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
وے اس دلاور نے یہ خوف و بیم
اقامت گزین ہو کے باصد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دمان
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
کیے بستہ اسپان تاری نژاد
دم صبح گردون سپہ ہو کر سوار
ابا ژدر کو مندوق کے دو مین بند
وہ گردون مندوق اسپان ہم
زبون ہو کے گردون گو گلا پہ مین
کیا زخم شمشیر بران رہا
بفضل الٰہی ہوا تندرست
مے لعل گون نوش کی بعد ازان

تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

## احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہیکل و سخت خونخوار تن
یہ بولا کہ جگر گ ہون آشکار
ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
کہ خستہ ہوا گرگ وقت ستیز
سو جنگ پیکار مائل ہوے
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
بعیش و طرب کیجیے شب بسر

کہ ہنگام پیکار جیحون و ہماک
تو پھر یار شش تیر تم کیجیو
نمایان ہوے گر گ خونخوار جب
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار
کیا قتل گرگون کو انجام کار
وہ بولا کہ بس تجھے یہی گرگ تھے
غرض جان فرود آئے ہنگام شام

## احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
مبادا تجھے اُنسے ہو نیچے زند
کرین حملہ شمشیر کرکے علم
دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
کیا تیغ بران سے اُسکو دو نیم
مے خوشگوار اُسنے وان نوشی
مقابل ترے آئیگا کہ جوان
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
شبا شب و گردون مرتب کیا

وہ بولا وہین آج گرگسار بجوان
نمایان ہو جب وہ شیر غرین
ولیکن ہوا اُسکو مانع جوان
ہوا کشتہ جب تو پھر وہ شیر
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
طلب کرکے پھر راہبر کو کہا
دراز و سطبر و درشت و ژرم
کہ ایک طیار کردون ہمان
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

## احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا گرد اسفندیار
کہ تا اژدہا سے نہ پہونچے گزند
کیا کھینچ اُس اژدہے پر نہ بدم
رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
توانا و خرم دلو چاق و چست
اگا کہنے یون راہبر سے کہان

ولے تھا وہ مندوق وقت ہین جو گہ
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہ ہین مندوق سے وہ دلیر
ہوا ایک بیہوش جنگ جوان
سپاس خداوند جان آفرین
کہ یہ منزل اولین ہے جہان

کرو ہین حقیقت اب اُسکی بیان
لگا پوچھنے یون کہ ای گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین پہلوے پیل و اشتر چلے
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیر باران سوار و رکاب
پشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تونے کیے قتل ای جنگجو
لگے پینے صہبا کے گلگو نکا جام
بسر کی بخوبی وہ آرام شب
تو وان سے روانہ ہوے بیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہین یان
تب اسفندیار جوان سے وہین
گیا آپ سے ہزبران دوان
ہوئی تہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش کیا آئیگا
دہن سے ہی آتش فشان ہو بدم
کہ ہووے بسان ارابہ روان
رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان
کہ تھے تیز رفتار مانند باد
یہ اژدہاے دژم جب نظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہاے دمان
خروشان ہو مثل غرندہ شیر
تو کی نوشدارو وہین نوش جان
خدایا بجا خیر ہی سے وہین

زرین سمن سا ایک ہی ہووے جوان
اور اک غول ساتھ اسکے ہووے جوان

ہوا پیشہ یہ فن چہارم روان
لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار

## احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

کہین راہ مین پایا تھا سبزہ زار
اقامت گزین وان ہوا نامدار

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آکے یون مہ بین یہ روان

تو اب غول کی بند سی کر رہا
حضور اپنے رکھ مجھکو صبح و مسا

یہ بولی کیا ہے برائے شکار
ولے آتا ہے جلد وہ نابکار

دہین کرکے اسکو سر کمند
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند

کیا کھینچکر خنجر اسکو دو نیم
نمایان ہوا پھر غبار عظیم

سو فوج اسفندیار جوان
دہن سے ہوا وہ پدید آن افغان

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اُس تہمتن پر

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت و اقبال یاور ہوا

کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جسم سے اسکے پاک

کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو ای نامور

وہ بچے ہی ہین اسکے بس زور مند
درشت و قوی بازو و سربلند

وہ بولا بتا تا ہے زرین جوان پاک
روانہ ہوا صبح اسفندیار

## احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

تب آیا وہ سیمرغ گردون فراز
دلیرانہ گرد و نپہ ہو کر سوار

وے اُسمین کہ تھے تیغ و خنجر نگاں
کیا اُسنے چنگال سے خون روان

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ فتراک و حلق و زبان

نکل وہ مہین مند و قوی ہیکل
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

جو دیکھا تو بچے ہر اسان ہوئے
وہین آکر اُنپر گرا ناگہان

لگا کہنے یون بعد ازان گرسنہ
ششم منزل ای سرور نامدار

بہت بارش برف بارین سے وان
چلے باد و تند اے جوان پہلوان

لگے کہنے مردم کہ ای نامدار
خدا سے نہین کر سکے کارزار

وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز پھرون
رہ ہفتخوان طے یہ بہت کرون

نہین فوج و لشکر کچھ زینہار
مدد گار میرا ہی پروردگار

نہو وین جدا مجھسے ہم زینہار
کرین جان و تن تجھپہ یکسر نثار

## احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

برون ششم سر و نا صبور
کیا متصل کوہ کے تب مقام

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
لگی چلنے جب تند باد اسقدر

علاج اُسکا آسان نہین اُسکو مار
وہ اسفندیار جوان پہلوان

خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
بیابان مین لایا مجھے دیو سار

یہ بولا کہ وہ غول ہے اب کہان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان

ہوا یہ غضب مرد شمشیر زن
سر غول پھر آشکارا ہوا

ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار

کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا
ولے پیش آیا وہی کل وہ بلا

مکان اُسکا بالا ے کہسار ہے
کریگا وہ سیمرغ سیکو تباہ

کرو ل تیغ بران سے اُنکو ہلاک
کہ سیمرغ مسکن گزین تہاجہان

سر قلعہ کوہ حصار برین
قوی پنکڑا اُسے اُسنے منقار سے

زمین پر گرا ہو کے پیت مین زبون
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان سریان نہ برباد ہو

شتابان سو خانہ ہوئے وہ سے
لگے کہنے ای شاہ آفاق گیر

تو بخشون تجھسین ملک و گنج و سپہ
وہان سے ہوا عازم پیشتر

کہ عاجز وہ لشکر ہوا سر بسر

ہوئی بارش سنان و تیر ہمچو ابر آذار
سپاہ سپہدار اسفندیار
شتاب اپنے بندونپہ تو رحم کر
بجالا کے پیش آوپکی اب گلہ
زمین گرم ہے جون تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہے تا سی کروہ
نہ منصور فیروز ہون زینہار
تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
دلیر و جوانمرد اسفندیار
وہین راہبر سے یہ بولا جوان
ترا بخت غرشیدہ یاور ہوا
ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
عبث تونے ہو بیخبر کیہ گزند
کہ باوصف پیمان رزم و جدل
کرے تاکہ عطف عنان یا نہ تو
توقع قوی ہے کہ میری خطا
گذر بجز زخارست ابدازان
سپہدار جنگی یہ بولا وہین
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکایک ہوا تند و شور بخت
بیک زخم شمشیر زہر آبدار
بنایا وہ روئین وآہن سے تھا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
اٹھا کر بہت رنج آیا یہان
غرض ہو کے مایوس واپس پھرا
کہ کیفیت و ذر ذر اگر بیان
صدا غلبہ پیدا ہو وان سے جو اب

رہی تین دن ایک آفت وہان
رہ عجز سے ہو کے وان آشکار
کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہین ہے کہین ایک قطرہ آب
سوا اسکے ای شاہ گردن شکوہ
دلیران ایران توران دیار

نہان زیر گرسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کیا لطف سے سبکو ایزد شاد
بفضل خدائے جہان آفرین
کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
ڈر روئین اتنا ہے محکم کہ بس
میسر نہو غلہ و علف و کاہ

## احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کر کے سوئے خداوند گار
نہین ریگ تفتہ کا یان کہ نشان
اثر برف کا اس زمین پر ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار بیخبر مجھکو کیا
برآوے مری دلکی پھر آرزو
معاف اب ہو یہ سر زروئے خطا
کیا خیمہ باشوکت و فر و شان
کہ تدبیر و تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ بولون کینہ لہراسپ کا
کہی اس نمکحوئی سے گرفتار سخت
قلم کی وہین گردن گرگسار
نہین نام تھا وان گل خشت کا
نپایا وہان نام تدبیر کا
در یغا کہ محنت گئی رایگان
غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
وہ درویش بولا کہ ای پہلوان
روان ہین بہت تشنہ جو آب

شرود سے ناچار لشکر ہوا
کہ اے خالق آسمان و زمین
ہوئی یکقلم دور وان بر و باد
رہی باقی اب مثل ہفتخوین
ہوا گرم چون شعلہ ہے صبح و شام
نہ طائر اڑے وان پر و بے ہوا
کرین جہد کوشش اگر سو برس
سپاہ گران ہو ہوا آخر تباہ
سو خانہ عطف عنان یا سکہ
ہر اک گام پر سر و پا ہے زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نام جو
تو اک بحر زخار آیا نظر
جلاو یگی سب کو تف آفتاب
ہون مجھسے آزردہ اے گرگسار
کیا مینے اسواسطے آشکار
غرض فضل لطف و خداوندی سے
اسے بند سے دی رہائی شتاب
کہ یہ کیا ہے آہنگ تمہا
دیا اسنے پاسخ کہ ای نامدار
مین گنجینہ یکو و ذرات میدانین
کرو مین گرفتار ازروئے کین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم قہر
سو قلعہ اسفندیار جوان
ہوا دیکھ حیران جوانمرد دیل
کہ یہ در نہ تسخیر ہو زینہار
ہر وی حاصل آخر مدت مجھے
کہنے لگا اسپر اسفندیار
سر و آزمایان

گذر مردم غیر کا واں نہیں — ولے یوں ہی حکم سپہدار چین — کہ آوے کہیں سے جو بازارگان — تو لانے دو اسکو یہاں بیگماں
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار — کیا آشپوز سے یوں آشکار — کہ جاتا ہوں میں بنکے بازارگان — دروں ڈھونڈھ لیوے جو پہلوان
تو رہنا خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے حوالے ہے یہ کل سپاہ — نہو نا تو زنہار اندیشہ مند — ولے جبکہ ہو ڈر میں آتش بلند
تو بے وقت لیکر سپہ بے خطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر — زدو کشت واں آنکر کیجیو — جہاں تن سے ترکوں کے سر کیجیو

## رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ رویین و کشتن ارجاسپ و کہرم پیشش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کر کے یکصد شتر — کیا جامۂ کاروان زیب بر — وہ اشتر تھے دیباے رومی بہا — وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و در
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق دو دو لگے — صد و شصت گردان جنگ آوران — کیے مرد جنگی نے آئین نہان
ہوے ساربان صد جمل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو — غرض اس طرح سے بسوے حصار — گیا مرد رویین تن اسفندیار
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کیا جا بجا ہر گذرہان کو — کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند
پیام ارجاسپ کو جا کے بھیجا پیام — رہ دور سے با متاع گران — مسافت کو طے کر کے آیا یہاں
یہ ہمخواہش بندۂ خاکسار — دیا شاہ نے حکم آوے یہاں — گیا پیش ارجاسپ بازارگان
متاع گران پیشکش کی وہین — کہا نام کیا اسنے پاسخ دیا — کہ جراد ہے نام میرا شہا
بہ پرسید کاے مرد بازارگان — کہ کس مصلحت ہے یہ لبہاے نہار — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
یل گرگساران نبرد آزما — دیا اسنے پاسخ کہ اے بادشاہ — ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
کہ ایران سے عازم ہوا میں و مہر — ولیکن یہ تمہارہ میں اشتہار — کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
کہا یوں کہ کیا تاب اسفندیار — کہ رہ ہفتخوان سے بسر چوگذار
کہ یہاں آیو چاہے جبوقت تو — مزاحم نہو ویگا دربان کبھو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری — ہوا گرم بازار سوداگری
سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان — کہ آیا ہے ایران سے بازارگان
کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار — تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین — وہ بیچاریان روتی پھر سر زمین
بہنگام شب پیش اسفندیار — گئیں پھر وہ یہ مین بہ رومہ عذار
جوان نے بھی پہچان آنکو لیا — طلب کر کے خلوت مین ان سے کہا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین — گئیں پھر وہ در مطبخ شاہ چین
بتاہی مین آیا تھا میرا جہاز — قبول اسنے خدمتگری کی تھی میری نیاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی — کنارے پہ کشتی مقصد ملی
پسنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ — کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ

گھٹا سے جہاں نے بعد ازاں
اکہ مسکن گزین ہوئے پہاڑوں کا ان

بلندی پہ ہوں قلعہ کی نشیمن
کروں ایک ترتیب وان کی چنین

وہاں پھر سپہ کو بڑھا کر کے بلند
خوشی سے وہ سودا گر ارجمند

ہوا روفق افزائے بزم طرب
گئے نامداران بھی ساتھ اسکے سب

شہ چین و یکدست ترکان شتاب
ہوئے مست مخمور پیکر شراب

پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ

خروشندہ پھر ہو کے مانند شیر
کہا میں ہوں اسفندیار دلیر

وہ مجلس میں تھا جسکا مست شراب
یہ سنکر گیا سوئے خانہ شتاب

کہ لیکر سواران توپنجہ ہزار
کہ اب جا کے بدخواہ سے کارزار

سواران چین اور پنجہ ہزار
تعین جا بجا تھے در و ن حصار

تو لیکر صد و شصت مردان کار
جو انمرد رویین تن اسفندیار

بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ باقی رہے سو گریزان ہوئے

یہ کہکر گئین ہر دو لالہ عذار
سو منزل کرو اسفندیار

خروشان ہوا جا کے مانند شیر
اٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر

گئے خنجر آب گون گاہ تیغ
رہا زخم ہا جسکے بیدرنگ

زن و دختر و خواہر و شاہ چین
گرفتار ساتھ اسکے وہ رویین

کیے قتل گردان چین بیشمار
یکایک وہاں یہ ہوا آشکار

وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما

گیا جبکہ کہرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اس سے اسفندیار

دلیران توران گردان چین
ہوئے بسکہ وان کشتہ تیغ کین

زبون آخر کار ترکان ہوئے
سراسیمہ و اندکے گریزان ہوئے

لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
لشکر کیا ہے اے کہرم نامدار

وہ مرد توانا و چست و دلیر
ہوئے گرم پیکار مانند شیر

کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا
خوشی سے وہاں حکم پھیر دیا

حضور آسکے حاضر تو ترکان ہوئے
تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے

سران نواحی توران و یار
ہوئے آکے محکوم اسفندیار

نہ کوئی رہا چین میں اک نامدار
نہ توران میں کوئی رہا شہریار

زناں پر سواران ارجاسپ شاہ
رکھیں پاس اپنے شکوہ میں باعز و جاہ

لکھا نامہ مفتح گشتاسپ کو
ہوا شاہ وہ شاہ فرخندہ خو

نہایت پذیرفتگی کا یہ شہ نامدار
کہ لطف شہی سے ہوں امیدوار

کروں اور شوق آفرین بغرط خوشی
شہ پیر نے یہ پروانگی اسکو دی

ہوا محفل آرائے عشرو نشاط
دم صبح شہ از سر انبساط

طعام لطیف و مے و رود و جام
مہیا تھا سامان عشرت تمام

ہوئی روشن آتش وہاں بعد از ان
کہ فرسنگہا جسکا ہو نیچا دخان

وہاں جسکو پایا اسے بیدریغ
کیا کھینچکر قتل بر مرد تیغ

ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار

سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
آسے شاہ ارجاسپ نے یوں کہا

سپاہ گران لیکے کہرم گیا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما

سپہ پیش یارا بہت کم تر رہی
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی

گیا وقت شب سوئے ایوان شاہ
دلیرانہ چین سے بہزار اہ

گئین و وزیر و بہ پیش جواں خواہران
دیا اسکو مشکوے شکوہ نشان

دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
سو خوابگاہ شہ چین گیا

لگے کرنے باہم وہیں کارزار
سپہدار ارجاسپ اسفندیار

ہوا گرم پیکار اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار

پھر اوان سے پھیرو دلاور جوان
بسوے در قلعہ آیا دوان

کہ بدخواہ نے ہو کے پر زخم تیغ
کیا کشتہ شاہ ارجاسپ کو

سنی جب یہ آواز خیران ہوا
وہیں جانب درشتابان ہوا

پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
ہوا گرم بازار پرخاش کا

در دژ ہوا عرصہ خون سر بسر
یہ پیش آئی پیش ایدیحر ادھر

ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
دلیرانہ میدان میں قائم رہا

مرے ساتھ ہو آکے گرم نبرد
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد

اپکڑ کر کمر بند کہرم وہیں
دلاور نے پٹکا بر و زمیں

کہ جو کوئی حاضر ہو یاں آنکر
کروں اسپہ لطف و کرم بیشتر

بہت دن رہا قلعہ میں نامور
مسخر ہوا ملک چین سر بسر

ہوا وان جو کوئی نہ مدمقابل پدید
تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر

سپہ کو بعد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا

چلے دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پور کے کی حمایت میں

یہ اسفندیار جوان کو لکھا
کہ اے نامدار نبرد آ

تو با فضل ہو وان اقامت گزین
تصرف میں لاں ملک ماہ چین و مہین

مسخر کیا ملک توران و چین
یہان ہیم واندیشہ ہرگز نہین

دگر بارہ جب نامہ پہلوان
سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب

رہ ہفتخوان پہ سے پھر اسفندیار
بس اب آرزوی قدمبوس شاہ

تو بس وہین پایا تمام و کمال
آمدن اسفندیار و براہ ران و ملازمت کردن پادر

برزگان ایران گئے پیشوا
روانہ ہوا سوے ایران سپہ

کیا آفرین اور کی یہ دعا
تلے برزو کے دب گیا تما جہان

اسے ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے
وہان سے جو نزدیک الوند آیا

کہ گیتی شہ سطرح ارجاسپ کو
کہ عالم ستان رہے صبح و شام

کہ گفتار ستان ہے بے اعتبار
کئی آپ بھی بادشہ نے پیے

برابر تمہارا کسی پہ اسفندیار
تو کہ مجھسے تا دل مراد شاہ ہو

بنظر ہر ہوا خوش شہ ارجمند
سحر گہ مفصل کرون آشکار

جو دیکھی یہ بے مہری شہریار
جوان نے حضور شہ نامدار

کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کو
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند

اتھائی بہت محنت و رنج سخت
ہمہ سخت آزردہ اسفندیار

کتابون نے یہ سنکے از رو پند
بفرمان شاہنشہ نام جو

مباد الکہے پھر گرفتار چند
کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت

کہ محکوم ہین تیرے سردار فوج
کہا یون کہ اے سرور ارجمند

کہ بچگا تو شاہی بس مرگ شاہ
روا رکھے پھر شاہ تجھپر گزند

کہا اکیدن وقت مستی مے
تو ہو صاحب حکم سالار فوج

جو کچھ کام ہی جانفشان سے کیا
کہ چہ وارث تخت و تاج کلان

بقا ہر بد لجوئی پہلوان
کہ ہمکو خدا نے کیا سرفراز

طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا

کہ جو کچھ کہ ہے بخت شاہ جہان
ہوا وہ مین مصروف شاہ جہان

کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
وے اندر دل مین ناخوش ہوا پہلوان

پہ سنکر خرد مند نے ایکبار
فرا دیکھ احوال اسفندیار

کسی کو نہین طاقت کارزار
نظر کر بسو گردش مہر و ماہ

کریگا اسے کشتہ انجام کار
جہان مین ظفر مند فیروز ہو

لگا کہنے اسسے کہ اے نامدار
ہو شاہ شاہان یہ سنکر سخن

نگہ کرکے بولا شہ دین پناہ
مبارک تجھے تخت و تاج کلی

کہ اب چلکے میرا مددگار ہو
کہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر

کہ اے تاجدار شریا جناب
مجھے ہے غضب روز شام و پگاہ

پرسا شاہ نے تب لکھا آپہان
ہوئی تھی جہان بادشہ روبراہ

تو وہ مین بجگر شہ نامور
بغل گیر ہوکر بفرط خوشی

پیے جام مے از رہ انبساط
بیان کرو ر قصہ ہفتخوان

کہون کیا مین اے شاہ گردون سپاہ
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اُس سے وسواس سخت

حضور اُسکے بھا کر یہ بولا جوان
رہا کرکے لایا مین اُنکو یہان

تو کہ جا کے انصاف سے ہے بعید
کہ ہو بد گمان شاہ کشور کشا

ولے فی الحقیقت ہے تجھکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر

اُٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
رکھا مین نے ناموس تیرا نگاہ

نہ تو نے کیا اے شہ نیکو فر
یہ گفتار آئی بہت ناگوار

تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ

مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہین ایک ترتیب کی انجمن

کہ زیبا ہی تجھکو کلاہ مہی
ہوئین دختران و زنان بہند

نلی اتنی مدت مین میری خبر

اطاعت سے پھیرا ہی سر سے اب
یہ کہتا ہی تخوت سے ہر روز و شب

عطا کر دہ تخت و تاج و سریر
کہ ہی کابل و زابلستان ہمیں

تھمن ہی القصہ لیل و نہار
ثنا گوئے کینہ و نامدار

براہ اطاعت وہ آتا نہیں
مجھے کچھ بھی خاطر میں لاتا نہیں

مرے دلمیں کینہ ہی اسفندیار
نہایت ترو تیز صبح و مسا

کرے رستم گرد سے کارزار
مقابلہ سے اب یہ کہ اسفندیار

جوان سے کہا شاہ نے بعد از اں
کہ جاسے لیکر لشکر سوی سیستان

تو پھر آ کے مجھسے تاج و سریر
تھمن کو یا کشتہ کر یا اسیر

وہ بولا کہ مین جاؤنگا اے بادشاہ
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ

نہ پھیرونگا وقت پر جادہ شکست
عوض اسکے گر تم کہو گے سو آہ

کیا کشتہ اب مین نے ارجاسپ کو
کیا قید تجھکو بچال تباہ

کرون قصۂ ہفتخوان یاد گر
وہ گرگان جنگی وہ شیر ژیان

تو پھر راست ہون موکنان سر بسر
زن و بچہ و دود و ہ غول سیاہ

کیے کشتہ مین نے بفضل الٰہ
وہ سیمرغ آیا جو ہر ستیز

وہ طغیانی و جوش دریاے ژرف
کرون گریان چون ابر بہمن بہ رنگ

شہنشاہ کا حکم لایا بجا
بہانے کو پست کام فرمانشتاب

شہان فلک قدر عالی وقار
بھلا از دوم چون تو شاہنشہا

پدر نے ترے از سر ابتہاج
کیے مین نے اب کار پاے کلان

بزرگی مجھے آج بالستہ ہے
مناسب ہی یہ اور زیبا مجھے

کہ گفتار نیری ہی یکسر بجا
ولے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام

یل زال اور رستم پہلوان
اور اب سرکشی سے کی اظہار

کہ ہونا مور تو و فیروز و رنگ
ترے آگے اسفندیار سپہ

سر سرفرازت کا دعوا کرین
لگا کہنے یون گرز آخاقی بگیر

کرون جنگ رستم سوی سیستان
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت

تھمن سے ہو جاے ارنے مخاہ
گرفتار کر رستم و زال کو

بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
نر کہ بد سگالان کا نام و نشان

کہ تو ہی جہان مین یل نامدار
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام

ذر و مین آخر لیا بید رنگ
نہین تاب رستم ہو جو ہم نبرد

تجھے پھر مین دونگا تاج و سریر
قسم زندہ شاہ کی اے پہلوان

کہ رستم کو ہرگز نہین ہی تاب
جو مجھسے کرے آکے سید آنجنگ

ہمارے بزرگونکا پروردہ ہی
سنا ہی کہ رستم یل نامدار

زبون نامداران تو ران کیے
نہ ایرانیان دیکھے روے تخت

کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
مخالف ترا تھا اگر پور زال

بھلا یہ بھی رعنا کا کوئی طور ہے
مجھے بھیجتا ہی سوی سیستان

یہ بہتر کہ قول کا ہو درست
یہ کشتاسپ نے لاکر سن ایجاں

بلا سے اگر رستم پہلوان
بلا سے اگر رستم پہلوان

بزرگون کی خدمت میں جا حاضر ہوا — نکو ئی مرے ساتھ اسنے کیا
رہ سیستان سے بفوج گران — گرفتار رستم کو لیجا کر کے وان
کہ مبرت ہوا ور دن کو بیز نہار — نہ کو ئی کرے سرکشی اختیار
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو یں سے دور — رہو ئیں نہ زنہار تیری حضور
یہ کہکر جوان ہو گئے غمگین چنین — شتابان ہوا سوئے خانہ وئین
خبر لاکے سکا رادہ ہے کیا — یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا — خرد مند نے تب یہ پاسخ دیا
وہ بولا کہ بہتر ہے فرمان شاہ — سو سیستان ہو رواہ دیگاہ
کہ راضی ہو رو ئین تن اسفندیار — بجنگ دل رستم نامدار
کتا یون سے بولا شہ نامجو — کہ اسفندیار جوان گرد کو
خرد مند ہے گرچہ وہ نامور — ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کتا یون ہو ئی سنکے اندوہگین — جوان سے کہا جاکے آئے وئین
نہ جا اسطرف ہرگز اے ہمنمد — ذرا گوش جانسے تو سن میرا پند
وے قصد پیکار اس سے نتھا — کہ ہے وہ نوخواہ سہ کار کا
پذیرا کیا مین نے اس بات کو — اگر بعد اقرار انکار ہو

نہ لا در میان غدر سے نامور — تمنا سے اورنگ افسر ہی کر
بیاوہ اسے لا بہان کر کے بند — پڑی ہو کہ گردن مین سلسلہ کمند
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان — بہانہ تو کرتا ہی بیس بیکمان
مبارک یہ اورنگ افسر تجھے — جہان سے ہی بس ایک گوشہ مجھے
لگا کہنے جاماسپ شہریار — کہ جا زود تر پیش اسفندیار
ہوا جاکے جب اس سے پیر سخن داں — وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
بجا لا شتابی سے حکم پدر — نہ سر پھیر زنہار اے نامور
حضور شہنشاہ کشور ستان — کیا جاکے جاماسپ نے یہ بیان
ہوا شاد مان شاہ گردون جناب — گیا پھر وہ پیش کتا یون شتاب
کہ رستم کو جب لاوے کر کے بیم — بپا جنگ رستم بفوج گران
زبردست ہی رستم نامدار — تو بخشو ئین پھر وہ تاج و سریر
کتا یون سے بولا یہ اسفندیار — نکر قصد رزم اس سے تو زینہار
کروں کیا کہ اب یون ہی فرمان شاہ — کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار
تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور — کہ ہو ن رستم گرد سے کینہ خواہ
بجا لاؤن ناچار حکم حضور — بجا لاؤن ناچار حکم حضور

## رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان — ہوا شہ سے رخصت سو سیستان
وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار — گیا بیٹھ وان اور پھر زنہار
لگے کہنے مردم ہو ئی فال بد — مبادا کہ پیش آوے کو ئی حال بد
وہ بولا یہ موقع ہی اور ہے بجا — ولیکن جہاندار کشور ستان
گیا متصل سیستان کے وہ جب — روانہ کیا اس نے بہمن کو تب
تو پھر زال نے با فراوان سپاہ — ادب سے جھکا پا سمر اسکے حضور
کیا ہے طلب رستم گرد کو — یہ بہمن سے سنکر بلی نامجو
وہ بولا کہ گر ہو ستادہ ایران — رہے ہم کمر بستہ تا سیستان
اسے مثل کتا سیب لایا ہے تو — تکلف سے مہمانی اسکے تو کر
وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب — لگا کہنے بہمن بہمن سے تب
یہ کہکر گیا بہمن نامدار — کہا جاکے یون پیش اسفندیار
خبر سنکے آنیکی تیری یہان — مرے ساتھ آیا ہی وہ پہلوان

اثر بخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر و مغز جوان بندگان

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
سر افراز ان کیتی ستان

وہ ہی نیک طالع جو تیرے حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

فرود آ کے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار

سراہا فراز تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اُسکا ہو یا تو مین

وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
تو رو نق فزا چلکے ہو سیستان گھر

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جا کے رستم سے کہنے لگا

بس اب تو بھی راضی ہو اسفندیار
کہ وان ایسا تو مجھکو یا بند کر

نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچا وی ہرگز تجھے کچھ گزند

کہ راضی نہین ہی اگر بند پر
تو بس ہو چکے رخصت مجھ اپنے گھر

بسان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان فرا چلکے ہو

وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

اگر یہ ہے فرمان سے پھر جا تو
مرے جنگ از روے کین آ تو ہو

تجھے بند کر کے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر

سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجھکو صہبا ناب

تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہمین اب
کہون نزال سے جا کے احوال سب

جوان نے کہا یون کہ آقا شتاب
یہان بھیجنا ضامن و رہ جواب

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر

لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آؤ یگا رستم نامدار

یہ اب مصلحت ہی کہ اے نامدار
نہ سانھا سکے ہو رزم جو رہ نہار

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
کیا سوچ مین سرور ارجمند

کہا زال نے جان کر اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار

وسوے سپہدار عالی گہر
شتابان ہو اگر دو روزہ دگر

وہ بولا کہ ہی منتظر زال زر
قدم رنجہ فرماتو اے نامور

سوے ساتھ تیسین شہ ارجمند
روان ہو تو ہو گا اسیر کمند

کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
سہا تیری خدمت بجا لاؤنگا

جہان سر فراز اگر دان ہو مین
نگہدار شایان ایران ہو مین

مروت سے گر تا ہمان باستان
نہین ورنہ تجھسے خطر نیضا

جو کچھ شرط حضرت تھی ادا کیا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

ترے قدر یہ زیبا و شایستہ
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

کرے سرکشی تجھسے جو نشو بخت
شتابی گرفتار خواری ہو سخت

یہ آئین و رسم و ادب دیکھکر
ہوا شادمان سرور نامور

لگا کہنے رستم کی پھر پہلوان
کہ اے نامور گرد و زر آزما

قوی اُسکی ہو ثبت ایسا و نہار
نہو وے اُسے کچھ غم روزگار

پذیرا نہ آتے کیا زینہار
وے اپنے لشکر مین اسفندیار

یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کر کے اسیر

پھو چکر حضور شہ کامگار
کر زین رہا تجھکو اے نامدار

رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یہ بیان

نہ لایان زبان پر یہ بیلفتن
کہ اے یار سرور انجمن

جو کچھ مجھسے فرماے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا بیگمان

ولیکن مین آیا ہون بہر دگر
بھلا کیونکہ مہمان ہون بیخبر

تو کسطرح کہلائے نام و ننگ
کروان مجھسے یہ کار زیر فلک

وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نکلواؤن نگلواب اے سپہدار خان

طلب کر کے پھر جام مے منگا ہین
کہے نوش باہم کئی سا تگین

جو کچھ مصلحت وقت مجھکو ازان
گزارش کروان مین یہان آکر

سوغا نہ رستم جو رخصت ہوا
تو تسوین نے اندیشہ اشد دم کیا

نہایت زبون سخت بیچا کیا
کہ دشمن کو یون کب کہا جانے دیا

لگا کہنے تسوین اے شیر گیر
زبردست ہی وہ سوار دلیر

مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
بنوعے دگر دور دوار ہو

گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر

سحر آسکی خدمت مین پھر چلا
نہ وسواس دل مین ذرا لایا

آسے لیکیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عزو و وقار

کیا آسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بھی ہانسے نجا

کہا آسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکہ مجھپہ مصروف لطف کرم

کیے مین نے کار نمایان بدام
کیے پست گردان گردان تمام

گیا دشمنون سے جہان مین ہے پاک
کیا سرکشان جہان کو ہلاک

ہوا خشمگین سرور انجمن
سنکر یہ سخن نیل پیلتن سے

یہ چابکسوار کو غضب بیدریغ
تہمتن چہ کجیے رہا خم تیغ
ولیکن تحمل کیا اور ہنسا

مشقت بہت تو نے کی پیش پیش
پس آرام سے بیٹھ می نوش کر
کہا پھر سوئے دست چپ بیٹھ تو

سوار است بیشے مین پیوستہ ہم
یہ کہکر گیا بیٹھ بر رخ و عم
ہوا پھر سپہدار چین برجہین

سنا مین نے اے رستم نامور
کہ ہی نسل سے دیو کے زال زر
سیہ جردہ و چہرہ و موے سفید

رکھا زال کو پھر نہ ایوان مین
وہین چھوڑ آیا بیابان مین
کہ کھا جائین انکو کہین جانور

جو ناپاک و بدشکل دیکھا اسے
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اسے
وہین پاس بچہ تھے وہ لیگیا

وہ مردار کھاکر ہوا جب جوان
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
پسر ایک بھی سام رکھتا تھا

بزرگونی میرے جو کی چارہ ری
تو حاصل ہوا زال سے بعد ازان
تو پیدا ہوا زال سے بعد ازان

یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
زبانہ پہ تند ہی سے لایا سخن
کہ حرف پراگندہ و ناسزا

نہین ہی یہ گفتار اے نامور
سزاوار شاہان عالی گہر
تو ہی طفل بیعقل نادان ابھی

بزرگان تھے وقوف ترسے سربسر
اور آگاہ ہی خوب تیرا پدر
کہ پشت سے سام کے گور دراں

نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
زیون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
سمجھ اے سپہدار انجم حشم

مری مان بھی تھی دخت مہراب شاہ
خداوند نیکین و اعزاز و جاہ
کہ ضحاک تھا اسکا انجم پدر

ولیران ایران زمین چند بار
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج مہی

پذیرا نہ زنہار مین نے کیا
یہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
وگرنہ پہونچتی تمھین کب تہی

ولیری ولیکن نہ اپنی مغرور ہو
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
تو مانند میرے دلاور نہین

کئی شاہ گینجے نہ تیغ تیز
کیا قتل دیو و نکو وقت ستیز
شکستہ کیا مین نے وہ بخوان

وہ دیو سپید اور اکوان دیو
کہ تھا گرز عالم مین جنکا غریو
ملائے وہ دم مین نہ خون رز ک

چھوڑا شہنشاہ کاوس کو
یل گیو گشتہم اور طوس کو
سپہدار توران تھا افراسیاب

کئی بار دی مین نے اسکو شکست
کیا پیش اسکا نہ کچھ زور دست
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر

نکمعو را یگانا اپنی جان عزیز
تمھین کو اب کھینچے زیر تیغ
سپہدار جنگی آور کمینہ جو

تو لطف و مروت سے ہو دور تر
یہ ستنبد بہادر شاہان سے
ولیکن یہ چالاک ہی میہمان

شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری
کیا مین نے گردن فرازون کو پست
یہ بولا کہ مین نے کئے حرف نرم

کہان اسقدر تھا تراتا تہمتن
فقط رشک و کز گر انبار تھا
جو کی بندگی تو نے شاہ جہان

دلیران جنگی و مردان کار
کہ ایران کے تاروم و توران زمین
یہ سنکر تہمتن سے کہنے لگا

نبسان ذر روین آنا مار
یہ ہنسکر لگا کہنے اے نام جو
وہ بولا سو ہفتخوان دہ ہزار

خفا ہوکے رستم سے بولا پرین
وہ دیوان تو نخوار جنگ آوران
ہوا دیکھکر سام سے ناامید

نہ ساتھ انکے ہوتی تجھے تاب جنگ
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
گریزندہ ہوتا تو بس بیدرنگ

کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
اسے لاکے برہم پھر پدید آکیا
کہ اب فخر کرتا ہی اتنا یہان

تو زنہار اپنی زبان بند لا
نہین تجھکو زنہار کچھ آگہی
نہ زبان سے تھا سام فرخ خصال

کہ مین ہونگا یکبدی کم و ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر لاکے ایران مین شاہنشہی

میسر نہ آئی یہ فرماندہی
دلیری و گردی مین ہمسر نہین
نگذرے جہان فیل و شیر ژیان

کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسی کو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ ہر ان ہی آفاق گیر

ہوا پر غضب مثل اسفندیار
یہ گرد آپ سے پہلے آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا نہ گرم

تو حاصل ہوا تجھکو یہ غرجاہ
مروج کیا نامزد آئین و دین
تھا حصن مازندران استوار

گئے تھے ترے ساتھ جنگی سپاہ
کہ مین نے کیے کشتہ تنہا وہان

کروں کیا میں اپنی سزا کے بیان
کہ ہے اس حقیقت سے واقف جہان

دلیرانہ ہرگز رضامند تھے
بزرگان ایران نہ خرسند تھے

وہ میں نے معقول سکہ کیا
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا

تو مت ناز کر تاج اور اسپ پر
مگر فرمِ آئین گزشتہ سپہ پر

یہ قصہ رہے گا کسی کا نہیں
کہ میری طرح دیکھ اور سنکا نہیں

کسی سے سنے میں نے ایسا نہیں
قیامت ہو گر ہو میں ایسا نہیں

سخنہائے دشوار کہکر اٹھا
ہوا چہ نہ مقدور ادراک کرد کا

مری کر کے دلجوئی انجام کار
فزونتر کیا شہ نے میرا وقار

سپہدار نے سن دیا یہ جواب
کہ اے رستم نامدار کامیاب

مجھے جسقدر قوت و زور ہے
رکھے تھا کہاں شاہ کاؤس سے

جو دیکھا یہ نیروے اسفندیار
تو حیران رہا رستم نامدار

سپہدار نے یہ کہا بعد ازاں
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے میاں

ہوا زور معلوم تیرا مجھے
بلا لاؤں کل ایکدم میں تجھے

کہوں ہمارے شہ سے یہ ہے چیستاں
کروں میں تجھے بند ہی پھیر کر

تو چہ گرچہ زور آور و شیر مرد
ولے مجھسے ہرگز نہ ہم نبرد

تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کہ آؤں جو میدان میں ہو کر سوار

کروں تخت زر کار پر جلوہ گر
رکھوں بند تیرے سر پہ دیہیم زر

چلوں پھیر تیرے ساتھ نزدیک شاہ
دلاؤں تجھے تخت تاج و کلاہ

سخن سہل میرا نہ ہرگز بھلا یا جہان
کہا تمکتن یہ گفتار اے پہلوان

طلب کر کے خوان جہاں آگے رکھا
تو رستم نے ایکدم میں خالی کیا

کہ اس جام سے سیر ہوتا نہیں
رکھا اس کے تاش کلان پر میں

ہوئے دام حیرت میں مردم اسیر
مرصع ہو اسپر وہ گردِ دلیر

جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
تو جانے پر تری کچھ نہ آوے گزند

مصاحب جو پیرہن اپنے ذرا
بہم ملکے اب تو بھی کر مشورہ

چلوں میں ترے ساتھ بر پشت پا
حضور جہاندار کیوان کو لا

وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
پذیرا میں کرتا پر اے نامجو

بھلا اس کسلیے کام ایسا کروں
کہ اسمیں ہو ہر طرح سے بدنام میں

یہ سنکر لگا نے جنگی سوار
کہ دیوان خونخوار مردان کار

تری بزم سے کچھ نہیں خوب تر
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان

کہ گنجینہ و عدل گستر نے جب
رکھا سر پہ اسپ کے تاج سب

یہی تھی تمنائے شروہ کہان
فریبرز پور بادشاہ جہان

ہوے جبکہ چھ ہم یادگار اندر
ہوا شاہ اسپر تپ شہریار

کرے بند مجھکو یہ چاہے تو تو
ولیکن سخنہائے ناولپذیر

ہوا کودی سے میں دنیا میں ہیر
کلہ گوشہ تیہاجکا تا اوج ماہ

ہوا تہمتن پیش کاؤس شاہ
اگرچہ وہاں سب ہمت زور مند

کہ مجلس میں کوئی کرے مجھکو بند
یہ تندی و تیزی نہ کر مجھسے تو

غرض ساتھ میرے نہ کوئی چلے
مرے زور و سر پنجہ پر کر نگاہ

نواب تنا خوان کاؤس شاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان

یہ کہکر وہیں ہو لئے تنبدکان
کہ زور آزمائی کروں تجھسے اب

یہ سنکر کہا ہے یہ تو بر ادب
شتابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر

خوشی سے وہ لالہ گوں فرش کر
نہ پوچھوں گا کچھ پھر تری کچھ گزند

سو شاہ لہیجا میں کرکے بند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو

مری مردمی تجھکو معلوم ہو
نہ پہچانی تجھے باد گز یہ رخ نگ

گمان تو نے دیکھی دلیری و جنگ
سوزاں زرہ میں لاؤں تجھے

تو میں پشت زین سے نہ ٹھہرا سکے
بچا لاؤں تجھے بفرط سرور

رکھوں تاش تخت کیخسرو حضور
نہ دنیا میں کوئی ہے تاجدار

جو میں گرد ہن اور تو شہریار
کہ اب زود تر یعنے آئیے ادھر

کچھ اب کھانے تالا آوے جو اس
تو دیتا تھا رستم یہ سنکر جواب

بلاتے تجھے جسدم کہ جام شراب
پیاپے لگا پینے وہ پیلتن

اگر آتی تجھ جسمیں شراب کہن
کہ مصلحت زال سے ہمکو تو

لگا کہنے وہ سدور نام جو
دیا اسنے پاسخ کہ اے نامدار

وگر نہ ہوا آمادہ کارزار
قدم رنجہ فرما ہے تو میرے گھر

پذیرا کرے میہمانی اگر
نلائیں تری جنگ میں کچھ ضرر

وگر نہ کروں صبحدم آپکے جنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا

یہ فرمایئے گا شہ کہ بس ڈر گیا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر

نہیں جنگ سے تیری مجھکو خطر
تو زنہار آئے مرا برابر نہیں

جو میں کیے کشتہ ہر ہنگام میں
تو ہو پیش شاہان مرا دور رو

کہ ہو کشتہ گرو قسمہ ہر کار تو
رکھا سر پہ اسپ کے تاج سب

فریبرز پور بادشاہ جہان

سمجھ دل میں اپنے فرخ اسفندیار
کہ اب صلح بہتر ہے باکارزار

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے کیسے اسنے بھیجا اوھر

نہو کارفرما جوانی کو تو
مگر بھلوا تی مرے روبرو

وہ بولا کہ دشمن ہی تو کیا فریب
نظر میں ہی میرے فراز و نشیب

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آیکے میدان میں آ کینہ جو

لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
نہیں چارہ گر آئی تیری قضا

یہ کہکر سوئے خانہ رستم گیا
حضور پدر یون گذارش کیا

کہے زال نے پھر سخنہائے بلند
لگا کہنے تب رستم ارجمند

نہیں صبر کی تاب اب زینہار
کروں جنگ ساتھ اسکے اب بامداد

کہ کیسے تو نے دیدے پر آب
دیا زال رستم نے اسے یہ جواب

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو ہو نام بد میں بہ اہل جہان

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پھرا لاؤن تیرے حضور

لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن

زبون جسکے آگے ہے منفور چین
جہان میں کوئی اسکا ہمسر نہیں

یہ سنکر کیا چشم کو اس نے تر
کروں جنگ ساتھ اسکے بے یار و یار

اگر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
رکھیں پھر کہاں تجھے کینہ سدا

کروں میں کشش اسکے پھیر کج رو
وہ اسفندیار جہان پہلوان

تو کہتا ہے پھیروں نہ زنہار
دلاور جہانگیر و کشور ستان

## جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

پے جنگ اسفندیار جوان
تہمتن نے جسدم کہ اپنی زرہ

نوازہ سے یون زال نے کہا
کہ برو وقت تو یاوری کیجیو

لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ یارب تو اسکا مددگار رہو

کہ تو ساتھ لشکر کے رہنو دگر
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار

اگر آتا ہے پھر صلح نامور
لگا کہنے یون شیر اسفندیار

تو لیجا تہمتن کو بند پا
وہ بولا کہ لا جو شمن ہے نبرد

مرا دل ستیزہ سے ہے ریزہ ریز
رو مرد دلاور جہون رنجہ

وے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تہمتن نے پھر اس سے آخر کہا

تو پھر کر سوار اب نے آہنگ
یہ سنکر بولا وہ اسفندیار

الہا جاؤ تم تنہا برسے نبرد
تو استادہ ہو دور لشکر سیاہ

کرو تم نہ اشارہ تو پھر دیدہ تنگ
مدد میری تم کیجیو آن کر

گیا جانب رستم اسفندیار
تہمتن نے اسکو کیا یہ بیان

وے چاہتا ہو تمن یون آزمانا
اگر ایرانی اور سیستانی بہم

یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
الہ جہون کشہ میکنون لشکر دو رو

ہوا سال خوراب تو گشتاسپ شاہ
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

کہ تو کشتہ ہو کے مرے ہاتھ سے
نہیں آ کبھی مجھکو اس بات سے

گزندا پنی جہانپر تو مت کر روا
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا

کروں بات تجھے قتل وقت سحر
حضور پدر یہ لیچلون باندھکر

کریں غمسے ماتم و لیل و نہار
کہ آنکھون سے دیکھیں تہمتن زار

کہ ہون نوحہ گر سکے پور و پدر
بوقت وغا آئیگا یہ نظر

نہیں اور چارہ بجز کارزار
کہ ہی برسر کینہ اسفندیار

کہا بچہ دیو اسنے تجھے
کہ نالائق و بخت کم کر مجھے

لگا کانپنے تب دل نامور
یہ سنکر کیا چشم کو اس نے تر

تو ہو نامدار جہان پہلوان
اگر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ

چہ ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور

لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
زبون جسکے آگے ہے منفور چین

یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرو
گیا صبحدم رستم پہلوان

زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن

زوارہ سے بولا دل نامور
یہ تمکین سے آیا جانا اسے دیکھکر

سو شہ بصد گونہ لطف و عطا
کہ اسنے مجھکو ہی عزم ستیز

ہوا اسکے پر درد دل مرد کا
مرے ساتھ کر مجھکو ہی عزم جنگ

مجھے بھی ہی اب لازم اے شیر مرد
وے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا

وے دیکھا جبکہ ہی وقت تنگ
تو ہو کر سوار اب نے آہنگ

دلاور نہ شیر نگ ہے ہو سوار
الہا جاؤ تم تنہا برسے نبرد

بہت ہین سواران ایران و تور
کرو تم نہ اشارہ تو پھر دیدہ تنگ

کہ جو ہو ہر ایک کا آغشگار
گیا جانب رستم اسفندیار

وے چاہتا ہو تمن یون آزمانا
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
شکستہ ہوے نیزے پھر ہوئے تیغ
لیا پھر دلیروں نے کر کر گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازاں
پراگندہ دل شیر مردان ہوے
جدا ہو کے دونوں نے پھر دم لیا
بسوے دلیران ایران گیا
بہ سنگر و مین پورا سفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اس سے ہوا گرم جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھتا تھا مکھے
جوانمرد و مہر و ش پہلوان
فراہز اُسکے مقابل ہوا
وہین پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تیرے ہوے کشتہ اب
بتو یک نام آوران زمن
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جنسے اب جنگ مین ارتکا
اُنھین شوق سے قتل کر تو یہان
یہ کہکر ہوے پھر مشغول جنگ
وے اے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو اس پر تن
زواره ہوا دیکھکر درد مند
بسوے بلندی گیا نامدار
جہان مین ترے زور کا تھا غریو
ترا زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہتا تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر غرم پیکار تن

ہوا عہد پیمان بہم استوار
لگے کرنے باہم رہا رخم تیغ
ہوے زندہ جو مثل یل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسفندیار گران ہوے
نہ کچھ زور و زہرہ وان پیش ہرگز گیا
وہان جاکے کہنے لگا نامزا
جوانمرد نوشادر نامدار
وے اے خاک و خونمین ملا سیدرنگ
کرون غرق خون ایک دم مین تجھے
دگر زور اسفندیار جوان
فراہز نے قتل اُسکو کیا
کیا جاسکے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار سنکر ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہی ہمچنان شکن
نہین ہی مجھے آگہی زینہار
کرون اُسکو قتل اور اسیر خناب
کہ تیرے فگنار مین بیگمان
دلیرانہ لشکر کمان و خدنگ
کہ آئے پیادے سوے پہلوان
سوار دلاور تب آیا او تر
گیا وہین پیش پل ارجمند
لگا لینے تب پھیکے اسفندیار
تری تیغ ہراں ہے کاٹے سما دیو
کہان ہی ترا رابے وہ گزر گران
گیا بہر جنگ آزمائی دلیر
زواره سے ہو وے ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ دست بردار تن

ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان
شکستہ ہوئین تیغ بھی ہر دو سر
کرے کرز بھی ہاتھ سے اپنا کام
کیا زور کر یہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور چاک پرسندوان
زواره کو تھا جنگ مین کچھ ہنر
کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
پے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہین کرد ابوام زور آزما
زواره پھر اتنے مین یاد آن
پھر اک کرز مارا جو ابوام سر
دوان کرکے شبدیز نیلی رنگ
نہ گشتہ ہوے مرد نوشادر نامدار
کہ لشکر نے زابل کے بیخود و باک
تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان
ہوا کشتے غمگین و شرمندہ بخت
پے جنگ مین نے نہین کچھ کیا
برادر کو اور پور کو یاد کر
وہ بولا بفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اُس سے مجروح قیش و نگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان
اکا افسوس اے گرد جنگ آزما
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار
زواره نے گھوڑے پہ انجام کار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار
کہا اتنے مین رستم نے اس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے آپ
تہمتن سے بولا سپہدار شب

ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
وہان خم ہرگز نہ ہوا کار گر
ہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوے تست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرنده ابر
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان مین کر کے فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوے قتل ایرانیان بیشمار
کیا آگہی یرانیان کو ہلاک
تہمین ہی یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیکبخت
نہین بہر یہ خاش میری خطا
حوالے کرون تیرے اے نامور
کرونگا عوض آنکے تجھکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کار گر زینہار
تن رخش و جسم و لباور سوار
پیادہ ہوا رستم پہلوان
بدن سے تہمتن کے خون ہی روان
زبون ہو کے میدان سے تو ہے گیا
کہان ہی ترا تیغ زہر آبدار
کیا رستم نامور کو سوار
ترے ساتھ کرتا ہو مین کارزار
زواره سے مت ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا سپہدار شب

کہ احوال معلوم ہو سب ترا
سراپا ہے ہو زخمی بدن اب ترا
تو تہمتن ہے کہ جانبر نہو وقت شب

وہ بولا کہ چارہ ہی کرنا ہے تو
ولیکن نہیں تن ہوا کچھ زبون
گیا جبکہ ایوان میں نزدیک نال

غرض زنگ ہت وہ جنگ آزما
ہوے شام کو سوے خانہ روان
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم

کیا اُنکے تابوت کو پھر روان
سو شاہ گشتاسپ کے ایوان میں
کیا بستہ زخموں کو ہم نے لگا

ولیکن تھا سامان جراح کا
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
قوی بازو و سخت جو زور مند

سرشت اسکی ہوا آہن سے ہے
مجھے اسکی اندیشہ ہی جنگ سے
مرا تیر سندان کو کرتا گذر

ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
کسی سے نہ ظاہر ہوا نام ہو
اگر زور گر تا مین کہسار پر

یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب
مہابادا رہے زندہ گر کوئی شب
نہ وہ جنگجو پشت زین سے بلا

گیا جبکہ ایوان میں نزدیک نال
اور اُسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال
ہوئی جنگ ہو قوت ہنگام شام

کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
ہماری نصیحوں میں تھا ہی ستم
کہ پھر ہاتھ آوے نہ سیر ان کمان

کیا بستہ زخموں کو ہم نے لگا
تہمتن نے پھر زال سے یوں کہا
تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار

قوی بازو و سخت جو زور مند
تو مندا نہ ہند تحمل پسند
جو ہو تا یہان آج وہ شیر نر

مرا تیر سندان کو کرتا گذر
نہ ہرگز ہوا اسپہ کارگر
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو

اگر زور گر تا مین کہسار پر
تو ہرگز نہ ہوتا اسے یہ گماں
تو پھر کو مرے تو جلانا ضرور

نہ وہ جنگجو پشت زین سے بلا
کہون کیا اُسے اس سے ہون یہ حجل
تو سیمرغ حاضر ہوا آنکر

ہوئی جنگ ہو قوت ہنگام شام
وگرنہ مرا نام کرتا تمام
ستمگار کمبخت ما سفندیار

کہ پھر ہاتھ آوے نہ سیر ان کمان
کرے جستجو گر یہ ہمکی جوان
ہوے گرم تو یکار انجام کار

تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار
کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار
یہ سیمرغ بولا کہ ہی کیا خطر

جو ہو تا یہان آج وہ شیر نر
تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
پیاخون کو اور ملے اپنے سر

بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو
ترے واسطے اس سے ہون یہ حجل
لگا کہنے سیمرغ سے نام جو

تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
کرون کیا اگر ہی اندون کو غرور
وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد

تو سیمرغ حاضر ہوا آنکر
نہین اسقدر فرصت اب و اب
نیاز اُسنے سیمرغ سے کیا بہت

ستمگار کمبخت ما سفندیار
کیا اُسنے وعدہ یہ مجھسے کہ ان
ہوا رزم آغاز ای نامور

ہوے گرم تو یکار انجام کار
بلندی پہ کر آشیان افروختہ
ہوا رزم آغاز ای نامور

یہ سیمرغ بولا کہ ہی کیا خطر
مجھے کیلے اب کیا تو نے یاد
ہوا رزم آغاز ای نامور

پیاخون کو اور ملے اپنے سر
نیاز اُسنے سیمرغ سے کیا بہت
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر

لگا کہنے سیمرغ سے نام جو
ہوا رزم آغاز ای نامور
تو بہتر ہو اے رستم نامور

وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
بھم رستم و اسفندیار
کرون جنگ پھر تجھسے وقت دیگر

نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
کرون چار ہ اسکا مین بے درد
نہایت پریشان دل و بیقرار

بلا وقت پیری پہ آئی ہی تیز
ہوے زخم اچھے وہین سر بسر
ترے حکم سے مجھکو چارہ نہین

جو دیکھا تو ہے خون بدن سے رواں
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر
اگر آدم نہین رستم نیلوان

توانا و زور آور و چابک و چست
ہوا رزم آغاز ای نامور
رہان مین نے اُسیر کیا بہوان

نہ ہو وے زبون گرد اسفندیار
ہوا رزم آغاز ای نامور
ہوا جوشن کالبد غرق خون

یقین ہے اگر تو مرا ہو وے یار
ہوا رزم آغاز ای نامور
اُدھر تھا تردد مین اسفندیار

مجھے اور تجھے ہے یہ قدغن شہان
ہوا رزم آغاز ای نامور
کہ مجروح خستہ ہے سرتا بپا

مقابل جو ساتھ اسکے آوے ہوا
ہوا رزم آغاز ای نامور
برادر پدر مادر و پور و زن

تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا
ہوا رزم آغاز ای نامور
کہ رویین تن اسفندیار دلیر

مری تیغ بران تھی قتال شگاف
ہوا رزم آغاز ای نامور
نہ مغلوب آیا بدانديش پاے

پکڑ کر کمر بند اسفندیار
ہوا رزم آغاز ای نامور
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار

بس اب تاب پیکار مجھمین نہین
ہوا رزم آغاز ای نامور
کہان زال زر اور سیمرغ کہان

نکل جاؤن نا چار یا مارے کہین
ہوا رزم آغاز ای نامور
کرون کیا کہ ہی اندون کو غرور

اگر تو نکلجا ے اسے پیلتن
ہوا رزم آغاز ای نامور
نہین اسقدر فرصت اب و اب

یل نامور بر زوے پیل زور
ہوا رزم آغاز ای نامور
کیا اُسنے وعدہ یہ مجھسے کہ ان

اگر اُس پہلوان کو کرون یا طلب
ہوا رزم آغاز ای نامور
بلندی پہ کر آشیان افروختہ

جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
ہوا رزم آغاز ای نامور
مجھے کیلے اب کیا تو نے یاد

جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
ہوا رزم آغاز ای نامور
نیاز اُسنے سیمرغ سے کیا بہت

وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
ہوا رزم آغاز ای نامور
بھم رستم و اسفندیار

نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
کرون چار ہ اسکا مین بے درد
ہوے زخم اچھے وہین سر بسر

بلا وقت پیری پہ آئی ہی تیز
ہوے زخم اچھے وہین سر بسر
ترے حکم سے مجھکو چارہ نہین

جو دیکھا تو ہے خون بدن سے رواں
توانا و زور آور و چابک و چست
تو انا و زور آور و چابک و چست

تو انا و زور آور و چابک و چست
ہوا رزم آغاز ای نامور
تو ہو وے زبون گرد اسفندیار

یقین ہے اگر تو مرا ہو وے یار
ہوا رزم آغاز ای نامور
مجھے اور تجھے ہے یہ قدغن شہان

مقابل جو ساتھ اسکے آوے ہوا
ہوا رزم آغاز ای نامور
کہ مجروح خستہ ہے سرتا بپا

تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا
ہوا رزم آغاز ای نامور
کہ رویین تن اسفندیار دلیر

سو ہفت خوان یہ خون بہ گیا
ہوا رزم آغاز ای نامور
مری تیغ بران تھی قتال شگاف

وہ بولا کہ ہی وہ یل ارجمند
ہوا رزم آغاز ای نامور
نہ مغلوب آیا بدانديش پاے

سو ہفت خوان یہ خون بہ گیا
ہوا رزم آغاز ای نامور
پکڑ کر کمر بند اسفندیار

مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
ہوا رزم آغاز ای نامور
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار

نوگر اُس جوان سے رہے دور تر — تو بہتر ہی اے رستم نامور — یہ سنکر ہوا زال گرپہ کنان — کہا یون کہ گر رستم پہلوان

کہین دور جاؤ تو اسفندیار — کریگا ہمین باندھکر سخت خوار — بنا کوئی تدبیر بہر خدا — تو دارم غم رنج سے کر رہا

وہ بولا کہ اے رستم نامدار — مرے ساتھ چل خرش پر ہو سوار — گذر کرکے دریا سے ہر رنج و غم — گئے اک نخلستان مین دونون ہم

غرض نخل کو کرکے نیستانمین تہا — نہین سے سیمرغ نے یون کہا — اُسے راست کر رکھکے تو آگ پر

بنا اسکا تو اک دو شاخہ خدنگ — سحر جاکے میدانمین ہو گرم جنگ — پھر اُس سے کواے بل نامدار — رہا کر سو چشم اسفندیار

کرے جو کوئی کشتہ اُس مرد کو — وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو — خرابی ہی قاتل کی انجام کار

ولے کور کرنے سے اُسکے خطر — نہ پہونچے ذرا شوقسے کور کر — نہین خوب ہی قتل اسفندیار

وہان تیر میٹھے بحکم خدا — یہ سنکر ہوا خوش وہ فرخ آزما — یہ خاصیت اُس چوب کی ہی کہ ہاں

وہ سیمرغ رخصت ہوا ازمیان — کیا سیستان سے سوا ستان — پھر آئے وہ دونون وہین سے نکل

لگائے دو پر پیکان زہر آب دار — ہوا فتح نصرت کا امیدوار — جو نامور رستم نے یہ سنا تیز تک

کہ یہ میدان مین آیا سوار دلیر — بل نامور رستم شیر گیر — مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو — کہ آیا بجز اب رستم جنگ جو — نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب

مرے دلمین تھا قوت شیر ژیان — کہ جانبر نہو دیگا یہ پہلوان — ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان

نہ دیکھی ہی ایسی کسی کی بہادری — مگر اُسنے زخمون کو سستہ کیا — اُٹھا سنکے آواز اسفندیار

تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہی کیا — پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

پشوتن نے جاکر جوان سے کہا — تعجب کہ ہی ہوشمندو دلیر

مناسب ہے اب یہ کہ اے نامور — شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

گیا وہ تن بید مین ہو سوار — کہ ہر جسم کی پل مین ہو چارہ ساز

تو اب شاید کہ ہی سحر کار — ہوا تھا تو کل کشتہ ای ناتوان

کہ ہو فرخ و گرز زال زر دیکھکر — تہمن سے بولا کہ اے پہلوان

تو بہتر ہی اے رستم نامور — کیا اُسنے جادو سے پیچ تہا

وہ بولا کہ اے تہمن نرگہ یہ سب — کرونگا تجھے کشتہ انجام کار

مرے لطف و ذرا ہمکے مہمان ہو — کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند

تو پابند ہو کر مرے پاس آ — ذرا بے بہا تاج گوہر نگار

کہا اُسنے یہ وہ کوئی نر — تجھے و پیلتن دست و پا باندھکر

ہوا پر غضب سہرو کینہ جو — کیا سوے رستم کمان ایک تیر

تہمتن نے اُس دم یہ مانگی دعا — کہ کرتا ہوں میں عاجری با خدا
پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار — کیا اِستہا ہی مجھے سخت خوار
عقوبت نہ کر یہ پسر تو مجھ پر روا — نکر مجھ پہ ثابت گناہ و خطا
رکھا مودبے سر کو زیں پر نگوں — رواں اُسکی آنکھ سے تھی چشمہ جیوں
ولیکن تہمتن گزر کر اے جوان — ہوا میں نہ زنہار نالہ کنان
چو دیکھا تو تسویں و بہمن ہیں — ہوے سخت غمناک اندوہگیں
کیا چارۂ چشم اسفندیار — ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار
نہ تنہا ہوا زال زر شاد کام — ہوے خرم و شاد مردم تمام
کہ دنیا میں خونریز تیرا سفندیار — نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو — شب و روز تیرا مددگار ہو
بروز نبرد آفریں باسفندیار — گیا زال اور رستم نامدار
لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا — مٹے کیونکر لوح جہیں کا لکھا
سکھایا پہلوانی کے سارا سینہ — بتا رسم دولت جسے سر بسر
رکھوں اُسکے تارک پہ تاج و کلاہ — کروں شاہ اُسے بعد گشتاسپ شاہ
روانہ ہو تو سوے گشتاسپ شاہ — یہ کہہ جا کے اے خسرو دیں پناہ
ہوئی بارے اتمام حجت سبھی — تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
مری مان تجھ سے کیونکر کہ ہو سیر دم — رے دل سہا نے غم و رنج دور
کہا یہ سُن کے بہمن کہ میں سر بدم — کہ گشتاسپ سے مجھکو ہو کام تم
لگا رونے تسویں یہ بہمن جہان — ہوے رستم و زال غم فشان
اُدھر آئے بہمن کو لے اپنے گھر — دل نامور رستم و زال و زند
کیا باپ کو اُسکے تو نے ہلاک — دل اُسکا نہو وے یکا کینہ ناک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یہ — کہ بد خواہ اپنا ہمیشہ گمان
جو تسویں یہ حضرت شہ نامدار — کیا لیکے تابوت اسفندیار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر — کشندہ ہے تو پور کا اے پدر
غبالت سے تھا بادشہ سرفرو — کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
لکھا نامہ رستم نے پیر شاہ کو — کہ بہمن خطا آشکہ نام جو
بہت اسکو دیتا تھا پند سدید — یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامور
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار — ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
جو کچھ حکم ہو مجھکو لاؤں بجا — کہ بہمن بنہ شاہ کشور کشا

زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز — خوشی سے میں دیتا ہوں یہ سب عزیز
تو یار و رہو میرا کہ ہوں بیدرنگ — مخالف کی آنکھیں نشان خدنگ
یہ کہکر کیا میر نے گرز کو روان — سر و چشم اسفندیار جوان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ — صدف شعشعت کھائے تیغ خدنگ
تو اک تیر کیسا سر ہوا و دمند — رکھا زین پہ سر تو نے اے دار مند
کیا اپنی آنکھوں کو غم سے پر آب — اُسے لیگئے سوے خیمہ شتاب
تہمتن گیا پھر حضور پدر — یہ دی زال زر کو نوید ظفر
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا — یہ اختر شناسوں کی ہے خبر
ہوے دونوں ہمکرو جہان عمدہ — رکھے رنج سے دور ایزد مجھے
مرا بود ہے بہمن نوجوان — کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
تہمتن نے دو میں پذیرا کیا — وہ بولا نہیں کچھ تمہارا گناہ
یہ تسویں سے بولا پھر اسفندیار — اُسے اب اے رستم پہلوان
مجھے تو نے بھیجا پئے قتل یار — زروی نشاط و مسرت کیا
ولیکن بروز جزا بیگمان — اگر گور و کفن کا ہوں اچھا نگار
نہیں فائدہ یہ سنے زینہار — ہوئی تیری دولت سبے برباد جہان
کیا طائر جان نے پرواز پھر — کرے داوری داور داوران
اُدھر لیکے تابوت اسفندیار — قضا پر کسی کا نہیں اختیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار — ہوا نالہ و گریہ اغراز پھر
برادر بھی آ سکے ہوے قتل مرد — وہ تسویں گیا سوے ایران دیار
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا — یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان — عجب کیا جو وہ بچھسے ہو ہم نبرد
روا رکھکے جان پسر رستم — کرالا وہیں وصیت نہ کیونکر بجا
وشیمان ہوا شاہ عالی تبار — لگیں کہنے رو رو کے یوں خویشاوند
حضور سپہدار اسفندیار — عبث ہے پھر اب مجھکو اندوہ غم
چلوں پیش سلطان کشور کشا — کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا تربیت لہو کو اُسکے اب — کیا میں نے چون بندگان ناسپاس
جو ناسہ یہ حال اُسکے نے سر بسر — نہ ہرگز جوان سے پذیرہ کیا
تو تسویں سے کہنے لگا تا جور — بسنداور آداب سکھلا خوب

کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
تہمتن ہی اس امر میں بیخطا

آسے پند کی میں نے بھی چند بار
اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہاں سے باز

اجل نے آسے سخت جاہل کیا
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
کہ رکھنا جمع خاطر تو اے نامدار

یہاں تیوس جبکہ وہ تہمن طلب
روان کر تو بہمن کو با فعل اب
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار

ہوا دیکھکر شاد فرمان روا
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو میں کر چکا اب بیان

رخصت و بجا ہی چوتھے نے لکھا

## تولد شدن شغاد پسر زال از دختر کنیز کو کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خاندان

لکھے ہی یہ فردوسی بینظیر
کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
یہ کہنا تھا وہ پیر مرد سترگ

آسے قصہ خسروان یاد تھا
کہا اسنے مجھسے یہی ماجرا
کہ رستم ہی اسفندیار جوان

کہی بعد ازان داستان شغلو
کہ تھی مرو آزاد کو خوب یاد
پھر اس قصہ کو نظم میں کیا

کہ زال اک کنیز کے مائل ہوا
اور اک اس سے فرزند جاہل ہوا
رکھا زال نے نام کہکر شغاد

یہ بفضل نکلوں بخت بد جوان
کہ اے خاندان سب تبہ بیگمان
مناجات کی زال نے رو بہ

ہدی اسکی طینت سے ہو دور تر
مسوے نکوئی تو ہو را نہ سب
ہوا جبکہ انقصہ جسدم ہوا

وہانپر جو تھا شاہ نیکو سیر
قرابت وہ رکھتا تھا زال زر
ہوا جبکہ کابل میں داخل شغاد

آسے ایک ہی دختر دلستان
کیا کنخدا اسکو با فر و شان
حضور پدر رستم کیذیجواہ

سپہدار کابل سے بولا شغاد
کہ اے بادشاہ بخت آزاد باد
ہوا میں تہمتن سے ناشاد اب

قرابت یہ میری نکی پھر نظر
لحاظ آسے بیش و کم کا سر بسر
چیمیں ہی رستم سے ہو کینہ جو

یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا
کہ ہی قتل کی آسکے تدبیر کیا
کہا آسنے یوں آسے شہ نیکو رو

کروں رستم اور دختر و زر
غضبناک ہو کر یہان آئیگا
تو یہان ایک شکار گہ صید گاہ

سر چاہ خسرو کے پل سر بسر
وگا کر نے اک روز گفتار سخت
نگون بخت نے جسطرح سے کیا

وہ بولا کہ آتی نہیں تجھکو شرم
میں ہوں سپہدار عالی گہر
تری ذات مجھسے نہیں خوب تر

کہ میرا برادر نہیں ہے شغاد
نہیں یاد کرتا تجھے زال زر
نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر

تجھے چاکروں سے سمجھتے ہیں ہم
نہیں نسل سے سام کے ہے تو
نہیں دیکھ تیری زنہار آبرو

سپہدار کابل نے مجھکو کہا
ہوا سنکے دلگیر و برہم شغاد
حضور تہمتن کیا بد نہاد

کروں قتل اسکو بحال تباہ
دیا اسنے بوسہ سر و شانہ پر
کہا اسنے اندیشہ کو دور کر

سپہدار کابل برسان ہوا
کروں تجھکو کابل کا پھر شہریار
یہ کیکر وہین رستم نامدار

یہ بولا کہ اے نامدار جہان
ہوا آکے حاضر زرہ و نیام
پیادہ چلا سو بیل سرفراز

کیا شاہ کابل کا افزون وقار
ہوئی مجھسے مستی میں صادر خطا
تو کر عفو از راہ لطف و عطا

کہ سام و نریمان بھی میرے بزرگ
آسے شاہ کابل نے مہمان کیا
بجا بندگی لاکے شادان کیا

شغاد نگون بخت نے بیداد زاں — کہا یونکر ہیں شاہ کندہ جہاں — وہاں لیچلو رستم گرد کو
لگا کرنے نخچیر گاہ — کہا پھر کہ اے گرد با عزو جاہ — کہ مشغول صید افگنی چلے ہو
فرامرز کو ساتھ اپنے لیکر گیا — شغاد سیہ ساز بھی لیکر روان — یہ سنکر وہیں رستم نام جو
سوے چاہ گیا رستم نامور — ہوے حیلہ ساز بھی لیکر روان — سو دست دونوں شقاوت نشاں
ہوا خاک میں عزم جو کچھ کیا — غرض چاہ کے پاس جسدم گیا — تو پھر وحشی نے وہاں توقف کیا
ہوا رستم پہلوان شہر یکمین — ہوا رستم پہلوان شہر یکمین — جہاں آرش پر تازیانہ وہیں
ہوا شد و وحشی آرش پر سوار — ہوا شد و وحشی آرش پر سوار — کہ تھے چاہ میں خنجر آبدار
ہوا خاک میں خستہ بدن سر بسر — وہاں بھی لگے زخم تیغ و تبر — ہوا خاک میں خستہ بدن سر بسر
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن — کنوئیں سات اسطرح سے تھے وہاں — گیا گروہ آخر ہوا نا توان
ہوے دشمن جہاں سرد و بیجا بھی — نہ آیا نظر پھر بھی روے کبھی — یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن — ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن — لگا کہنے منھ کر کے سوے شغاد
ہوے دشمن جہاں سرد و بیجا بھی — دغا سے یہاں قتل مجھکو کیا — مرے ساتھ کیوں تو نے کی یہ دغا
ترے کام کے خاطر آیا یہاں — کہ ہو کے فزون تیری توقیر شان — مجھے کیلیے ہاے ضائع کیا
ہوا ولا کہ تیری سزا اسکی یہی — بہت تو نے خونریزی خلق کی — اب تو شدارو کو تو اپنے سر
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر — چلک تو شدارو کو تو اپنے سر — جہان میں ہو بھلا کب تلک
ہوا کاوس کیخسرو و کیقباد — الٰہی بادشاہان فرخ نہاد — گئے اس جہان سے مرے روبرو
یہ چھوٹے تو میں بان رہا دیر تر — بس اب بات کرنا ہے میں ہیچ تر — مرا کینہ لے تجھسے آکر یہاں
شغاد نگون بخت سے پھر کہا — ہوا وہ کہ پیدا ہی تھی جو قضا — درندوں نے چھوڑا سبھی کا سب مجھے
تو پھر خنجل کر پھینکا بدنہاد — سیہدار کابل نے پھر یوں کہا — اوہیں اسنے مارا اسے بیدرنگ
یہ دیکھ نخل کہ پھینکا بدنہاد — ساکنان قائم ہیں زیر فلک — اگر بدخواہ سے اپنا کرے ایسا
جہاں سے پھر جہان حضرت ہوئی — دلیران و گردنکش و نام جو — ہوے چاہ میں گر تہمتن نوذر
یہ سنکر وہیں رستم نے شکر خدا — فراوان مرد جنگی دلاور جوان — یہ سنکر ہوا آگ سر تا بسر
توقف کی اک دم نہ فرصت ملی — ہوے تاب تب و تاب اسمیں بہت — گیا اور پانی سے بھر کر سبو
سو وہ سیستان میں شتابی گیا — ہزارہ صد و سیزدہ سالہ مرد — سیہدار کابل سے پھر کر روان
یہ بولی زد دنیا سے انجام کار — کہ جاسوے کابل تو لیکر سپاہ — سوے لوہ و وہ میدان لشکر روان
غرض زال نے آکے پیغام دیا — ولے شاہ کابل بفوج گران — جہان پہلوان سنکے آیا شتاب
فرامرز کو جب ہوئی آگہی — گیا لاجرم جانب صید گاہ — بیابان میں کر شتا تمام
بیان کیجے کیا صورت شغل کا — دو و دام کھاتے شبی صبح و شام — پھر آیا وہ کابل میں اندوہگین
روانہ ہوا کرم پیکار کابل کا شاہ — کیے دفن نابل میں ہمراہ کر وہیں — مظفر سیہدار زابل ہوا
فرامرز نے اسکا ارزو کیں — گرفتار پھر شاہ کابل ہوا — خبر شاہ کابل نے آتی ہوں سنکر
سو شاہ گشتاسپ آیا ہوں پھر

خلت شاہ گشتاسپ بجلوس جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت

## ایران و لشکر کشیدن بطرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
کہ یہ نامور بہمن نیک روز

کلاہ مہی کی سزاوار ہے
سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے

ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ
اُسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ

یہ کہکر بٹھایا اُسے تخت پر
رکھا سر پہ جمشید کے دیہیم زر

کیا پھر شہ توتن کو اسکا وزیر
کہ تھا دانش و فہم میں بے نظیر

ہوا پھر روان سوئے ملک عدم
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہاندار بہمن شہ نامور
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

رہا حکمراں یکصد و بیست سال
ارادہ کیا پھر زروے غضب

ازال و فرامرز سے چلکاب
ہوئے خرم و شادماں خاص و عام

بیابان اب لیکے تیغ و سنان
ہوا عازم سیستان بادشاہ

جو نزدیک دربار کے پہونچی سپاہ
سواران عرض لیکے یکصد ہزار

اسازال نے پھر عجب دیکھیں
کہ آیا ہے فرمان میں ہر لعین پدر

کروں بہر خون از سر کین روان
کہا یہ فرستکر ہوا پھر ملال

مرا قتل منظور ہے اب اگر
کروں پیشکش اسکے گنج و گہر

ہوا پیش بہمن شہ نامور
فرستادہ پھر ہو کے رخصت روا

ہوئی انتشر شہر شاہی فزوں
نہیں کچھ ارادہ ولایت نثار

یازال کے گفت شہ نامدار
ہمیں پیشکش لے آباد دن جہان

کہ ای شاہ میری ذ تقصیر مرا
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان

برائے خدا مجھ پہ اب رحم کر
نگاہ عاجزی اپنی مجھ پہ کر

روا رکھ نہ بیدار ہو
پیادہ ہو لشکر سے نکلا روان

یہ سنکر فرامرز ہوا
کہ ای تیغ جنگ آزما

ہوئی چشم میر از غضب
ہوئے پیش پا پیل با تاختہ

ہوا شیر جنگ
دلیرانہ میدان میں آ تاختہ

ولے پہلوان را
کہ تا شاہ بہمن سے ہو

ہوئے خستہ توسن
دلیران ایران نے

فرامرز خستہ
کیے قتل گردان

سر دار کمینہ
ہوا پھر گرفتار انجام کار

وہ تمکین کہ شہر
کرو مردم شہر کو قتل

یازال کو بھی
روا رکھ نہ زنہار ما نیز خون

سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
رکھا سر پہ جمشید کے دیہیم زر

شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

ازال و فرامرز سے چلکاب
جو نزدیک دربار کے پہونچی سپاہ

کروں بہر خون از سر کین روان
کہا یہ فرستکر ہوا پھر ملال

اور رستم کی تقصیر مطلق نہیں
تو حاضر ہوں پھیروں نہ آؤں

تفصیل کیا شاہ سے عرض حال
کہ سرکش نہ پایا فرمازوال کو

زرو گنج و زن سے ایا پیشکش
ہوا یہ غضب سنکے بہمن کو

اگر ہے تو رستم کی کچھ خطا
مری عاجزی پر تو کر التفات

اور رستم و تجھکو بخشا
یہ لیکے ایا پے کار زار

ہوئے چشم میر
ہوئے حملہ آور

ہوا شیر جنگ
دلیرانہ میدان

ولے پہلوان را
کہ تا شاہ بہمن سے ہو

ہوئے خستہ توسن
دلیران ایران نے

فرامرز خستہ
کیے قتل گردان

سر دار کمینہ
ہوا پھر گرفتار انجام کار

وہ تمکین کہ شہر
کرو مردم شہر کو قتل

یازال کو بھی
روا رکھ نہ زنہار ما نیز خون

بجا اسنے شکریہ ورد گار — کہ حاصل ہوئی فتح ای شہریار — بیکفتار سنکر زر و عطا — رہا بند سے زال زر کو کیا

پدر تخت پر اسکو یا عز و شان — کیا شاہ نے جا کم سیستان — بفتح و ظفر خسرو دین پناہ — گیا سیستان سے سوئے تخت گاہ

## رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان مین ایکدن رات کو — شہنشہ کو تا گاہ اُسنے دسا — فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر — گیا تھا شہ بہمن نام جو

پڑا تھا انہین راہ مین اژدہا — کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار — ہما اُسکی دخت خرد مند تھی — نر زنہار چارہ ہوا کارگر

یہ سمجھا مین بہمن نامدار — تصرف مین لایا تھا اُسکو پدر — اگر رسم آتش پرستی یہ تھی — دیا اُسکو اورنگ تاج شہی

وہ تھی حسن مین رشک حسن و قمر — کہ جب اُس سے پیدا ہوا کوئی پسر — کہ بمنخواب کرتے تھے دستور یہی

غرض اُس پر پیکر کو حمل تھا — جہاندار بہمن نے پھر یون کہا — کلاہ شہی اُسکے ہو زیب سر

وصیت یہ کرکے کہ بعد عدم — شہان ہوا شاہ انجم حشم — شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

ہما دخت بہمن بجاے پدر — جہان مین بصد عز و جاہ و جلال — سریر شہی پر ہوئی جلوہ گر

## بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا اُسنے آغاز جود و سخا — کیا خلق مین عدل لیل و نہار — ہوا بعد نو ماہ پیدا پسر — نقیبون کو کیسر تو نکر کیا

پسر کو دیا گنج و زر بے شمار — تو گر پرورش پائے شاط و سرور — وے بیٹیں مردم بینظیر کیا — حوالے کیا دایہ کو زود نہ

کہا یون کہ لیجا لہین اسکو دور — کیا پھر اُسنے اُسکے اکدن طلب — کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا

ہوا الغرض ہفت ہا بہ وہ جب — یہ سوچی ہما اپنے دل مین مگر — رہے شہر مین یہ ہمایون پسر

مہا دا کہ واقف ہو اس راز سے — اُسے ایک صندوق مین بند کر — گئی رکھکے یاقوت لعل و گہر

کہا مخرومان سے یہ ہنگام شب — بہا دو اسے بہا کے دریا مین اب — دیا بہا کے صندوق کو پھیر یہ

وہ صندوق دریا مین مثل سحر — کہین ایک گاذر کو آیا نظر — کہا اُس سے لا شکر ایذد بجا

وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد — جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد — کہا اُس سے لا شکر ایذد بجا

ہوا فوت دیر و زر تیرا پسر — عوض اُسکے یہ طفل نیک قدم — تو ہو مائل بحث و اتہام ہے

یہ دولت جو اُسکو میسر ہوئی — تو بعد زوجہ بسر و دختر ہوئی — کیا دل مین اندیشہ خاص و عام

کہ واقف ہو اس راز سے کوئی گر — مبادا کہ پہنچے بہو پہنچے ضرر — زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ گاذر خوش و خوش روی خوش کلام تھا — دلیر و جوانمرد و زور آزما — تنہا اُسکے ہمسر کوئی نوجوان

ذرا گاذری کا نکرتا تھا نام — زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان — وہ گاذر تھا دلیر اس بات سے

کہے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا — نجھوتا تھا اک پارچہ یا تعدے — پھرے ہے یہ بازی کناان گھسام

وے تھی اُسے یہ خبر کچھ نہین — کہ پیدا انہین کرتا ہی ایک دام — کہ تا سیکھکر علم شائستہ ہو

اُسے فہم و ادراک تھا اسقدر — ٹہلایا جو مکتب مین داراب کو — شہابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو

بفرط خوشی آکر ایک روز — جو کچھ علم تھا یا دِ اُستاد کو — وے اب ہی سطور و سیاق و پرتو

وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند — خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق — نہ پھر اُسنے دو روز کھایا طعام

زن گاذر اُسدم ہوئی بیقرار — ہوا اُسکے دلگیر وہ دو الکرام — جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا

مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام — اُسے بیچکر ایک گھوڑا لیا — بیابان مین پھرتا تھا صید الگنان

ہنر سیکھنے کی سیکھے تمام — نہ ٹھہرے تھا گھر مین وہ نوجوان

زن گاذر اکہ دختر بیٹی تھی شاد
وہان آگے داراب فرخ نہاد

حقیقت وہ صندوق اور مال کی
سنی جب یہ اُسکے دلکو خوشی

درو لعل جو کچھ تھا اُسنے لیا
تصرف مین سب مال اپنے کیا

کہین قیصر روم از سوگین
شتابان ہوا سوے ایران زمین

ہمانے کیا حکم اسکو کہ ہان
فراہم کرو لشکر یکسران

آرادہ جنھین پاکر یکا ہویان
تو حاضر شتابی سے ہون یکمان

وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما

تو کہنے لگی دلمین اپنے ہما
کہ یہ ہے عجب شوکت و شان کا

لکھا یون کہ اسکو مقرر رکھو
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو

شتابان پہ جنگ قیصر ہوا
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا

جو داراب کے پاس خیمہ نتھا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا

کہ اے طاق رہبو خدا ہوشیار
کہ خفتہ ہی یان شاہ ایران دیار

سہ بار آئی آواز یانسے یہی
سنی رشنوا دلاور نے بھی

کہا آگے پھر یون کہ اے نامدار
تلے طاق کے خفتہ ہی اک سوار

نہ زنہار تجھی مردمان کی صدا
یقین ہی کہ تھی غیب سے یہ ندا

جو داراب لشکر وہانسے گیا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا

کہ دریا سے گاذر کے ہاتھ ایک روز
لگا ایک صندوق آنیکو روز

نہ صندوق مین صرف کچھ زر ہی تھا
کئی لعل یاقوت تھے بیبہا

اُسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
کیا اسپہ معروف لطف و عطا

سپہدار نے قصہ داراب کا
جو پوچھا تو اسنے مفصل کہا

کہا اپنے دل مین کہ ہے یہ گمان
پسر شاہ جمن کا یہ نوجوان

جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ

تو تیغر سے اب جاکے ہوگا حشم
پسر سنگر گیا وہ جوان بیدرنگ

سر شام میدان سے وہ تاجور
سوے خیمہ آیا بفتح و ظفر

بہت آفرین کی جوانمرد پر
ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر

ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گلستان ہوا خنجر و وہ زمین

کیا نیزہ لیکر جوان حسیطرف
نہان مژہ اُٹھہ گئی صف کی صف

ہراسان ہوے سر بسر رومیان
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان

ہد حرملہ اور ہوا کمینہ جو
پریشان کیا لشکر روم کو

یہ بولا مرا ماجرا گر بیان
کہ ہے خیمہ پسر مرد عالی نژاد

یہ سمجھا جو انمرد فرخ نہاد
کہ حاصل ہو جمعیت کروسہ

مصمم کیا دل مین عزم سفر
سپہدار نامی تہماک شنواد

حضور کہانے تحیۃ نہاد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما

یہ بھیجا پیام اُسنے پھر جابجا
روانہ ہوا پھر سوے رشنواد

ہوا سنکے داراب مسرور و شاد
پڑی جبکہ اُسپر ہما کی نظر

کہ کہتی تھی چاکر ہما دیکھکر
زناد کیا ہے یہ نوجوان

عیان اُسکے رخ سے ہے فوز کیان
تو پھر رشنواد دلاور جوان

ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
گیا ہر کوئی خیمہ کے درمیان

ہوا ناز اُس روز باران وہان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان

گیا خواب مین جبکہ داراب وان
کہ اے مہین کافر فرزند ہے جوان

نگہدار اُسکا تو رہیو یہان
گئے مردمان جس مین یکسر نظر

یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
جسے دیکھا دل مین نہ زندون نظر

کہ وہ طاق شکستہ ہی کیسو
آئے آکے تب لیکے مردمان

وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد

حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
نژادی سے وہ گھر اپنے ایا بچہ

جو کھولا تو اُسمین ہے پایا صحیفہ
سپہدار سنا ہوا مہربان

کیا ماجرا سب مفصل بیان
سے جلکر ا مردمان

کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
سپہدار نے سلوچیان ا

رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا

فزون تر کیا رتبہ داراب کا
کہ ایکبرسپہ سے جستہ نہاد

تو بولا یہ داراب سے رشنواد
بہت فوج کو قتل اُسنے کیا

ہوا روم و میون سے نبرد آزما
بہادر یکہ دلمین مسرور و شاد

دلیری یہ داراب کی رشنواد
سوے رزمگہ مرد جنگ آزما

تو لیکر سپاہ گران پھر لیا
صف شیر نر کے ہوا زخم جو

جو انمرد داراب ہر چار سو
گئے پھر سوے خیمہ انجام کار

سر شام تک ان سے کارزار
مقابل نہین جسکا یان کوئی مرد

عجب نوجوان آج تھا ہمنبرد
کیا پھر تیسرے روز ا

وہ ہی بچہ فیل یا شیر نر

سوے روم پھر چلیے ناچار اب — کہ ہرگز نہیں تاب پیکار اب
بفضل خدا فتح پاوین گے ہم — تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوے آکے میند مین گرم سیر — ہوئی ایک برہا وہان رستخیز
ہزار دن وہ ایران کیے غرق خون — ہوا لشکر روم آخر زبون
کہ یاران آنکے مین پشیمان ہوا — پریشان ہوا سخت حیران ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا — سوے روم فرمانروا روم کا
ہمانکو تمکا قصہ داراب کا — وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
کیا سرطلب اُسنے داراب کو — حضور اُسکے آیا جو وہ نامجو

## جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

جہان مین بصد جاہ وحشمت ہما — سپاہ وعجم کو شادان کیا
جلوس بعد ازان جلوہ گر تخت پر — مؤکد زپیشہ گاذری ترک اب
ہست خلق پر لطف وحسان کیا — یکایک سپاہ گران پر کمین
کیا پھر یہ اُسنے بطف طرب — سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شعیب دلاور سپہدار تھا — شتابان سوے لشکر سپاہ عجم
ہوا وہ مین لیکر سپاہ گران — امیر وجہاندار شعیب عرب
رہی جنگ قائم سے روز وشب — دلاوران ایران ہوے فتحیاب
ہوا لشکر تازیان سب خراب — سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
دلاوران ایران ہوے سخت کوش — سپاہ روان کے پراگندہ ہوش
ہوا جب کشتہ تیغ وتیر — زبون وپریشان بھاگے اُسپر
ہزیمت کیا اُسنے دینا خروش — تمام رہے ملک اور تنگ وتاج
کسی نے کیا اُسے شہ ذوالجلال — شہ روم کی دخت نیلوفر نام
کیا وہ مین پیغام شاہ جہان — بہ بخشے مجھے دختر داستان

## ازدہ شدن داراب شاہ اربوی

جہاندار گیتی ستان بعد ازان — ہوا شہ جوانبخت وصد حشمت آباد
دہ سال سے ناشادہ داراب شاہ — ہوا پھر نہ زنہار مہجوب شاہ
غرض حاملہ تھی وہ رشک مہ — ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر — کیا اسکو قیصر نے اپنا پسر
سکندر تھا مانند رستم دلیر — بہ امر زور آور آفاق گیر

لگا کہنے قیصر کو بیدل نہو — ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر — تہمتنار وبیہ نکانہ زنہا گام
جو کچھ چاہیے مجھسے اب لیجیے — مظفر ہو داراب فرخ نہاد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان — تو روم مین ہمانے اصداء تہاج

## ولادت نامبدہ دختر داراب و بہ روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوئی دو مہ لیکن نہ لبوی دہن — سوے فیلقوس اسکو خصت کیا
شہنشاہ روم فرزند رکھتا تھا — عیان حمل اُسکا نہ ہرگز کیا
سپاہس نے وندلا یا بجا — سکندر کہا نام اُس طفل کا
ہلو مونکا وہ تربیت کردہ تھا — کوئی علم باقی نہ اُسے رہا

سحر حملہ یکبارگی تم کرو — تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستیزندہ صیدا مین تعاقل مکن — یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
نہ پرخاش بہتر فرستادہ کیے — جب آیا تو شاہان ہوا شاد واد
مرا نوردیدہ ہی یہ نوجوان — حوالے کیا تخت زرین وتاج
رہی سی ودو سال فرمانروا — جہاندار داراب فرخ سیر
عنایت کیا خلعت واسپ ذر — شتابان ہوئی سوے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردن وقار — بیازدم تیغ کین سر بسر
سب اسباب لشکر کا غارت کیا — کیا جانب روم لشکر روان
ہوئی بحر خون یک تلم مرغزار — امیر ایران ہوئی بے قباد وکاہ
امید امین تھا اسکو ہم وگزند — زر وگنج ودُر ازدہ انکسار
ہزار وہزیمت شہ شاہ ہے — کیا دخت کو شاہ نے اختیار
ہوا روم سے سوے ایران روان

بہتر اسکو از سبکہ تھی خوب یاد
وہ علم و ہنر میں ہوا اوستاد
از سطوے دانائے فرخ سیر

کہ تھا عقل و دانش میں مشہور عام
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہانکا یہان چھوڑیے

## ملکت دارا ب شاہ اور یہان مجلوس فرمانروا بر تخت سلطنت

بس اب آیئے یاں سے یاد کر
ہوئی وہ جہاندار سے بار دار
غرض نو مہینے گئے جب گذر

کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
مگر شاہزادہ کا نام دارا رکھا
دایہ و خردمند دارا ہوا

تو اک اور سپاہی زن گلعذار
روانہ ہوا سوے دارالبقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ

ہوا شاد دل شاہ داراب کا
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
فزوں جاہ تھا مہر اور ماہ سے

تو پھر شاہ داراب کشور کشا
دیا اسکو ہرتا جو ور نے خراج
سو شاہ اسکندر آتا ہون مین

رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر
سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم ہی مین کیا حکمران

ہوا شاہ کشور ستان کا مدبر
از سطوے فلاطون کا شاگرد تھا

## نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
سکندر ہوا بادشاہ جہان
سکندر جو یہ حال سنکر ہوا

ارسطوے دانشور بے نظیر
ہوا شاہ کشور ستان کا مدبر
نمودہ شد و دارا و ساحب فرکا

بافزونی و لشکر و ملک و مال
سکندر بہانہ نہین تھا فرستادہ حال کا
یہ پیغام لایا کہ یا عجز ہی کیا

جو اب تک نہین تو نے بھیجا خراج
مناسب ہی یہ جلد ہو بیخراج
ہماری اطاعت سے ہے سر پھیر

سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
مرا باپ تھا مہر سال تجھکو خراج

خداوند نے دیا مجھکو جاہ و حشم
سر تخت ہو بیٹھا و نگاہین علم
مرا باپ تھا تجھ سے راہ رسم پدر

سمجھے غرض یہ ہی کہ اے نام جو
لشکر کرون بہت اقلیم کو
جو دیتا تھا ہر سال تجھکو خراج

خبردار کرتا ہون تجھکو خبر
سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
سر پر ہے لشکر کشان کی افسر

چلا لیکے اقبال سے ایرانی سمت
چلے شہر جیسے نیستان کی سمت
یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر

سکندر جہانار کیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان
ہوا راہی جس لیکے نامہ روان

سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
کہ بھیجو نہین ملک سے تیرے کام
گیا پیش دارا سے فرخ تبار

تو آیا ہی کیون کر کے سامان رزم
نہین ہی ہمارے مین کچھ تجھسے خوان رزم
ارادہ یہ ہی سید دنیا کرون

اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ
ذرا ملک سے اپنے دی مجھکو راہ

لگا کہنے دارا سے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہی نژاد
جو شوخی سے پیغام اسنے کہا

مگر ہی تو اسکندر نامور
کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان

سکندر نہین بے خرد سقدر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر
وہ بولا کہ میرا وہان کیا کار

پیا اسنے صہبائے گلفام کو
وہ پاس اپنے رکھا جام کو
طلب شہ نے پھر جام منگوا لیا

وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام
یہ ہی ملک مین اپنے آئین مدام
یہ دارا نے پوچھا کہ کیا علت ہی

لقمہ ماجس نامور کا پسر
سمند قلم کی عنان موڑیے
سو شاہ داراب فرخ سیر

مرخص سو قیصر نام جو
ہوا بطن سے اسکے پیدا پسر
سے جب وہ بارہ برس کا ہوا

نگہبان عالم شہ دین پناہ
بدستور داراب ہر شاہ سے
اسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

لگا کہنے ہنسکر شہ نام جو
کہ اک جام تم لاکے اے اردو
غرض سنکے یہ وہ سے لیے جام چار

رکھا لاکے خوان جب اوقات شام
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
ہرا اک جام زر تھا جواہر نگار

ولے دو میں اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
کسی نے سکندر کو پہچان کر

عقب سے سکے دارا نے بھیجے سوار
دلیران پرخاش جو پنج ہزار
شتابی سے آ لشکر پیوستہ وان

سکندر نے چاروں وہ جام اٹھا
کہ میمون کو دیکھا دارا نے یوں کہا
شب تیرہ تھی راہ گم کردہ گئے

کیا میں نے معلوم یہ جا کے وان
کہ دارا کے ہے پاس فوج گران
کہ حق میں ہے میرے مبارک فال

کہ میرا جہان آفرین یار ہے
شب و روز میرا مددگار ہے
ولے ساتھ میرے نہیں تاب جنگ

## جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر خشاں جو روز دگر
دو لشکر مقابل ہے آن کر
اوھر تو سکندر صف آرا ہوا

خروشاں ہوئی نائے ترکی وہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان
ہوے رزم جو کینہ خواہان ہم

ہوے سینے وقف خدنگ و سنان
ہوے غرق خون مرد جنگی گران
رہا سات دن گرم ہیجا بازار کین

ہوا آٹھویں روز دارا سپاہ
پریشان ہوئی اسکی یکسر سپاہ
اگر زان وہ دارا فرخ صفات

گئے رومیان بھی تعاقب کنان
ہزاروں ہوے تہ تیر ایرانیان
میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی

دگر بار کرکے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر

ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
ہوا آکے ہر بار دارا خراب

## رواج دادن سکندر رسکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم بہر جنگ و باز تباہ شدن

بود واجب منظر بفضل خدا
سکندر جہانگیر کیشہ کشا
کہ اوھر تو دارا نے لشکر لیا

کیا شہ نے ایرانیو نکو تمام
بصد گونہ لطف و کرم شاد کام
سکندر یہ کوتاہ تھا ہر ایک سے

سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
نہیں غیر میں وارث تخت ہون

نہین غیر میں وارث تخت ہون
جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون
یہ سنکر وہ ایران کے نامور

تمھین لطف و شفقت سے شاد اکرون
شب و روز مرہون احسان کرون
ہوا دارا ایران کے دیکھا یہ حال

ہوا دارا ایران کے دیکھا یہ حال
لگے جانے ہر روز ایرانیان
ہوا مالک تخت و تاج کیان

اور اب یون ہوے ہے یکسر دلیر
نہین گردش چرخ سے کچھ گزیر
فکر تا تعاد ارایہ لطف و عطا

فریب اسکے مت کھائیو زینہار
وگر نہ کریگا تمھین سخت خوار
تمھارا ہون شہر اوہ ہم مرزبان

وہ مردم موافق ہو دارا کے ہم
یہ دارا سے سوقت کہنے لگے
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو

جہاندار دارا پھر آیا ادھم
پئے جنگ اسکندر نامور
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ

ہوئی تیغ افغانیوں سے دوچار
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
یہ بولا کہ اے مردمان بیشتر

سواران ایران بے وقت وغا
نصیب اسکے بھر بھی نہ بہبود ہوئی
سکندر جو دنبال اسکے گیا
جو آتا تھا پیش شہ دادرس
تو دون ملک ایران سر تجھے
بزرگان و گردان ایران دیار
وہ بولا نہیں لائق سروری
لکھا فور ہندی کو یون اعتبار
یہ دارا کو آسے لکھو پھر جواب
جو پہونچی خبر بیٹیں شاہ جہان
کیے بند ہر چار سو رہگذر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار
کوئی دنکو ہوگا گرفتار بند
کہ ہو شاہ اسکندر نامدار
کہین راہ مین رات کو ایکبار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
لگے زخم کاری تو پھر تا جور
گیا پھر شہنشاہ عالیجناب
سکندر نے گھوڑے سے وہین اتر
سکندر کو دیکھا جو بالین پر
کہ دیکھون تجھے اسطرح سرنگون
کرون چارہ سازی ترے زخم کی
سنا مین نے تمان سے کہ یعنی جم
کشندون کو یہ سے کرون مین بلا
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
بآرام جاتا ہون سوے عدم
سکندر یہ بولا زروے صفا
مری و ترا ایک رشتک نام ہی

دلیرانہ چہرہ فراوان کیا
قرین فتح ایران کی شاہنی
تو وان بھی نہ زنہار دارا رہا
زن و بچہ و ملک نہ پھر اسکو بس
مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
کرون جو سکندر کی فرمانبری
کہ ہون مین ستمدیدۂ آسمان

ولیکن تجھے دارا کے برگشتہ بخت
اگر زندہ ہو کر بحال خراب
زن و بچہ و طفل ایرانیان
سکندر نے پر بھکر یہ پاسخ دیا
یہان سے مین جاؤن قرین نظفر
سکندر سے جاکر ملاقات کر
غم جان نہین مجھکو زنہار ہے
کوئی یار میرا جہان مین نہین

## کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دختر دارا با سکندر

سوا راجنگ آزما بھیجکر
اور اُس دوسرے کا تھا جا پسپار
کہ اب پھر گیا اُس سے چرخ بلند
فزون تر ہمارا ہو عزو وقار
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
تو یہ پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
گرا پشت زین سے وہین خاک پر
سو مقتل شاہ دارا شتاب
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
تو سینے سے فی آہ دارا نے سر
تن خستہ سرتا بپا غرق خون
جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
پسر اک پھر کے ہین تم اور ہم
ملاؤن سر اک کو تہ خون و خاک
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ
تو کر بادشاہی بصد فر و شان
تو رہ اس جہان مین بہ آرام و شوم
کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا
یہ پھیرہ بہوش گل اندام ہی

سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
یہی مصلحت ہی کہ پس بیدریغ
کہا الغرض ظالم الموت سے روا
تھا پاس دارا کے کوئی سوار
روان تیز خنجر کیا بیدریغ
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
ہنوز اسکے قالب مین باقی تھی جان
کیے چشم سے اپنے آنسو رواں
سکندر یہ بولا لے تا چہار
یہانسے مین لیجاؤن اب اسکے گھر
بٹھا تجھکو ایران کے تخت پر
مجھے اسلیے درد غم ہی بڑا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
گذاب کیا چارہ سازی نے کام
شہا تیری گفتار شیریں ہے اب
وصیت کرو مجھ سے تجھے کچھ اگر
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
اُسے عقد مین اپنے لانا ضرور

ہوا وہ ہوا گندہ و خوار سخت
گیا سوے اصطخر دارالشتاب
ہوے قتل سر پنجۂ رومیان
اگر تو مرے پاس آوے شہا
الرون ملک گیری ہوے دگر
کہ پھر ملک قائم رہے سربسر
وے طاعت رعیان عاری ہی
تو ہو بخدا ہو تمت و مہین
کہ پہونچا یہان آپ کو توشتاب
کہ دارا کو ہی غرم ہندوستان
ستم پرور و بدنہاد و شریر
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
خداوند نعمت پہ جور و جفا
فقط تھے وہی دو لعین ناکار
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
کہ دارا کو ہمنے کی قتل یان
کہ پہونچا جہانداریٔ کیتی ستان
ہوا درد سے اسکے نالہ کنان
تھی یہ تمنا مجھے زینہار
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر
شتابان یہان سے ہیون سوے گور
کہ تو ہی حقیقی برادر مرا
ہوا درد غم سے بہت بیقرار
مرا کام یعنے ہوا بس تمام
غم و درد دلسے ہوا دور اب
پذیرندہ ہو کے تو اے تاجور
مرا ننگ ناموس رکھنا نگاہ
اگر نسل سے اسکے پیدا ہو پور

تو اسکندر یار اُسکا رکھیو تو نام
عری رعیت کو کیجیو شاد کام
نہ برہم کوئی رسم ہو زنہار
یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رہ و رسم آئین نوشہ سپاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے میسر پیارا کیا

رکھ اپنے دہن پر سکندر کا بات
لگا کہنے فاسے فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی تجھسے جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جسوقت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک عمامہ ہوا نوحہ گر
اُسے مہد زرین مین پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لاکے مدفون سو دفن گاہ
سردار کھینچا پھر از روے کین
کشندہ و نگہدار اکے شہر و دین

بزرگان ایران ثنا خوان ہوے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوے
سکندر نے مزہوں کی احسان کیا
بلطف و کرم سبکو شاداں کیا

سو مادر روشنک بعد ازاں
کیا نامہ برد یکے نامہ رسان
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اُسنے اُس ماہ رو کیا
حضور جہاندار گشور ستا
پر ستار ساتھ اُسکے تعین کیا
زر و گوہر و لعل بے تھا شمار

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا کتخدا ساتھ اُسکے وہین
سا شہر ایران مین یکچند شاہ
سو ہند پھر واں سے کینمی سپاہ

## رفتن اسکندر بطرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
اُسے خواب یہ ہوا آ نظر
حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب

کہا مرد مان نے کہ دیوش ایک
خرد مند صاحبدل و صوفیک
کہیگا و تعبیر شاہا تمام
بیابان مین رہتا ہی مہراہ نام

حضور اُسکے پھر کیدی شتاب
گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
شب اول آیا یہ مجھکو نظر

کہ ایوان بلند اور دریہ کاخان
اور اک خرد سوار اخم چوگان بدست
گیا پھر نکل ہو کے سوار اُنمین
دوم شب دیکھا کہ ہی جادہ گر

کوئی نوجوان میرے اوپر جھپٹ
کہ لہ کر پاس ہی اے خجستہ سیر
اُسے کھینچتے ہین بہم مرد چار
ولے پارہ ہوتا نہین نیستان

وہ آیا لنارے یہ دریا کے جب
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
گریزان ہوا اُسکو وہ دیکھکر
روانہ ہوئی وان سے ماہی سو آب

شب چہارم اک شخص ہی تشنہ لب
کہ مین کو روان مردمان سر بسر
نہین غم ذرا کو یسے کچھ زنہار
عقب اُس گریزندہ کے پھر شتاب
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
اور اپنے حیلے مین جو جنسے کسان
بسان بصیران ہین مصروف کار
شب و روز پر غم ہین رنجور وار
خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس
کہ رنجور ہین یکقلم سالنان
نظر اسپ آیا کہین دو تین
ولیکن نہین اُنسے سرگین کی راہ
اُنھین دیکھکر کسکندر ان اوس
دو بہر آب مین لیتی ہے سر بسر
نہین ہوتے اُسکے کنارے کبھی تر
وہ کہتا ہی دونون سے آب گیاہ
نہم شب نظر مجھکو پھر پڑا
اگر گوسالہ کا شیر لیل و نہار
نبی کو وہ پھرتے ہین ہر چند پر
وے فربہ گوسالہ کا ہی بدن
آیا اُسکے مین خشک طرفان تر
کہ اک گاؤ مادہ ہی گوسالہ وار
کہ لیسے مرے دو ہو اضطراب
ترے ملک مین آئیگا ایکبار
دہم غب کو اک چشمہ آیا نظر
غرض کشتی کیجئے پیدرنگ
کہ اخترشناسی مین ہے بے نظیر
وہ مدلا کہ اسکندر نامدار
قدح ایک تحفہ عجب و غریب
تو زنہار مت ہو جیو گرم جنگ
وہ دخت پر پیکر و اوراک وزیر
رہے سرد ہرگز نہو گرم مہ
کہ مین طرفہ اے شاہ عالم بیز
کہ اگر اُسکو کرکے لبالب پیو
غرض یہ ترے پاس ہے چیز

تو دینا سکندر کو یہ ہر چہار
تجھے ملک بخشے گا وہ تاجدار

دیا مرد درویش نے یہ جواب
کہ ہے پہلے دنکی یہ تعبیر خواب

وہ ہاتھی ہوا سکندر تاجدار
ترے شہر سے جو کریگا گذار

یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
خرابی ترے ملک مین لائیگا

اُسے سمجھتے ہین جو وہ مرد دیار
کروان اُسکی تعبیر مین آشکار

جھوا ایک آئیگا یان بعد زمان
کریگا وہ آئین موسی روان

حکیمونکا مذہب کرے آشکار
کرین اُسکا آئین سب اختیار

وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ خلق اُسسے یان ہووگی

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
شششم شب جو رنجور آئے نظر

زمانہ نہین سخت حیران کرے
کہ آوے زمانہ اک ایسا مگر کا

دمن مین ہر اک چیز کو لیجیے
زمانہ کوئی آوے ایسا مگر کا

تہیدست کو تو بھی میری نمود
ہر یعنی اسنے دنیا مین وہ دین عیان

جو اُس چشمہ سے آبِ چشمہ کو لین
بڑی عقل و فرہنگ سے مرسپر

لیجی فیض اُسکا ہوگا عیان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا

سکندر ہے اُس عہد کا بادشاہ
کیا مین نے سب دوستانہ بین گذر

ارادہ نہین اور جز آپدری
کہ ہر ایک دنیا مین ہی ہمیشال

غرض چار چیز ین کہ ہین بے نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا

گیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید خصت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد زان
کہ تعبیر ہر خواب کیجے بیان

کردہ خانہ دنیا ہوا ے نامور
اور اسمین وہ سو راخ ہین تیرہ کم

یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
کہ اک مرد یگانہ ہی تخت پر

سوم شب جو آیا نظر پاس آیا نظر
سمجھ تو خدا اُسکو اے نامور

کہ دہقان آتش پرست آئیگا
رواج اُسکا دین پہلوانی ہوگا

پھر اس ملک مین آئے آنیوالے
حکیم خردمند یونانی ایک

پھر اس ملک مین ہل دین آئیگا
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا

رسول خدا ایک آئیگا یان
کرائیگا ہدایت بلب تشنگان

شب نہم آئے جو کوران بصر
کہ محفوظ کوری سے ہین سرسبز

کریگا کور چشم کسان غور گار
نہ فہمید ہوگا کچھ انمین ز نہار

زمانہ اک آوے کہ دانشوران
سراسر ہون محتاج بیدانشان

جو دیکھا شب ہفتم اے نامور
یہ تعبیر اُسکی ہے اے نامور

دو چندان ہو ہر اک حرص و آز
یہ چاہے کہ سب دست کرے دراز

جو دیکھا شب ہشتم اے مرد نیک
کہ پہنین دو خم اور خالی ہو ایک

تہیدستان کو حصہ ہوگا جہان
زر و سیم ہر سایے گر آسمان

نہم شب کو دیکھا جو تو نے بہا
کہ کھاتی ہو وہ شیر گو سالہ کا

دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب
کہ اک چشمہ ہو خشک گر دے کے آب

زمانہ جو بعد اُسکے ہوگا عیان
اُسی عصر مین ہوگا اک حکمران

رعایا نہ پائیگی اُس سے پناہ
جہان ظلم سے اُسکے ہوگا تباہ

زمانہ کریگا یہ انمین انقلاب
رہیگا اسیطرح عالم خراب

مآل اُسکا ہوگا یہ اے نوجوان
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان

سکندر کا نامہ یہ پہونچا ہوا مین
کہ ہو آسکے مورد آفرین

لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کہ اے بادشاہ شریا جناب

کروان پیشکش سے اپنے چند چیز
تو رکھنا انمین جان و مال عزیز

ترے پاس آئے ون مرد نیک نہاد
ترے لطف سے تاکہ ہو کل مراد

سو شاہ سکندر نے خوشی سے قبول
ہوا شاد مان شاہ عالیجناب

پیا پاتھ سے دل پاکے وہ جام
ہوا وصل سے اُسکے دانشور کام

دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سکندر نے بخشا اُسے سر بسر

سو فور ہندی ہوا پھر روان
سکندر رہا ندار گیتی ستان

## رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاه قنوج بجنگ سکندر و کشته شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو

لکھا اُسنے پاسخ کہ اے تاجور
تو ہست آپ کو اسکندر کہینے دو

لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہ رکھتا تھا حردی و مردانگی

نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
نہو مجھسے خواہان فرمانبری

دلیرانہ میدان مین آیا چلا
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ

سواران جنگی تھے اسی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار

سکندر کے ہمراہ تھے چالیس ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران ہندوستان دہ ہزار

سواران جنگی تھے ستر ہزار
جوانان جنگی و مردان کار

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار

سکندر سے مردم یہ بولا وہین
کہ پیلان سرکار جنگی نہین

ارسطو کو کہکے طلب زود تر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما

شکم اُسکا یکدست خالی رکھا
ہنر وہ ہین اُسنے کیا آشکار

وہ الپ سوار اُسپ قائم کیا
وزیر و خردمند نے بعد ازان

تو اب جب سی آہنین آتش رکھا
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان

بسوے سپہر برین اک بکبار
وہ آتش لگی آسمین جسدم وہان

بنائے پھر اُس طرح یکہزار
ہوا تیرہ روے سپہر بلند

جو دیکھا وہ گردون وہ اسپ و سوار
ہوا گرم بازار پیکار روان

وہین مردمان نے کیا آشکار
خبر لا نیوالون سے پوچھا کہ یان

حقیقت سے اُسکی ذرا زینہار
حکیمون نے اُسکو سمجھا کیا

اُدھر سے جو الوبے یکبارگی
ہوے سوے گردون وہ جلکے یان

سواران ہندی و پیلان مست
جو پھر اُس طرف کی سپہر بلند

رہا شام تک گرم بازار جنگ
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب

سحرگاہ پھر فوج جنگی سوار
سکندر نے اُسکو یہ بھیجا پیام

اُدھر سے وہ چنگ آور و پہلوان
ہزاران سواران پیکار جو

جو پھر فوج ہوگرم بازار کین
اب سوچیے اپنے دلمین ذرا

منا سب ہے ای شہ سرفراز
کہ ہم تم ہون تنہا ہم رزمساز

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کید ہندی نے کی

کہ رکھتا ہون مین عزم جنگ آوری
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ

کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے چالیس ہزار

مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویاے نام

تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بچلا کسطرح جنگ کیجے بہا

بنایا اک آہن کا اسپے سوار
کیا ایک طیار گردون کمان

ارسطو یہ بولا جوان سے کہ ان
خروش عظیم اک اُٹھانا گہان

ہوا دیکھکر خوش شہ اجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان

یہ کیا ہے کر و میرے آگے بیان
یہ اسباب ہے رزم و پیکار کا

نہ ہرگز کیا دلمین کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی

سپہدار ہندی ہوا زرمجو
زمین کے پھر سو خیمہ سب

اگر تو ہی شجاعت مین مشہور عام
ہوے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو

اگر ضائع ہون کیون نہ گان خدا
وہی ہو ملیک تور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب — کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب — جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ
اودھر سے سکندر نے عرض مثل سنی — ادھر سے گیا فور ہندی لیکر — وہین کینچکر فور ہندی نے تیغ
نہ لیکن ہوئی کارگر زینہار — نگہدار تھا شاہ کا کردگار — کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز — کہ تنہا ہو تو نہین تجھسے جنگ آزما
دوپارہ ہوا کتف سے تا کمر — گرا فور ہندی نگون خاک پر — مظفر ہوا خسرو ارجمند — کہ تمہارا اقبال و بخت بلند
جو تھے نامداران ہندوستان — طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان — دلاسا بہت دیکے انسے کہا — کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
کرون فور ہندی سے تین شیر نر — مراعات و الطاف ہر ایک پر — حوالے تمھین کرکے ہندوستان — مسوّد گر ہو نہین یانسے روان
یہ سنکر ہوے سرنگون سرنبار — ثنا خوان شاہنشہ کامگار — سنہاے شیرین سے مسرور ہو — وہین لیکے تحفہ عین شاہ کو
درگنج و اعمال گھروا کیا — نشان خسرو داد گر کو دیا — زموی کرم شاہ نے سر بسر — عنایت کیا انکو وہ گنج و زر
سندک ایک سردار کا نام تھا — کہ سالار تھا فور کی فوج کا — بٹھایا اُسے تخت زر کار پر — کیا ایکمتی فیلبوج کا تاجور

## رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ — رہا شہر فیلوج مین تین ماہ — کسی نے کیا شاہ سے یون بیان
کہ کعبہ ہی نام اسکا مشہور عام — پرستشگہ خلق بیت الحرام — زیارت کی شکر ہوئی آرزو
سماعیل مرد مجسمہ سیر — کہ گذرا ہی پیغمبر نامور — نیرہ تعالےٰ اسکا جو قصر قدیم
سکندر جو یہ بیخبر سنا تو باصد سرور — وہ نصر قتیبہ آیا اسکے حضور — سکندر نے نذر و نیاز اسکو دی
زیارت کو پھر ساتھ اُسکے گیا — پیادہ جہاندار لشکر کشا — سماعیلیان پھر بہت داد و خواہ
لیا یمین سے حجاز و یمن — تو ہو داد رس زیر چرخ کہن — شہنشاہ عالم نے پھر دو بدو
سماعیلیان کو حجاز و یمن — دیا اور وہین بادشاہ یمن — سو کشور مصروان سے کیا
سکندر رہا مصر مین ایکسال — ہوا لشکر شاہ آسودہ حال — روانہ ہوا مصر سے بعد ازان
زن ہو تمند ایک قیدافہ نام — پریچہرہ و رشک ماہ تمام — سپہدار اقلیم اندلس تھی
فراوان تعالےٰ اسکا حشم و جاہ — کیا ایلچی بنکے وان بادشاہ — کہ ایلچی اُسنے ایا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار — تو ہی شاہ اسکندر نامدار — تو پہچان اُسنے لیا شاہ کو
کہ مین بندۂ شاہ آزادہ ہون — سکندر نہین ہون فرستادہ ہون — مرے جنگ سے اب ہائی نہین
سکندر ہوا دیکھکر سہمگین — ہوا رنگ چہرہ کا پران و تین — شہنشاہ پاسخ یہ بولی تمین
کہین اور اسطرح مت جائیو — بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو — سکندر نے جبکہ وہ سنی تب
مگر اپنی خاطر تو رکھ جمع بان — نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان — یہ بولی کہ اے بادشاہ زمین
اگر کینہ ہو کچھ تو کر دے دور — تو سوگند گر یاد میرے حضور — رخ بادشاہان عالی جناب
لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم — کہ دین اور ایمان کی جھکو قسم — تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے
ندون ہاتھ سے رسم و راہ وفا — کرون تجھکو ہرہون لطف و عطا — نچھوڑے تو ہرگز نہ ہرگز نہین
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور — تو رکھ جمع خاطر کرو اے نامدار — مرے گھر کو کر آج فخر کبود

سکندر ہوا اس سے رخصت طلب — رہا وان نہ زنہار ہنگام شب — بہت تحفے اس ماہ رو نے دیے

وہاں سے عرض بادشاہ جہان — سکندر نے یکسر پذیرا کیے

## داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا بسکہ مقصود شہ نامور — بہت دیکھے ہمودہ کوہ و دشت — کہ سیر جہان کیجیے سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت — ہر اک ملک و کشور میں شہر ہمیں — کیا اپنا سکہ روان دہر میں

گیا جسطرف شاہ کشور کشا — کہ ہرگز نہیں مجھکو آہنگ رزم — ہر اک سے ہے صلح و مدارا کا غم

ملاقات مجھسے کرو آن کر — کہ مطلق کسی کو نہ پہونچے ضرر — جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت قطع کی راہ پست و بلند — کئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند — عجائب غرائب بھی آئے نظر

پھر اقلیم ظلمات میں بادشاہ — کہ تھا یار و اقبال فیضل الٰہ — تو پہونچا وہاں خسرو نامور

کنارہ تھا عالم کا یعنی جہان — کیا مرد ہاں نے یہ آکر بیان — وہاں شہ نے ہی اے شہ نامور

کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب — تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب — کیا پھر وہیں قصد آب حیات

سیاہ و عدو سوز سی آدمی — لیے ساتھ اپنے دلاور سوار — روانہ ہوا خسرو نامور

خضر سوئے ظلمات تھا رہنما — خضر سے شہ نامور نے کہا — کہ ہوا یک سے روشنی جلوہ گر

عیاں اگر یوں دیکھے اصل کو — تو پھر مار و کژدم گزند ہو — اک اک نور جس سے ہوا آشکار

رکھا ہو سکے اصل کو اپنے پاس — ہو اگر دم و مار سے بے ضرر — عقب میں تھا شاہ فرخندہ

دو روز و دو شب قطع کی ہم سفر — سوم روز آیا وہ دریا نظر — یکارا بہت خضر نے گرچہ دان

سنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا — خضر پھر سوئے چشمہ تھا لے چلا — پھر آیا سوئے لشکر شہ خضر

اندھیرا ہیں گھر گھٹا تھا شہ پر — یکایک نہ روشنی آئی نظر — ہوئے خاطر شہ پریشان و غمی

نہیں راہ ہیں اک سیہ کوہ تھا — سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا — کہ اے خواجہ واپس چلو یاں سے اب

اور انکو اٹھائے بھی لوٹی اگر — تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر — لگے کہنے کیا دل میں کیا فائدہ

پھر آٹھ دن شاہ کیا یاں مقیم — ملا چشمہ اب حیوان میں — لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

نہیں چاہیے مجھکو آب حیات — رہا نی ہو ظلمت سے اب یا خدا — ہوئے شاد و خرم دل مرد و زن

سو سنگر یزہ بہتری جب نظر — تو یاقوت مگو ہر تھے وہ سر بسر — لگا کرنے افسوس ہمنے اٹھایا دیکھ

رہے تھے جو محرم ہم کو وہ یوں — کہ اے وائے ہمنے اٹھایا نہ کیوں — تب اک شہر آیا دا آیا نظر

ہوئے ساکنان شہر حیران تمام — لگے کرنے یوں عرض حال و کلام — کبھی فوج بیگانہ کا یاں گزار

یہاں آئی اس راہ سے یہ سپاہ — یکایک نہ ہر گان گئے چشمہ شاہ — لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

کہ ونق ہوئی تیرے آنے سے یاں — جہان میں تو وہ حق تعالیٰ کا ہے — عجائب ہے اس شہر میں چیز کیا

وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت — عجائب ہیں اس شہر میں بیشتر — اور احوال آیندہ کا سر بسر

سمجھتا نہیں کوئی انکی زبان
وہ دونوں جو ہیں سر برہنہ و عجم

یہ سنکر طلب کرکے دانائے شہر
تو اس راز کو مجھ سے کر آشکار

دے چار دہ سال یا تاج و تخت
لگا کہنے دلمیں کہ زیر فلک

ہوا شاہ حیرت سے گریہ کناں
جو پوچھا تو وں نے یہ آیا جواب

کہ باقی رہی عمر کتنی ہمیں
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار

خردمند سب داستان شاہ کا
نہ بیٹھے نہ کاموں کو پیچھے نہ ڈالے

بتاؤ ہمیں ان درختوں کی راہ
درختوں سکندر کو دے یہ جواب

بہشت آنسے ہے پہونچنے کی ہمکو خبر
بیان کر وہ یوں حال اس شاہ سے کیا

قدم آگے رکھا ہی جوں پہلے بڑھا
وہ گوشہ کہ سر سبز چاروں طرف

قوی شاہ جمشید سے افضل آلہ
ہماری رہائی ہے بس اسکے ہاتھ

سکندر یہ سنکر روانہ ہوا
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند

فراہم کئے کارگر ان دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی

زر و مال نعمت بہت لیکیا
کئی دن ہوا وں کی قامت پذیر

کہ تھا فور کا جانشین ہند میں
یمن سے ہوا سوئے بابل رواں

وہاں جب گیا وہ ستمگار مند

وے جو خردمند عالم ہیں یہاں
اسی میں ہے ہر اک کا آرام و چین

گیا وان سکندر شہنشاہ ہر
وہ بولا کہ کتنے ہیں اے تاجدار

رہے اس جہاں میں یہ پیر نژند
ہوئے منقضی دس برس اور جو تم

یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازاں
فلاں راہ سے جا کہ پہونچے شتاب

شب و روز کر دل سے یاد خدا
یہ دل میں تمنا ہو اب ایکبار

درختوں نے یکدست ظاہر کیا
برآوے نہ زنہار یہ آرزو

روانہ ہوا آسطرف کو وہ شاہ
گئے کہ اے شاہ گیتی پناہ

بہشت آنسے ہے پہونچنے کی ہمکو خبر
بیان کر وہ یوں حال اس شاہ سے کیا

قدم آگے رکھا ہی جوں پہلے بڑھا
وہ گوشہ کہ سر سبز چاروں طرف

قوی شاہ جمشید سے افضل آلہ
ہماری رہائی ہے بس اسکے ہاتھ

سکندر یہ سنکر روانہ ہوا
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند

فراہم کئے کارگر ان دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی

زر و مال نعمت بہت لیکیا
کئی دن ہوا وں کی قامت پذیر

کہ تھا فور کا جانشین ہند میں
یمن سے ہوا سوئے بابل رواں

وہاں جب گیا وہ ستمگار مند

وہ سمجھیں نہ خسرو کی آواز کو
سخن وہ سحر سے ہو نہ تا شام

درختوں سے جا کر سنی یہ صدا
کہ اے یہ سکندر شہنشاہ نامور

کہ اب پھر سفر سے ہو ملک بقا
انھیں میں سے ہے تخت شاہی

کہ اب چھ ان درختوں سے آگے ہیں
وے میل سیر جہان اب نگر

سنا تھا جو عالم نے وہ سر بسر
کہ اقلیم میں روم کے جائیے

یہ آواز آئی کہ اے شہریار
کہاں کے تو کشور میں پائے وہاں

جو اک شہر میں جا کے پہونچا دوان
وہ دیوان میں یاجوج ماجوج نام

نہ رہ گا وہ مردم ہیں انکی خوراک
کہ جن چہرہ ہا تا بناں ہے، رو

دو چشم انکی ہیں مثل گلگوں
ارے کوئی اسطرح انکا شمار

تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر
وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر

حکیموں سے پھر یہ پوچھی یہ بات
یہاں ہو کے اسکندر ان سے کہا

دیا پھونک پھر کوہ کو سر بسر
پھر اس شہر میں شاہ نوشیں روان

کئی دن رکھا شاہ کو اپنے پاس
پھر آیا سوئے سند شاہ جہان

بہت پیشکش مال اس نے کیا
ہوا دشت بابل سے پھر وہ روان

کوئی مرد اک پیر آیا نظر

کہیں آشکارا و ہیں راز کو
جو مادہ ہو کرتا ہے شب کو کلام

سکندر نے دانا سے پھر یوں کہا
پھر اگرد عالم بصد کر و فر

ہوا پیام سنکے فرمان روا
کروں چار سال اور فرمانبری

کہ یہ پونجی لشکر میں ہے یا نہیں
بس اک گوشہ میں زندگی کر بسر

کیا عرض جیسے شہ نامور
غرض جائے واں انکو دیکھے کہ

ہووے گذر روم میں زینہار
ہو سنکے عگین شہ نیک خلق

تو باشندہ شہر آئے وہاں
کہ سخت انسے عاجز ہیں روم تمام

غرض اک جہان کو کریں ہیں تباہ
دراز انکے گیسو ہیں انکے میں مو

سراوار میچیشمی جام خون
کہ جنتی ہے ہر ماہ بچے ہزار

ہراسے خدا کوئی تدبیر کر
یہ لیں ہمرہ سرور نامور

وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمیں
کہ صرف دیوار میں ہفت جوش

ہوئی بند یاجوج کی ریگذر
روان ہو کے پہونچا سوئے بابلیاں

روانہ ہوا وں سے وہ تاجور
گیا پیشوا سند کا حکمران

سوئے میں پھر سکندر گیا
وہاں بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ میں

سفید انکے تھے تن پہ سب سر بسر

سوا اُسکے تھے کاؤس و نوذر کلان
پکڑ لائے اُسکو وہیں مرد مان
سکندر نے اُس شخص سے پوچھا کیا

لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
کہ اک شہر کہتے ہیں نزدیک یہاں
عجائب ہیں ایوان رنگ بہار

شہنشاہ کہنے لگا خوش سیر
وہ افراسیاب شہ نامور
ولایت ستاں رستم پہلوان

کھنچی ایک صورت ہے دیوار پر
یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
کہ وہ شہر آباد ہے یا خراب

کہ ہیں مردم آبی آتے یہاں
وہ لاتے ہیں ہر صبح ماہیاں
پکاتے ہیں اس شہر والے مگر

وہ رہتے ہیں پانی میں لیل و نہار
ملے روز آتے ہیں ماہی بکثیر
سکندر نے بھیجے سوار دلیر

حضور شہنشاہ گیتی فرود
گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
وہ تھے مالخودا اور شیدا سر

سکندر نے کی مہربانی کمال
وہ یا انکا مذہب یا اطاعت مآل
کہا یہ کہ ہو جا جدا شہر کا

یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
نہ ہر مکان کنج زر ہے نہان

عمارت کو مسمار یکسر کیا
دُر و لعل گنجینہ و زر لیا
لگا اسقدر ہاتھ اسباب مال

وہ جمجاہ پھر واں سے آگے چلا
وہاں اسکو لشکر ملا
سکندر نے مانگی گیتی فروز

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

یہ آئی تھی جسکو ندا واپسے
کہ شہنشاہ خاور چار دہ سال ہیں
کہ ہو ہے خلل رزم سے زور تر

قریں تر ہے دولت کا سر سبز زوال
یہ نا چار شہ نے ارادہ کیا
کہ فتحے سے عالم رہے صاف تر

کہ اے تاجدار ثریا جناب
کہ تا ملک میں اپنے شام و سحر
رہے بے خلل روم صبح و مسا

پھر اک عہدنامہ رقم واں کیا
رہیں ملک میں اپنے آباد شاد
ہوئے یاد یہ شہریاران تمام

ہوا جسکو بیمار شاہ جہان
کہ ہی حاملہ اندلون روشنک
تولد ہو گر دختر نازنین

یہ بیکر پوارہ لودہ دم
بہت کر یہ و شور و نالہ کیا
گدایا شہنشاہ عالی تبار

اب آگاہ ہوں میں سے والشکیان

بیان کر حقیقت بہانگی ذرا
کہ ہر اک مکانمیں ہے نقش و نگار
سوا اُسکے گذرے ہوئے نام آوران

یہ پانچ وہ ایوان ہیں بیمثیل
اُسے کہتے ہیں جام جم بادشاہ
کریں تا سلیمان جم انکو یاد

حقیقت ہے انکی خبر دار تھے
وہ بولے کہ اے شاہ گیتی پناہ
یہ سنکر شہنشاہ نے کہا

کہ تا [illegible] خیال
[illegible]
لگا کہنے [illegible]

رہوں شاد یا شاہ وشیدا میں
رہا ہے نہ ہوش و نہ تاج و کمر
بہت سے ہیں ایران و توران

کہ ہیں آپ کو دہر میں جاودان
از سطوے دانا کو یہ سر لکھا
انہیں لطف و شفقت سے ارشاد کی

نہ ہنگامہ پرواز ہوز نہار
دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
رہے اُسپہ قانع ہر اک نامور

ملوک طوایف رکھا اُسکا نام
از سطوے دانا بھی آیا وہاں
جو پیغام اُسکو ملا تو بے شک

تو پھر اُسکو بلیق اُس نے دیدیں
سکندر جہاندار ارسطو حکیم
چہل روز ماتم رہا شاہ کا

جہان میں رہا نام اُسکا بہت
+ + + + + + + + +

## ذکر سلطنت اشکانیان

ملکزادہ ہائے خجستہ نہاد
سکندر نے آنکو دیا ملک جب
کہیں آنکو اشکانیان خلق عام
لکھے ہیں کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال تاج و تخت
کیا آنکو ساسانیون نے تباہ

لگے رہنے وان بادشاہان روم
ملوک طوائف بھی ہوئے انکا نام
نہیں ہے خوارنج مین کچھ بیان
رہے اس جہان مین مثل خورشید
لیا چین اور رنگ و تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج سری
ہوئے ہر سر مرز جستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا آنے آیا زوال
ہوئے مالک ملک ساسانیان

اگر تخم کیا ہے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر وہ بتخت شہی
سخن سنج فردوسی پاکزات
بس اتنا ہی شاہنامہ مین ہے لکھا
نہ ہرگز رہا تخت نے ملک مال
کرون آگے احوال انکا بیاں

## داستان بیان احوال ساسانیان دولاولت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزان سو ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہوا پہل دہان پر سوار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے برزگون کا آئین ہو
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزینون یہ جوان ہے کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خط سے نہ ساسان پانچ دیا
نکوئی کرونگا مین تیرے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حامل دختر سیمبر
قضا آئی ساسانی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے باصد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک کو دستک دی لکھا
خداوند غفار ہر دو رمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پسر نامزد تھا ساسان نام
بہت دل مین اپنے ہراسان ہوا
شبانی سے آسے وطن مین جا کر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہی ہوشسے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہی کیا نام آنا مدار
کہ آتش ہی افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین ہے شبان
تو ساسان کو بیجان شہ نے لیا
لبونا نہ ہرگز دمان وا کیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف مدارا کیا
ہوا اس سے پیدا پرویش پسر
ہوا اسکو ملک عجم وہ روان
ہنرہائے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر
کہ ہے اشتیاقاً اسکے دیدار کا
کہ ہے اس جوانمرد کو رکھون شادمان
وہ کیونکر کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم ہیکار جب
وہان سے ہوا سو کابل روان
چرانے لگا بکریان ہر سحر
ہنگام شب یکمتا کیا خواب
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
اسے مرد مان نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہی سب سے کہان
یہ سنکر ہوئے شاد و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہونہین پسر
اسے اپنی دختر یہ پھر دی
جوان شاہ بابک بہت شاد کام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک سے ایک سپاہ گران
اقامت گزین شہر کابل ہے
یہان بھیجدے تو جوانی نامور
جو بابک نے یہ نامہ سکا یا جا
تو سکتا اسے خوشدل آرمند

جہانمدار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد و ذیشان عالیجناب
ہمایون تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہی نام اس جوانمرد کا
کروآکے آتش پہ پستی وہان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اسکو طلب
تری ذات کیا ہی ترا کیا ہی نام
نہ اندیشہ کو راہ دے با جوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا کتخدا اسکو با صد خوشی
رکھا بابکان نامور اردشیر اسکا نام
خرد مند دانا دلاور ہوا
جسمین اسکو ہو نجی کہ اک نوجوان
ہوا سنکے مشتاق سلطان رے
کرون تربیت اسکی شام و سحر
سوے رے جو انکو روانہ کیا
کہ سیطرح اسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب وہان تازہ شیر جوان
تو شادان ہوا دیکھکر اردوان
رکھا اسکو معتبر مثل پسر

شہ اردوان کے پسر سے جہان
وہ جاتا تھا ساتھ اسکے بہر شکار
شکار ایک مارا جو اس نے وہان

یہ بولا کہ مین نے یہ مارا شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر

تو صاحی ہوا اپنے فرزند کا
ہوا اس جوان پر نہایت خفا
کیا میر آخور اسپان اسے

مصدر نج واندوہ و غم نگزیر
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
پرستار رکھتا تھا اک اردوان

گل گلشن حسن گلنار نام
حوالے تھا اسکے خزانہ تمام
نظر اسکو آیا کہ مین اردشیر

گئی وقت شب بیٹھی مرد جوان
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
بصد شوق وہ مشک خلوت پری

بہت احتراز اس جوان نے کیا
وے باز آئی نہ وہ دلربا
سخنہاے مکر و فریب اسقدر

ہوا اس سے ہمخواب انجام کار
برائی مراد دل بے قرار
وہ گلنار اسطرح چند شب

گلی کہنے لگی مدن کہ اے نام جو
مجھے یاد ہے لیکر گریزندہ ہو
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر

ہوا دیکھکر شاہ دوہ نامدار
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے

سحر اردوان نے سنی جب خبر
ہوا دل مین اندوہ بیحد بیشمار
کئی پہلوانان جنگی جوان

شتابندہ ہو مثل باد سحر
گریزندہ پہونچے جسے اک چشمہ پر
یہ بولے کہ توقف نہ یان ہم کرین

نمایان ہوے غیب سے مرد دو
یہ بولے تو قف نہ یان تم کرو
یہ چاہتے ہین یان اب فرود آیئے

یہ سنکر ہوے جلد وان سے روان
گئے سوے اسطرخ ہارس دوان
سو شہ نے جب اردوان کے سوار

کہ وہ شہ کہ اس مکان سے ہوے بیشتر
ہوے فرود آنے ناچار اس چشمے پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین

بیاورد شہ سوے اسکے پہونچے خبر
شہنشاہ عالم ہوا کر وہ فر
سپہدار اصطرخ ہوشیار کہان

کہ ہونے نباوے قوی یار دیر
سپہدار اصطرخ کو تا مہان
جوانمرد کا نام ہے اردشیر

ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
تو لا شرط خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان

کہا اے ملک یہ نہین فرماندہی
خدا نے دیا اسکو نیرو بخت
سر امین اقامت گزین تھا یہان

مناسب ہے آنکا کرے احترام
مناوی یہ جا القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنے نزدیک لیکیا

وہ بولے دراین جا ہے ساحت نہین
گرین اسکی فرمانبری یک قلم
وہ بولے کہ اے نامور پہلوان

رکھا اسکو معتبر مثل پسر
شکار ایک مارا جو اس نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر

کیا میر آخور اسپان اسے
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اسکو آیا کہ مین اردشیر

بصد شوق وہ مشک خلوت پری
سخنہاے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اسطرح چند شب

یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے
کئی پہلوانان جنگی جوان

یہ چاہتے ہین یان اب فرود آیئے
سو شہ نے جب اردوان کے سوار
ہوے فرود آنے ناچار اس چشمے پر

ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا کر وہ فر
سپہدار اصطرخ کو تا مہان

جوانمرد کا نام ہے اردشیر
تو لا شرط خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان

خدا نے دیا اسکو نیرو بخت
سر امین اقامت گزین تھا یہان
مناوی یہ جا القصہ پہونچا وہان

جوانمرد کو اپنے نزدیک لیکیا
وہ بولے کہ اے نامور پہلوان
گرین اسکی فرمانبری یک قلم

تو شادان ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اسکے بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار

ہوا اس جوان پر نہایت خفا
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اسکے خزانہ تمام

کیا ماجرا عشق کا سب بیان
وے باز آئی نہ وہ دلربا
برائی مراد دل بے قرار

مجھے یاد ہے لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل مین اندوہ بیحد بیشمار

گریزندہ پہونچے جسے اک چشمہ پر
یہ بولے تو قف نہ یان ہم کرو
گئے سوے اسطرخ ہارس دوان

روان اس مکان سے ہوے بیشتر
باندازہ ساعات کی وان بسر
پیادہ شتابان سوے اسکے پہونچا وہین

تجھے ہاتھ سے اسکے ہو پہونچے ضرر
کیا سوے اصطرخ اسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت عیان

سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اسکی تعظیم و تکریم کر
اغریرہ آیا ہے سے یہان

نصیب اسکے ایرانکا تاج و تخت
بتایا تمہارے کو نام و نشان
بتایا تمہارے نے نشان جوان

بہت حزو اکرام اسکا کیا
گرین اسکی فرمانبری یک قلم
وہ بولے کہ اے نامور پہلوان

اگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس وہین پر شہ اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر

کیا سخت بیقدر و حیران اسے
بہت نازنین دلبر و نوجوان
ہوئی دام الفت مین اسکے اسیر

ہوئی اس سے خواہان ہم بستری
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اسکے آئی بعیش و طرب

خزانے سے لائی وہ مشک و عنبر
غرض مثل صرصر شتابان ہو
کیے آنکے دنبال وہ مین روان

ذرا دیر پھر مین پہنچ جایئے
وہان آپ کو جلد پہونچاوینگے
گئے تب یہ انکو ہوا آشکار

نہ طاقت تھی انکو کہ ہو وین روان
کیا جاکے احوال کو سر بیان
وہ بولا کہ شاہا یہ مرد دلیر

ہوا اسکے غم مین بہت نام جو
شتاب اسکو لے آئے لڑکے اسپر
دلیر و جوانمرد و دانا نژاد

نصیب اسکے ہے تخت و تاج کیانی
منادی یہ کی شہر مین اسنے تب
کہ آئے جہان مین ہے وہ عالیجناب

اطاعت کرین خلق ہو یک قلم
ہوے تھے تمام اسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اسکے باصد طرب

کہا یون کہ طاعت کرو اسکی اب
کہ جاگر مین ہم تو ہو فرمانروا

جہد ہم چاہیے عازم ہو گر بادشاہ | پے جانفشانی ہو حاضر سپاہ | تو ہو وارث ملک و تاج و سپہر | بہت تجھ سے شاداں ہو اردشیر

## جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اسطخر پارس

ہوے جب رضامند بہمن کے دل | کہ ہو بادشہ آردشیر جوان | مہیا کیا ایک زرین سریر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار | کہ بستہ حاضر تھے سب نامدار | ہوا خطبۂ و سکہ شہ روان
سو ملک سے کھینچے اب سپاہ | دہا کیسے اردوان کو تباہ | شہ اردوان کو جو ہوئی شکست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ | تصرف ہو سب ملک میں بیدرنگ | پھر اتنے میں ہو پہنچی یہ شکستہ خبر
ادھر سے تباک ایک گرد اٹھی | سپہ لیکے آیا سوار و شیر | یہ لشکر ہوئی بہمن کی سپاہ
ادھر لیکے آتا ہو موج گران | ارادہ ہو قاصد اسے بیگمان | اسے عہدنامہ دیا شاہ کا
صف آرا ہوئی جب سپہ ہر دو سو | نہ کوئی ہوا شاہ سے رزم جو | روان سو بہمن ہوا بادشاہ
یہ بہمن کو جو وقت پہونچی خبر | تو غمگین ہوا بہمن نامور | ادھر دیکھے وہ پہلوان ملکیا
شتابان ہوا پھر پے کارزار | سو لشکر شاہ عالی وقار | ہوئی شامل لشکر بادشاہ
ہوئی گرم لیکن جبکہ فوج تباک | ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک | کیا بہر امداد لشکر طلب
پھر اسکی سپہ اور سران سپاہ | ہوے چاکر شاہ گیتی پناہ | مقابل ہوا اسکے لیکر سپاہ
جہاندار عازم ہوا بعد ازاں | سو بہر رسے با سپاہ گران | یہ بہمن کو میدان میں فرصتی کی
جہاناں جہنگی و مردان مرد | رہے تا چہل روز گرم نبرد | زر و سیم و گنج و جواہر دیا
ہوا یار بخت شہ ارجمند | غرض جنگ جو یا نہ فیروزمند | ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
سپہ اردوان کی گریزان ہوئی | خراب و تباہ و پریشان ہوئی | بسوے رخ لشکر اردوان
ولیکن بحکم شہ کامگار | ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار | کیے قتل گردان جنگ آوران
ہوے دو گرفتار اور دو جوان | روانہ سو ہندوستان | نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر

## بہن نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت انہا

جہان میں نصیب شہ اہیر | چہل سال تھا تاج و زیبا سریر | ہوا ملک ایران کا پھر تاجور
رہا سی و دو سال فرمانروا | سپاہ و رعیت کو راضی رکھا | شہ اردشیر جو ان بعد ازاں
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا | کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا | پسر اسکا شاپور تھا جو بہرام نام
پسر شاہ بہرام کا بہمان | ہوا مالک تخت با فر و شان | وے نام اسکا بھی بہرام تھا
ازاں بعد بہرام فرخ جوان | گر تھا یعنی وہ ابن بہرام یان | با قبال و دولت ہوا بادشاہ
ہوا بعد ازاں ترسی سکا پسر | خداوند او نگ با کر و فر | نصیب اسکے نہ سال فرمانہی
پھر اسکا پسر اور ہرمز کہ سپہ | ہوا مالک ملک و تاج و سریر | یہ نہ سال حکم رہا بعد ازاں

پسر اسکا ہرمز ہوا جلوہ گر | اردشیر | یہ ہرمز کو جو وقت پہونچی خبر | تو فرمانروایان ہندوستان
یہ شہرا و بان مشورہ بعد ازاں | کہ بہمن شہ اردوان کا پسر | توقع فرمانروایان ہند بہمن پست
روان سو بہمن ہوا بادشاہ | اسے عہدنامہ دیا شاہ کا | ادھر دیکھے وہ پہلوان ملکیا
والا رہا تباک و یکسر سپاہ | لکھا اردوان کو یہ احوال | کیا بہر امداد لشکر طلب
تباک دلاور بفرمان شاہ | خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا | مقابل ہوا اسکے لیکر سپاہ
انھیں شہ نے ہر سو بھیجا سپاہ | شہ اردوان جمع کر کے سپاہ | زر و سیم و گنج و جواہر دیا
لگی چلنے پھر باد صرصر روان | ہوے حملہ آور سواران دوان | ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
شہ اردوان زندہ آیا اسیر | پسر چار اسکے کہ تھے نامجو | کیے قتل گردان جنگ آوران
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام | روانہ سو ہندوستان | نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر

سپہدار شاپور آسکا پسر | ہوا رونق افزاے تخت کیان | سپہدار جنگ آور و کینہ جو
رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ | رہا نوزدہ سال فرمانروا | مسخر کیا ملک ایران تمام
وے سلطنت اسنے کی چار ماہ | یہ نیروی اقبال و دولت رہی | جہاندار شاپور خورشید فر

ازان بعد شاپور اورمزد نام
جہان جسکے انصاف سے شادکام

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
شدار و شیر نکو کار تھا

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
کہ شاپور ثانی نام مرد جوان

ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
جہاندار بہرام با عز و جاہ

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا مسند آرا بصد فر و شان

ہوا بادشہ پھر جو بہرام نور
خداوند ملکت خداوند زور

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
اٹھارہ برس تخت پر حکمران

دو سال اُسنے کی سلطنت بعد ازان
برادر جا شاہ کا حکمران

رہا بارہ سال وہ حکمران
ہوا بادشہ پھر جو فیروز شاہ جہان

ہوا مسند آرا بصد فر و شان
چہل سال کی تھی نہ کم و زیاد جی

رہا مسند آرا جو بیل و شش سال
ولیکن رہا حکمران چند ماہ

سہ سو ہشت سال آج ہجری کو ہیں
یہ سر رہا تاج و تخت و کلاہ

رہا حکمران تا بچہیاہ روز
یہ سر رہا تاج و تخت و کلاہ

نصیب اسکے بگیا شاہی رہی
جہاندار اسکا پسر شاہ شہ نشین

اگر اس کو چھوڑ تمام سا سانیان

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزائے تختہ شہی

ہوا مالک و فرمروا ملک و مال
جہان بین و ہمانداز فرخندہ بخت

سریر خلافت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا

ہوا بعد ازان جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام

نصیب اسکے بگی سلطنت چار سال
ازان بعد بیٹھا بجاے پدر

ازان بعد تخت نشین جہان کا پسر
ہوا اُسکا پسر خسرو فولکرام

ہوا بعد الاں جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ تخت نشین و سریر

ہوا بعد ہرمز جہاندار تخت
ازان بعد پرویز فرمانروا

ہوا مالک و ملت ہمدازان
جہاندار شاہ شہنشاہ نیک بخت

جہاندار عادل رعیت نواز

جہان جسکے انصاف سے شادکام
شدار و شیر نکو کار تھا

کہ شاپور ثانی نام مرد جوان
جہاندار بہرام با عز و جاہ

ہوا مسند آرا بصد فر و شان
خداوند ملکت خداوند زور

اٹھارہ برس تخت پر حکمران
برادر جا شاہ کا حکمران

ہوا بادشہ پھر جو فیروز شاہ جہان
چہل سال کی تھی نہ کم و زیاد جی

رہا مسند آرا جو بیل و شش سال
ولیکن رہا حکمران چند ماہ

سہ سو ہشت سال آج ہجری کو ہیں
یہ سر رہا تاج و تخت و کلاہ

رہا حکمران تا بچہیاہ روز
یہ سر رہا تاج و تخت و کلاہ

نصیب اسکے بگیا شاہی رہی
جہاندار اسکا پسر شاہ شہ نشین

اگر اس کو چھوڑ تمام سا سانیان

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزائے تختہ شہی

ہوا مالک و فرمروا ملک و مال
جہان بین و ہمانداز فرخندہ بخت

سریر خلافت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا

ہوا بعد ازان جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام

نصیب اسکے بگی سلطنت چار سال
ازان بعد بیٹھا بجاے پدر

ازان بعد تخت نشین جہان کا پسر
ہوا اُسکا پسر خسرو فولکرام

ہوا بعد الاں جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ تخت نشین و سریر

ہوا بعد ہرمز جہاندار تخت
ازان بعد پرویز فرمانروا

ہوا مالک و ملت ہمدازان
جہاندار شاہ شہنشاہ نیک بخت

جہاندار عادل رعیت نواز

رہا بیس اور نگ بفتاد سال
رکھا سر پہ وہ سال تاج سہی

نصیب اسکے شاہی ہی نچبال
رہا چار وہ سال با تاج و تخت

سریر رہا اسکو بست و دو سال
رکھا نام عدل و کرم سے سدا

دلیر و جوان ہرمز نامور
جوانمرد و فرخندہ خو و الکرام

قباد جوان پھر بجاہ و جلال
سر تخت بیٹھا بجاے پدر

سپہدار ہرمز و والا گہر
جہاندار پرویز فرخ پسر و نام

سپہدار شیرویہ اُسکا پسر
رہا تخت و جیہ مہینے دلیر

وشش مہر ہی ربیع الحکیم تخت
تہ زاد فرخ خجستہ جوان

شہ نامور یزدگرد جوان
رہا بیس تکمل بست سال

سرودہ ہے کم و کاست اس نامہ کا
برآرندۂ آسمان و زمین

## خاتمہ کتاب

ہوا گلشن آرزو تازہ تر
ہوئی فتح آسان ہوا سب مراد

برآئی بزیر سپہر بلند
ہوا گوہر کام اپنی نصیب

بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
نہیں ہیچ میکو شبات و قرار

کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر
خرد پیشہ مرد و خدا دوستان

جہاندار عادل رعیت نواز
ابوالمظفر ہو دم خسرو زمان

ہوئی طبع آسان ہوا سب مراد
ہوئی بخت و شادمانی نصیب

نہیں ہیچ میکو شبات و قرار
یہ نامہ جہان میں رہے یادگار

خرد پیشہ مرد و خدا دوستان
شہ نامور بادشاہ زمن

ابوالمظفر ہو دم خسرو زمان
جو تا چرخ ہے تب تک ہے جہان

## خاتمہ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ ایں زمان میمنت توامان کارنامہ رستم و اسفندیار تاریخ سلاطین ایران و توران و دیگر ترجمہ شہنامہ فردوسی کتاب دلچسپ عنی شاہنامہ اردو بہ تصحیح تمام و اہتمام مولوی غلام رسول صاحب مطبع نامی واقع لکھنؤ باہتمام الحاج سید [illegible] حافظ خواجہ قطب الدین احمد صاحب بار اول ماہ مارچ سنہ ۱۸۷۴ء سنہ طبع گردید

مجموعہ مثنویات - فریدالدین عطار جسمین حسب
تفصیل ذیل مثنویات تصنیف شیخ فریدالدین عطار شامل ہین
۱ - جواہرالذات ۲ - میلاج - ۳ - الٰہی نامہ - ۴ - مختارنامہ
۵ - منطق الطیر - ۶ - مبل نامہ - ۷ - مزہرت الاحباب -
۸ - مفتاح الفتوح - ۹ - بے نشانہ - ۱۰ - پندنامہ - مجموعہ فارسی کی
اخلاق ناصری - مشہور علم اخلاق کی کتاب -
اخلاق محمدی - مصنفہ محمد علی سبزواری اخلاق مین -
اخلاق محسنی - مصنفہ ملا حسین واعظ -
مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف مشہور کتاب ہی
ترجمہ کا خطاب حضرت محمود بن علی الکاشانی نے لکھا ہی -
رسالہ ہدایت المومنین - مصنفہ مولوی حاجی
محمد معین الدین صاحب المشہدی الکروی مرحوم مین -
سرور العباد - شرح قصیدہ بانت سعاد مولفہ حاجی
عبدالحافظ محمد نذیر صاحب مصطفی آبادی -
مجالس العشاق - باتصویر تصنیف امیر سلطان حسین
نبیرہ شہنشاہ امیر تیمور گورگان ہی شرح دنظم دلکش عشق
وشریعت کو ہم قالب وہم پہلو کیا ہی بخلاق اہل تصوف -
حدائق العشاق - مصنفہ ملا رضی در تاثیرات عشق
اخلاق جلالی - نثر از ملا جلال الدین محقق دوانی اس
کتاب مین علم اخلاق بطور حکمت ہوا ہی منشی بجانیہ مولوی
ہادی علی مرحوم اور حکیم علی نقی کا کیا شاندار چند منونی -
منطق الطیر - تصنیف شیخ فریدالدین عطار تصوف
اور رد حمایت مین -
پندنامہ - مصنفہ حضرت فریدالدین عطار
تصوف مین -

نظم اللآلی شرح قصیدہ مالی - فصاح مین
گلشن اسرار - تصنیف مولوی انور علی صاحب
در علم تصوف -
مثنوی بزم وصال - عرفان مین مصنفہ شاعر
اہل زبان ہی -

## کتب متفرقات اسلامی

ترغیب الفرقان - در فضائل قرآن -
شبیہ احمدی - تصنیف حکیم مولوی محمد حامد الدین احمد حسن
ساکن ہمسوان سراپا ے احمدی کا بیان ہی -
مثنوی زائر - تصنیف نواب ببر علی خان زائر دعوت
کرنا اسلام کا قبائل قریش کو حدیث صحیح سے -
دوازدہ مجلس - مسمی بریاض الازہار مولوی
خیرالدین گوپاموی نے حالات پیغمبر اسلام بطور
مولد شریف بیان کیے ہین بارہ مجلسون مین اہل
تسنن کے مذہب کی نہایت عمدہ کتاب ہی -
اسرار کربلا - منشی محمد ظہیرالدین خان بہادر بلگرامی نے
اس کتاب مین حالات معرکہ کربلا معلے بروایت
احادیث درج کیے ہین -
مہر نبوت - تصنیف نواب محمد حسان علی خان
نظام نعت مین -
رموز القرآن - اوقاف وغیرہ قرآن کے نکات
کا بیان -
آثار محشر - علامات وحالات قیامت مثنوی مین
مذکور ہین -
تفسیر سورہ یوسف منظوم - مشہور ومستند کتاب ہی -

اکسیر ہدایت - ترجمہ کیمیائے سعادت مولوی محمد فرالدین تخلص فخر کھنوی نے حسب ایماے مالک مطبع ترجمہ نہایت عمدہ کیا ہی وحق تصنیف اسکا مطبع منشی نولکشور صاحب کی ملک ہی۔

مذاق العارفین اردو - ترجمۂ احیاء العلوم عربی کامل در چہار جلد جسکو مولوی محمد احسن صاحب مدرس عربی بریلی کالج نے عمدہ ترجمہ کیا ہی۔

تحفۂ درود ملقب بجواہر الکلام - مولفہ مولوی فضل احمد صاحب۔

رسالہ کسب الانبیا اردو - مصنفۂ جناب مولوی ظہور الحق صاحب۔

شجرۂ طعرائے اسماء دوازدہ امام - ایجاد مولوی ہادی علی مرحوم ایک درخت کی شکل مین بصورت برگ وگل اسماء ائمہ معصومین کو نہایت غریب لکھا ہی امام باڑون اور مساجد مین نصب کرنے کے لائق ہی

مجموعۂ نود ودہ نام - شامل دعاے غنی و قصیدۂ بردہ و قصیدہ بانت سعاد و قصیدہ غوثیہ و دعاے یمانی وغیرہ

مدارج النبوۃ - حالات فصیلت حضرت خاتم الرسالت مصنفۂ مولانا شاہ عبد الحق دہلوی۔

خلاصۃ المصائب - در مصائب اہل بیت علیہم السلام۔

دہ خزان اردو - در مصائب شہداء کرام۔

تاریخ مدینہ - ترجمۂ جذب القلوب - از شیخ عبد الحق دہلوی خلف حضرت شاہ غلام رسول تاریخ و فضائل مدینہ و حج و دیگر مقامات زیارت کے مندرج ہین۔

تفسیر سورۂ فاتحہ - تصنیف مولوی اکرام الدین صاحب

وفات نامہ - تصنیف فانی مراد آبادی ذکر وفات پیغمبر اسلام۔

سبیل الجنان - مصنفۂ میر علی تخلص بہ ایسہ رسالہ تکمیل الایمان مولفہ شیخ عبد الحق دہلوی کا ترجمہ و شرح ہی۔

مجموعۂ توشۂ عقبیٰ - یہ کتاب اسماء الٰہی و اسماء رسالت پناہی کے وظائف مین جناب محمد عباس صاحب نے تالیف فرمائی ہی۔

سفینۃ الاولیا - تصنیف شاہزادۂ دارا شکوہ۔

انوار العارفین - در ذکر و ذاکرۂ حضرات مومنین مصنفۂ مولوی محمد حسین مراد آبادی۔

جواہر القرآن توام - وظائف قرآنی مذوقہ محمد بن آمنہ۔

مجموعۂ زینت القاری جسمین تین رسالہ ہین بیان ترسیل مین۔

گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفۂ مولوی انور علی صاحب۔

گنجینۂ عرفان - باندازمذاق اہل تصوف مصنفۂ حضرت شیخ فرید الدین عطار۔

شواہد النبوۃ - جسمین سیر و اخلاق حضرت سید البشر اور حضرت کی آل اطہار کا مذکور ہی۔

معارج النبوۃ - بیان احوال حضرت خاتم المرسلین مصنفۂ ملا معین الدین کاشی۔